[illegible]

بنات النعش

۸۰

از

1978

شمس العلما ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد
ایل۔ ایل۔ ڈی۔ مرحوم

باہتمام
کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
نولکشور پریس لکھنؤ مین چھپکر شایع ہوئی
۱۹۳۲ء

کاپی رائٹ بحق مطبع محفوظ ہے

شوق ک

فہرست مضامین بنات النعش

Checked 1975

مضمون	صفحہ
حسن آرا کی بدمزاجی اور شرارت	١
حسن آرا کو مکتب مین بٹھانیکی صلاح اور استانی صغری خانم کا مختصر حال۔	٦
حسن آرا کا مکتب مین بیٹھنا اور لونڈیونکی بیجا خوشامد	١١
حسن آرا کے عادات	١٢
مکتب کی لڑکیون کا حال	١٥
حسن آرا کا مکتب کی لڑکیونکو حقارت سے دیکھنا اور محمودہ کا اسکو قائل کرنا۔	١٦
محمودہ کی گڑیونکا گھر دیکھکر حسن آرا کا متعجب ہونا	١٩
محمودہ نے حسن آرا کو سینا سکھایا	٢١
محمودہ کا حسن آرا کو (آنا تکہ غنی ترند محتاج ترند) کا مضمون سمجھانا۔	٢٣
ایک غریب خاندانکی آسودہ زندگی کی مثال دیکر یہ ثابت کرنا کہ تکلفات موجب زحمت ہین اور آرام طلبی باعث کلفت	٢٩
صبح خیزی۔	٣٧
پڑھنے کے فائدے سنکر حسن آرا کے دل مین شوق کا پیدا ہونا۔	٤١

مضمون	صفحہ
مسیح الملک ایک سیرچشم امیر کی حکایت کا آغاز	٤٤
بادشاہ رعیت کا خدمت گذار ہے اور اسکے اختیارات محدود ہین۔	٤٧
حسن آرا نے پڑھنا شروع کیا	٤٨
حسن آرا سویرے اُٹھنے لگی۔	٥٠
مکتب کی لڑکیون نے ملکر پکوان تلا اور حسن آرا کام کاج مین شریک ہوئی مگر کام کی عادت نہ تھی چھوٹے چھوٹے کامون مین بھی بڑی دقت اُٹھائی	٥٢
علم جر ثقیل کا تذکرہ مختصر	٥٤
حسن آرا نے کام تو بگاڑا آپ اور ماما پر ناحق خفا ہوئی۔	٥٦
خیرات دیکر احسان جتانا	٥٨
حسن آرا نے جو ماما کو فضیحت کیا تھا محمودہ کا اسکو ملامت کرنا اور خطا معاف کرانے پر مجبور کرنا	٥٩
نیکی اور خیرات	٦٣
حساب کی عجیب باتین	٦٥

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قسم کھانے کی برائی	۶۹	عورتوں کے متوہمات کی ایک حکایت طولانی	۱۲۰
ہجولیوں میں پاس ادب	۷۰	حسن آرا نے مسیح الملک کی کہانی پڑھکر سنائی	۱۳۱
زمین کی کشش	۷۲	غیرت اور غرور	۱۳۲
وزن مخصوص	۷۳	مسیح الملک کی باقی حکایت اسکا بعد معزولی حج	
ہوا کا داب	۷۵	کو جانا اور اُسکی بیٹی نازپرور کا جسنے امیرانہ ونکی	
کشش اتصال	۷۸	طرح تربیت پائی تھی بدوؤنکے ہاتھ مین ہوشمند	
مقناطیس	۷۹	کنیز کیساتھ گرفتار ہونا اور اس حالت مین بے ہنری سے	
زمین گول ہے اور آفتاب کے گرد گھومتی ہے	۸۱	تکلیف پانا اور ہوشمند کی کوشش سے رہا ہونا	۱۳۴
خوردبین	۸۳	عرب کا جغرافیہ اور بدوؤن کے حالات	۱۴۹
رنگ	۸۴	عام جغرافیہ مختصر	۱۵۰
متحرک چیزون مین آنکھ کا غلطی کرنا	۸۵	کرۂ زمین کا نقشہ مع حالات عامہ	۱۵۱
زمین کے گول ہونے کی دلیل	۸۶	ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ کے نقشجات	۱۵۳
جسمانی ریاضت اور ایام غدر کی ایک		سمندر کے منافع	۱۵۴
حکایت مین اسکے فائدونکا بیان۔	۸۹	مینہ بجلی بادل وغیرہ اور روشنی اور ہوا کی رفتار	۱۵۶
زمین کی جسامت اور ہیأت اور تقسیم	۹۵	انگریزون کا حال	۱۵۸
تمدن کی وجہ	۹۷	ایک انگریزی خاندان کا حال اور اسکی	
آب وہوائے شہر و دیہات کا مقابلہ	۹۸	نیک زندگی	۱۵۹
اہل شہر و دیہاتیونکا محاکمہ جسمین دونونکی طرز		علم تاریخ کا تذکرہ اور آدمیونکی مختلف قسمین	۱۶۳
زندگی کا مذکور ہے اور ہر ایک کو اسکے عیب پر متنبہ		اجرام فلکی اور علم ہیأت کے اصول سرسری طور	
کردیا ہے اور گفتگو اور وضع اور حالات و رذات		پر اور تھوڑا سا چاند گہن اور سورج گہن کا بیان	۱۶۴
اور ہنر پر بحث کرکے نصیحت کی بہت باتین نکالی ہین	۱۰۳	حسن آرا کا مکتب سے رخصت ہونا	۱۶۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہنشاہ دو جہان خالق کون و مکان کی حمد و ثنا اس واسطے کہ اقرار
عبودیت ہے فرض ہے مگر اُس فرض کو تمامہ کون ادا کر سکتا ہے
لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ
اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ۝

ختم المرسلین محبوب رب العالمین کی مدح و نعت اسلیے کہ اظہار ارادت
ہے واجب لیکن اُسکی بجا آوری پوری کس سے ہو سکتی ہے
لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ
لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَہِیْرًا ۝

مراۃ العروس کو پہلے پہل چھپے ہوے اب تیسرا برس ہے اور جہانتک
مجھکو معلوم ہے اسی دو سوا دو برس مین اُسکی کوئی آٹھ نو بلکہ دس ہزار

جلدیں فروخت ہو چکی ہیں اور ہر سمت سے طلب اور ہر طرف سے مانگ چلی آرہی ہے۔ ایک بابو صاحب اپنی بنگالی زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں ایک پنڈت جی مہاراج بھاکھا میں۔ اور نہ میری استدعا و فرمائش سے بلکہ اپنی آرزو و خواہش سے۔ پسند و قبول کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی۔

یہ کتاب اسی مرآۃ العروس کا گویا دوسرا حصہ ہے۔ وہی بولی ہے وہی طرز ہے۔ مرآۃ العروس سے تعلیم اخلاق و خانہ داری مقصود تھی اس سے وہ بھی ہے مگر ضمناً اور معلومات علمی خاصتہً۔ تعلیم دینداری کا ایک مضمون اور رہ گیا ہے۔ اگر حیات مستعار باقی ہے اور پیٹ کے دھندے یعنے مشاغل خدمت سے اتنی تھوڑی فرصت بھی ملتی رہے جتنی کہ اب گرمی اور برسات کے دنوں میں نصیب ہو جاتی ہے تو انشاء اللہ بشرط خیریت اگلے سال تک وہ بھی ایک کتاب کے پیرایہ میں پیش کش ناظرین کیا جائے گا۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ

العبد
نذیر احمد وفقہ اللہ التزود لغد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن آرا کی بدمزاجی اور شرارت

حسن آرا کے مزاج کی افتاد ایسی بری پڑی تھی کہ اپنے ہی گھر مین سب سے بگاڑ تھا نہ مان کا ادب نہ آپا کا لحاظ نہ باپ کا ڈر نہ بھائیون سے ملاپ نوکر ہین کہ آپ نالان ہین لونڈیان ہین کہ الگ پناہ مانگتی ہین غرض حسن آرا سارے گھر کو سر پر اُٹھائے رہتی تھی۔ شاہ زمانی بیگم کے آنے سے چاہیئے کہ بڑی خالہ سمجھکر حسن آرا گھڑی دو گھڑی کو چپ ہو کر بیٹھ جاتی کیا ذکر۔ شاہ زمانی بیگم کو پالکی سے اُترے دیر نہ ہوئی تھی کہ لگاتار دو تین فریادین آئین نرگس روتی ہوئی آئی کہ بیگم صاحب دیکھیے چھوٹی صاحبزادی نے اس زور سے پتھر مارا کہ میری آنکھ پھوٹتے پھوٹتے بچ گئی سوسن نے آ فریاد کی کہ بیگم صاحب چھوٹی بیگم صاحب نے مجھ سے کہا کہ دیکھوں سوسن

تیری زبان جو نہین مین نے دکھانے کو زبان نکالی نیچے سے ٹھوڑی مین ایسا مکا مارا کہ سارے دانت زبان مین بیٹھ گئے۔ گلاب بلبلا اُٹھی کہ ہاے میرا کان خونا خون ہو گیا دائی چلائی کہ دیکھیے میری لڑکی کم بخت کے ایسے زور سے لکڑی ماری کہ بازو مین بدھی پڑ گئی باورچی خانے سے ماما نے دُہائی دی کہ ابھی کوئی انکو سمجھانا سالن کی پتیلیون مین مُٹھیان بھر بھر کر راکھ جھونک رہی ہین۔ شاہ زمانی بیگم نے آواز دی کہ حُسنا یہان آؤ۔ خالہ کی آواز پہچان بارے حسن آرا چلی تو آئی نہ سلام نہ دعا ہاتھون مین راکھ پانوُن مین کیچڑ اُسی حالت مین دوڑ خالہ سے لپٹ گئی۔ خالہ نے کہا کہ حُسنا تم بہت شوخی کرنے لگی ہو۔ حسن آرا نے کہا اس سنبل چڑیل نے فریادی کی ہوگی یہ کہکر خالہ کی گود سے نکل لپک کر بے خطا بے قصور سنبل کا سر کھسوٹ لیا بہتیرا خالہ اِئین اِئین کرتی رہین ایک نہ سُنی۔

حُسن آرا کو مکتب مین بٹھانیکی صلاح اور اُستانی اصغری خانم کا مختصر حال

تب تو شاہ زمانی بیگم اپنی بہن کی طرف مخاطب ہو کر بولی بُوا سلطانہ اس لڑکی کے لیے تو از براے خدا کوئی اُستانی رکھو۔ سلطانہ بیگم نے کہا باجی اماں کیا کرون مہینون سے اُستانی کی تلاش مین ہون کہین نہین ملتی۔

شاہ زمانی بیگم بولی اوئی بُوا تمھاری بھی وہی کہاوت ہوئی ڈھنڈورا شہر مین لڑکا بغل مین خود تمھارے محلے مین مولوی محمد فاضل کی چھوٹی بہو لاکھ

اُستانیون کی ایک اُستانی ہے۔ سلطانہ نے کہا مجھکو آج تک اطلاع نہین دیکھو مین ابھی آدمی بھیجتی ہون۔ یہ کہکر اپنے گھر کی داروغہ کو بُلایا کہ مانی جی کوئی مولوی صاحب اس محلے مین رہتے ہین باجی اما کہتی ہین ان کی چھوٹی بہو بہت پڑھی لکھی ہین دیکھو اگر اُستانی گری کی نوکری کرین تو ان کو لوا لاؤ کھانا کپڑا دس روپیہ پان زردے کا خرچ ہم دینے کو حاضر ہین اور جب لڑکی پہلا سپارہ ختم کرے گی اور ادب قاعدہ سیکھ جاے گی تو تنخواہ کے علاوہ بھی انشاء اللہ ہم اُستانی جی کو خوش کر دینگے۔ مانی جی مولوی صاحب کے گھر آئین محمد کامل کی مان سے صاحب سلامت ہوئی اور پوچھا اچھی بی مولوی صاحب کی بی بی تمھین ہو۔ ماما دیانت۔ ہان یہی ہین آؤ بیٹھو کہان سے آئین۔ مانی جی۔ گھر والی بیوی کی طرف مخاطب ہو کر تمھاری چھوٹی بہو کہان ہین۔ محمد کامل کی مان۔ کوٹھے پر ہین۔ مانی جی۔ مین اُن کے پاس اوپر جاؤن۔ دیانت۔ آپ اپنا پتا نشان بتلائیے بہو صاحب یہین آجائینگی۔ مانی جی۔ مین حکیم صاحب کے گھر سے آئی ہون۔ یہ سنکر محمد کامل کی مان نے نام بنام سب چھوٹے بڑون کی خیر و عافیت پوچھی اور مانی سے کہا تمیزدار بہو سے کیا کام ہے۔ مانی جی۔ وہی آئین تو کہون تمیزدار کے نیچے اُترنے کا وقت بھی آگیا تھا کیونکہ عصر کی نماز پڑھکر اصغری نیچے اُتر آتی تھی اور مغرب اور عشا دونون نمازین نیچے پڑھا کرتی تھی۔ اصغری کو مانی جی نے دیکھا تو استانی گری کی نوکری کے واسطے کہتے ہوے تامل کیا۔ باتون ہی باتون مین یہ کہا کہ بیگم صاحب کو

اپنی چھوٹی لڑکی کا تعلیم کرانا منظور ہے۔ بڑی بیگم صاحب نے آپکا ذکر کیا تو
بیگم صاحب نے مجھکو بھیجا۔ اصغری نے کہا دونون بیگم صاحبون کو میری
طرف سے بہت بہت سلام کہنا اور یہ کہنا کہ جو کچھ برا بھلا مجھکو آتا ہے کسی
سے مجھکو عذر نہین ہے اسی واسطے انسان پڑھتا لکھتا ہے کہ دوسرے
کو فائدہ پہونچائے اور بڑی بیگم صاحب کو معلوم ہوگا کہ مین اپنے میکے
مین کتنی لڑکیون کو پڑھاتی تھی اور میرا جی بہت چاہتا ہے کہ بیگم صاحب کی
لڑکی کو پڑھاؤن لیکن کیا کرون نہ تو بیگم صاحب لڑکی کو یہان بھیجین گی اور
نہ میرا جانا وہان ہو سکتا ہے۔ مانی جی نے تنخواہ کا نام صاف تو نہ لیا
مگر دبی زبان سے کہا کہ بیگم صاحب ہر طرح سے خرچ پات کی ذمہ داری
بھی کرنے کو موجود ہین۔ اصغری نے کہا یہ سب اُن کی مہربانی ہے اُنکی
ریاست کو یہی بات زیبا ہے لیکن اُنکے زیر سایہ ہم غریب بھی پڑے ہین
تو خدا انکا بھوکا نہین رکھتا ہے بے دامون کی لونڈی بن کر تو خدمت
کرنے کو مین حاضر ہون اور اگر تنخواہ دار اُستانی درکار ہو تو شہر مین بہت
ملین گی۔ اس کے بعد مانی جی نے اصغری کا حال پوچھا اور جب یہ سُنا کہ
یہ تحصیلدار کی بیٹی ہے اور مولوی محمد فاضل صاحب بھی پچاس روپیہ
ماہواری کے نوکر ہین تو مانی کو ندامت ہوئی کہ نوکری کا اشارہ ناحق
کیا۔ مانی ہر چند نوابی کے کارخانے دیکھے ہوے تھی لیکن اصغری کی شستہ
تقریر سُنکر دنگ ہو گئی اور معذرت کی کہ بی مجھکو معاف کرنا۔ اصغری نے کہا کیون
تم مجھکو کانٹون مین گھسیٹتی ہو اول تو نوکری کچھ گناہ نہین عیب نہین اور پھر ناواقفیت

کے سبب اگر تم نے پوچھا تو کیا مضائقہ غرض مانی جی رخصت ہوئین اور وہان جاکر کہا کہ بیگم صاحب اُستانی تو واقع مین لاکھ اُستانیون کی ایک اُستانی ہے جس کی صورت دیکھنے سے آدمی بن جائے پاس بیٹھنے سے انسانیت حاصل کرے سایہ پڑ جانے سے سلیقہ سیکھے ہوا لگ جانے سے ادب پکڑے لیکن نوکری کرنے والی نہین تحصیلدار کی بیٹی ہے رئیس لاہور کے مختار کی بہو گھر مین ماما نوکر ہے دالان مین چاندنی بچھی ہے سوزنی کا وتکیہ لگا ہے اچھی خوش گذران زندگی بھلا اُنکو نوکری کی کیا پروا ہے۔شاہ زمانی۔ سچ ہے بوا سلطانہ تم نے مانی جی کو بھیجا تو تھا لیکن مجھکو یقین نہ تھا کہ وہ نوکری کرین گی۔ مانی جی۔ لیکن وہ تو ایسی اچھی آدمی ہین کہ مفت پڑھانے کو خوشی سے راضی ہین۔ سلطانہ۔ یہان آکر۔ مانی جی۔ بھلا بیگم صاحب جو نوکری کی پروا نہین رکھتا وہ یہان کیون آنے لگا۔ سلطانہ۔ کیا بھیا لڑکی وہان جایا کرے گی۔ شاہ زمانی بیگم۔ اس مین کیا قباحت ہے۔ دو قدم پر تو گھر ہے اور مولوی صاحب کو کیا تم نے ایسا بے عزت سمجھا بھائی علی نقی خان کی سگی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے ہین۔ سلطانہ۔ آہا تو ایک حساب سے ہماری برادری ہین۔ شاہ زمانی۔ لو خدا نہ کرے کچھ ایسے ویسے ہین پہلے انکا کام خوب بنا ہوا تھا جب سے رئیس بگڑا بیچارے غریب ہو گئے ہین پھر بھی ماما ہمیشہ رہی ڈیوڑھی پر بھی ایک دو آدمی رہتے ہین۔ سلطانہ۔ خیر حسن آرا وہین چلی جایا کریگی۔ اگلے دن شاہ زمانی بیگم

اور سلطانہ بیگم دونون بہنین حسن آرا کو لے کر اصغری کے گھر آئین با وجودیکہ اصغری کے یہان غریبانہ سامان تھا لیکن اُس کے انتظام اور سلیقے کے سبب بیگمون کی وہ مدارات ہوئی کہ ہر طرح کی چیز وہین بیٹھے بیٹھے موجود ہو گئی دو چار طرح کا عطر چوگھڑا الائچی چکنیان چائے بات کی بات مین سب موجود ہو گیا خوب خوب مزے کی گلوریان تیار ہو گئین دونون بہنون نے اصغری سے کہا کہ مہربانی کر کے ذرا اس لڑکی کو دل سے پڑھا دیجئے اصغری نے کہا کہ اول تو خود مجھکو کیا آتا ہے مگر جو دو چار حرف بزرگون کی عنایت سے آتے ہین انشاء اللہ اُنکے بتانے مین اپنے مقدور بھر دریغ نہ کرونگی۔ چلتے ہوے سلطانہ بیگم ایک اشرفی اصغری کو دینے لگین اصغری نے کہا کہ اسکی کچھ ضرورت نہین۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین پڑھوائی آپ سے لون۔ سلطانہ بیگم نے کہا استغفر اللہ پڑھوائی دینے کے واسطے ہمارا کیا منھ ہے بسم اللہ کی مٹھائی ہے۔ اصغری نے کہا شرع مین تبرک کے واسطے مٹھائی بانٹ دیا کرتے ہین سو اشرفی کیا ہوگی بچون کا منھ میٹھا کرنے کے واسطے سیر آدھ سیر مٹھائی کافی ہے۔ یہ کہکر دیانت کی طرف اشارہ کیا وہ کوٹھری مین سے قاب بھر کر نکتیان نکال لائی اصغری نے خود فاتحہ پڑھ کر پہلے حسن آرا کو دی اور بھری قاب دیانت کو اُٹھا دی کہ سب بچون کو بانٹ دو۔ سلطانہ نے کہا اچھا تم نے مجھکو شرمندہ کیا۔ اصغری نے کہا ہم بیچارے غریب کس لائق ہین یہان جو کچھ ہے وہ بھی آپ ہی کا ہے البتہ میرا دینا یہی ہے کہ حسن آرا بیگم کو پڑھا دون خداوند

کرے کہ مین آپ سے سرخرو ہون۔ غرض دنیا سازی کی باتین ہو ہوا کر شاہ مانی بیگم اور سلطانہ بیگم چلی گیئن اور حسن آرا کو صغری کے حوالے کر گیئن۔

حسن آرا کا مکتب مین بیٹھنا اور لونڈیونکی بیجا خوشامد

یون دیکھنے اور کہنے کو تو حسن آرا اکیلی مکتب مین بیٹھی مگر کوئی درجن بھر تو لونڈیان اُسکے ساتھ تھین اور کوئی کوڑی بھر سہیلیان۔ لونڈیون کا تو یہ قاعدہ تھا کہ بے ضرورت بھی ہر دم اور ہر لحظہ چارون طرف سے حسن آرا کو گھیرے رہتین اور کچھ کام نہین تو بات بات مین خوشامد بات بات پر تعریف ذرا بیٹھک بدلی اور سب بول اٹھین بسم اللہ بسم اللہ چھینک لی تو سب چلائین شکر الحمد للہ۔ مانی جی ہین کہ چپکے ہی چپکے قل ہو اللہ کی تسبیحان پڑھ پڑھکر پھونک رہی ہین۔ انا ہین کہ بار بار ان یکاد[1] دم کرتی جاتی ہین اور جو کہین حسن آرا نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو کوئی جلدی جلدی پنکھا جھلنے لگی کوئی چوری یا رومال ہلانے کھڑی ہو گئی کوئی بولی واری جاؤن گلوری کھالو یا کوٹے ہی کے دانے ڈال لو دیر ہوئی منہ بدمزہ ہو گیا ہو گا کوئی کہنے لگی صدقہ گئی ایک گھونٹ شربت پی لو نگوڑے ہونٹھ ہین کہ سوکھے چلے جاتے ہین پیپڑیان بندھ گئی ہین بھاڑ مین جاے ایسا پڑھنا اور آگ لگے ایسے مکتب کو لڑکی کا مُنھ تو دیکھو کیسا ذرا سا نکل آیا ہے یہ کہکر جلدی سے لپک چٹا چٹ بلامین لے حسن آرا کو گلے سے لگا لیا جس شخص پر حسن آرا کی طرح

---

[1] ان یکاد اشارہ ہے طرف ایک آیت قرآن مجید کے جو دفع نظر بد کے واسطے پڑھکر پھونکدیا کرتے ہین وہ آیت یہ ہے

وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ

ایسی لونڈیون کا غضب الٰہی اور ایسے نوکرون کی بلا مسلط ہو اُسکے مزاج کا درست رہنا عجب کی بات ہے فرشتہ بھی ہو تو ایسی صحبت مین تو بہ تو بہ بھوت سے بدتر ہو جاے۔

حسن آرا کے عادات

حسن آرا بیچاری بھی اسی آفت مین مبتلا تھی کوئی خرابی نہ تھی کہ اُس کے مزاج مین نہ ہوا ور کوئی بگاڑ نہ تھا کہ اُس کی عادتون مین نہ ہو مکتب مین گئی تو۔ شرارت۔ بدمزاجی۔ بدزبانی۔ خودپسندی۔ بیباکی۔ جنگجوئی۔ حسد۔ دروغگوئی۔ غیبت۔ بدلحاظی۔ تنگ چشمی۔ لالچ۔ بےصبری۔ سُستی۔ بےہنری۔ بدسلیقگی اپنی قدیمی سہیلیون کو ساتھ لیتی گئی۔ چونکہ استانی جی خود ماشاء اللہ امیر گھر کی بیٹی اور امیرون کے دستور اور قاعدے سے بخوبی واقف تھین اُن کو تو حسن آرا کے چوچلے اور اُس کے نوکرون کی نازبرداریان دیکھکر کچھ بھی اچنبھا نہین ہوا مگر مکتب کی لڑکیون کو اچھا خاصا تماشا مل گیا کیسا پڑھنا اور کس کا سبق یاد کرنا سب کی سب ٹکٹکی باندھ باندھ کر حسن آرا اور اُسکی ساتھ والیونکو دیکھنے لگین اصغری نے دیکھا کہ اسی سنگت نے حسن آرا کو بیٹھ بھر کر بگاڑا ہے اگر اب بھی یہ سنگ ساتھ موجود رہا تو تعلیم و تربیت کا اثر ہونا معلوم۔ مانی جی سے کہا کہ اب ان لوگون کو اجازت دیجیے کہ گھر کا کام کاج دیکھین مکتب کی لڑکیان ہین کہ انھین مین محو ہو رہی ہین اور حسن آرا بیگم کا دل بھی اُچاٹ ہوا چلا جاتا ہے مانی جی سمجھدار تو تھی ہی سننے کے ساتھ سب کو رخصت کا اشارہ کیا مگر لونڈیان

چلنے کا نام سنکر بے طرح مچلین ایک نے کہا واہ بھلا بے صاحبزادی کے مجھکو ایک دم قرار ہو گا گھر مین مجھ سے بیٹھا جائے گا دوسری بولی مانی جی ایسی نوکری کو سلام ہے مین نے کچھ روٹی کپڑے کے لالچ سے نوکری نہین کی ایک اس بچی کی محبت تنخواہ ہی تو یہ ہی۔ اور انعام ہے تو یہ ہی۔ ان نوکرون کا مطلب یہ تھا کہ حسن آرا کے حیلے سے گھر کے کام دھندے سے بچین۔ یہ سنکر اصغری نے کہا بوا بیگم صاحب سے بڑھکر محبت کا دعوی تو دعوی ہی دعوی ہے وہی کہاوت ہی مان سے زیادہ چاہے پھاپھا کٹنی کہلائے اور خدانخواستہ رخصت نہین وداع نہین چار قدم پر گھر لگا ہے مکتب مین دیکھتی ہو جگہ کی کتنی کوتاہی ہے لڑکیون مین تم سب کا اُٹھنا بیٹھنا انکے لکھنے پڑھنے مین ضرور حرج ڈالے گا بہتر ہے کہ اس وقت چلی جاؤ اپنا اپنا کام دیکھو اُسپر بھی دو چار نے عذر کیا کہ آخر صاحبزادی کو پنکھا جھلنے پانی پلانے کو ایک دو آدمیون کا رہنا ضرور ہے۔ اصغری نے جواب دیا کہ آخر ہم لوگ اپنا سب کام کاج اپنے ہاتھون کرتے ہی ہین اتنا کام بُوا حسن آرا بیگم کا کر دین گے تو ہاتھ نہ گھِس جائین گے۔ غرضکہ زبردستی اصغری نے سب کو باہر ڈھکیلا۔ مانی جی بغدادی قاعدہ اور عم کا سپارہ بھی ایک کمخاب کے جزودان مین رکھ بغل مین داب لائی تھین چلنے لگین تو وہ جزودان حسن آرا کو دینے لگین۔ اصغری نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ مانی جی۔ بغدادی قاعدہ اور عم کا سپارہ ہے دیکھیے تو سہی کیا پاکیزہ خط ہے۔ اصغری۔ مگر بالفعل اسکی ضرورت نہین۔ مانی جی۔ آخر صاحبزادی کو کیا شروع کرائیے گا۔ اُستانی جی ابھی تو کچھ بھی نہین۔ مانی جی۔ کچھ بھی نہین تو پھر مکتب مین بیٹھنے سے حاصل

اصغری۔ مجھکو تو ہتھیلی پر سرسون جمانی نہین آتی حاصل حصول جو کچھ ہوگا چند
روز مین آپ ہی نظر آجائیگا خلاف خواہش پڑھانا میرا دستور نہین پڑھنا پڑھانا
بھی تبھی فائدہ دیتا ہی جب پڑھنے والا خواہش کرے ورنہ مارے باندھے کچھ
پڑھایا بھی تو کیا اول تو ایسا پڑھا یاد نہین رہتا دوسرے جب دل نہین
چاہتا تو زبردستی کرنے سے اُلٹا ذہن اور کند ہوتا ہے۔ مانی جی۔ سچ ہی مگر
بچون کی خواہش پر ملتوی رکھا کرین تو پڑھنا لکھنا سب نیست و نابود ہو جائے
اصغری۔ مین یہ نہین کہتی کہ سب بچے شوق ہی سے پڑھا کرتے ہین
مگر مین نے اپنا یہی دستور رکھا ہے کہ اول علم کا شوق دل مین پیدا کر دیتی
ہون تب پڑھنا شروع کراتی ہون۔ مانی جی۔ سبحان اللہ شوق ہو تو پڑھنا
کیا بڑی بات ہے بے شوق سے برسون مین نہ ہوا ور شوق والا مہینون
مین کر دکھائے مگر صاحبزادی تو پڑھنے کے نام سے کوسون بھاگتی ہین انکو
تو خدا ہی شوق دیگا تو ہوگا۔ اصغری۔ اجی مانی جی انشاء اللہ یہی حسن آرا بیگم
پڑھنے کے لیے ہاتھ جوڑین پانؤن پڑین منتین کرین تب تو سہی۔ غرضکہ
ساتھ والیان تو سب رخصت ہوئین اب حسن آرا اکیلی اصغری خانم کے
پاس رہ گئی۔ اصغری اول تو خود بڑی زیرک تھی حسن آرا کے قیافے اور
تھوڑی ہی دیر کے طرز و انداز سے سمجھ گئی دوسرے ایک محلے کا واسطہ
بہت کچھ پہلے سے سن سنا چکی تھی غرض جو دقتین حسن آرا کی اصلاح مین
پیش آنے والی تھین اصغری سب جان گئی تھی۔ خیریت اتنی تھی کہ حسن آرا کے
مزاج مین جہان دنیا بھر کی خرابیان تھین ایک یہ اچھائی بھی تھی کہ ذہین اور

سمجھ دار ہونے کے علاوہ نیک ذات بھی تھی فوراً اُس کا دل اچھی بات کا اثر قبول کر لیتا تھا اور اگر اُس سے کوئی خطا ہو جاتی اور نرمی سے اُس کو متنبہ کر دیا جاتا تو قائل اور نادم ہو کر اپنی حرکت پر تاسف اور تلافی مافات مین کوشش کرتی اتنی ہی بات کا سہارا تھا کہ اصغری خانم نے اسکی تعلیم کا بیڑا اُٹھا لیا اصل مین حسن آرا کا مزاج نہایت نیک تھا ناز پروردگی اور دولتمندی سے جن خرابیون کا پیدا ہونا ممکن ہے وہ البتہ بدرجہ غایت اسکے مزاج مین اثر کر گئی تھین حسن آرا جب مکتب مین بیٹھی تو اصل خیر سے گیارھوین برس مین تھی اور ہرچند اُسوقت تک مکتب مین لڑکیون کی کچھ بہت بھیڑ بھاڑ نہ تھی تاہم اصغری کی نند محمودہ زبیدہ آمنہ رابعہ کلثوم حلیمہ کنیز فاطمہ خیر النسا ہاجرہ شہر بانو۔ دس لڑکیان مکتب مین بیٹھی تھین۔

مکتب کی لڑکیون کا حال

یہ لڑکیان کچھ حسن آرا کی طرح سب کی سب میرزادیان تو تھی ہی نہین اکثر پیشہ ورون کی بیٹیان تھین اور بعض خوش باش نوکری پیشہ لوگون کی۔ اگرچہ حسن آرا کے مقابلے مین سب کی سب غریب تھین مگر بمقابلہ یکدیگر کوئی زیادہ خوش حال تھی کوئی متوسط الحال کوئی نہایت غریب اور جس طرح انکی حالتین متفاوت تھین انکی صورتین اور سیرتین بھی ضرور ایک دوسرے سے مختلف تھین مگر مکتب کی تعلیم نے سیرتون کے اختلاف کو بالکل مٹا دیا تھا یہ لڑکیان باوجودیکہ کئی گھرون کی تھین تاہم آپس مین ایسی ملی جلی رہتین کہ گویا سب کی سب سگی بہنین ہین نہ انمین کبھی لڑائی ہوتی نہ کبھی کسیطرح کی رنجش پیدا ہوتی۔ صورتون کے

اختلاف کا رفع کر دینا تو اصغری کے اختیار مین نہ تھا اتنا البتہ کر دیا تھا کہ کسی کے نزدیک اختلاف صورت کی کچھ وقعت باقی نہ رہی تھی جو رنگ کی اُجلی اور گوری چٹی تھی وہ کبھی سیاہ فام کالی بھٹ کو نظر حقارت سے نہ دیکھتی نہ اپنی صباحت پر ناز کرتی اور جس کا نقشہ اچھا تھا وہ کم رو سے نفرت نہ کرتی اور نہ اپنے چہرے مہرے کو دیکھکر خوش ہوتی امیری غریبی سے تو یہان کچھ بحث ہی نہ تھی کوئی نہین جانتا تھا کہ امیری کیا بلا ہے اور غریب ہونا بھی کچھ حقارت کی بات ہے حسن آرا کا مکتب مین بیٹھنا تھا کہ صورت شکل اور امیری غریبی کے مضمون تازہ ہو گئے اور حسن آرا آتے کے ساتھ ہی غریبون کو دیکھکر لگی تیوری چڑھانے اور مُنھ بنانے پاس بیٹھنا تو درکنار سرے سے غریب لڑکیون کا مکتب مین ہونا اس کو ناگوار ہوا اور صورت شکل پر تو حسن آرا کو اس بلا کا گھمنڈ تھا کہ بعض لڑکیون کو دیکھکر بے اختیار ہنس دیتی اور بے تامل کہہ بیٹھتی صورت نہ شکل بھاڑ مین سے نکل محمودہ اور حسن آرا سے ایک طرح کی بھلی جان پہچان تھی دو چار دفعہ کسی کی شادی بیاہ مین دیکھنے بلکہ بات کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا سو قاعدہ ہی کہ آدمی جو کسی نئی جگہ جاتا ہی تو وہان کے لوگونکا حال اپنے کسی جان پہچان سے پوچھتا ہی حسن آرا محمودہ کے پاس تو بیٹھی ہی تھی چپکے چپکے مکتب کی لڑکیون کا حال محمودہ سے پوچھنے لگی۔

حسن آرا کا مکتب کی لڑکیون کو نظر حقارت سے دیکھنا اور محمودہ کا اُس کو قائل کرنا

زبیدہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کیون بوا محمودہ بیگم یہ سامنے والی چیچک رو

لڑکی تبارک کی روٹی کا سا منھ لیے ہوے کون ہے۔ یہ کہکر حسن آرا آپ ہی آپ
ہنسی اور اس امید سے کہ محمودہ بھی ایسی پھبتی سنکر پھڑک جائے گی محمودہ کا
منھ دیکھنے لگی۔ یہان محمودہ پر اسکا بالکل اُلٹا اثر ہوا منھ سے تو کچھ نہ کہا مگر
حسن آرا کی بات کو اسقدر حقارت سے سُنا کہ اُسکے چہرے سے یہ بات ظاہر
ہو گئی اور بے رخ ہو کر جواب دیا کہ یہ امیر خان کی حویلی مین رہتی ہین زبیدہ
انکا نام ہے انکے ابا رفو کا کام کرتے ہین حسن آرا۔ اچھی کیسے رفوگر ہین بیٹی
کے چہرے مین پاؤ بھر قیمہ لیکر رفو نہین کرتے۔ محمودہ۔ بیٹی چیچک رو ہی منھ پھٹ
نہین ہے منھ پھٹ ہوتی تو رفو کرتے حسن آرا۔ اور انکے پہلو مین یہ دُوسری
کالی کالی کون ہے جیسے سیہ تاب کا میر فرش رکھا ہو۔ محمودہ۔ یہ بیچاری
ایک غریب قلعی گر کی بیٹی ہے حسن آرا گھر کے گھر مین چہرے پر قلعی نہین
کرا لیتی۔ محمودہ۔ امیرون کے گھر قلعی کرنے سے فرصت نہ ملتی ہو گی۔
حسن آرا۔ اچھی یہ کونے مین کون لڑکی بیٹھی ہے اُے ہے روتے مین
اسکی صورت کیسی بدرونق ہو جاتی ہے۔ محمودہ۔ روتے مین سبھی کی صورت
بگڑ جاتی ہے حسن آرا ہماری تو نہین بگڑتی۔ محمودہ۔ آپ نے کیونکر جانا
حسن آرا۔ مین نے روتے مین اپنا منھ آئینے مین دیکھا تھا تو خاصی
پیاری پیاری صورت تھی۔ بلکہ لال منھ ہو جانے سے چہرہ اور بھی گرم
گرم نکل آیا تھا۔ محمودہ۔ روتی صورت کی تعریف مین نے آپ ہی سے
سُنی ہے خیر آپ کو آپ کا بسورتا ہوا حسن مبارک رہے یہان کوئی اس کا
خواہان نہین۔ اسی طرح حسن آرا نے اور دو چار پھبتیان کہین مگر دیکھا تو

محمودہ نے کچھ داد نہ دی آخر حسن آرا کھسیانی ہو اپنا سا منھ لیکر رہ گئی مگر پہلے ہی دن سے امیری کے زعم مین حسن آرا نے مکتب مین اپنا ایسا تسلط بٹھانا شروع کیا کہ گویا سب لڑکیان اسکی لونڈیان ہین اور بے تکلف لگی سب پر حکم چلانے۔ اصغری خانم کو ابتدا مین اس کا اہتمام ضرور تھا کہ حسن آرا کو مکتب سے بے دلی نہونے پائے کیونکہ ان کو بخوبی معلوم تھا کہ اگر کہین اس کا جی اُچاٹ ہوا تو پھر ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے گی مگر یہ خدا کی بندی مکتب کی طرف رخ نہ کرے گی۔ مکتب کی لڑکیان تو حسن آرا کا طرز مدارات دیکھکر کھٹک چلی تھین اور ایک عام نفرت حسن آرا کی طرف سے سب کو ہو گئی تھی جتنا حسن آرا اپنے تئین کھینچتی لڑکیان اُس سے کنارہ کشی کرتین اور جس قدر وہ بڑائی کی لیتی لڑکیان اُس کو ذلیل سمجھتین۔

اصغری نے اشارہ سے سب کو روک دیا اور محمودہ سے کہا کہ حسن آرا بہت اچھی لڑکی ہے اور بڑی عمدہ سہیلی تمکو ہاتھ لگی ہے تھوڑے دن صبر کرو اور اس کو بے دل مت ہونے دو بیچاری طائر وحشی کی طرح تازہ گرفتار قفس ہے اگر کہین تم نے اسکو بھڑکا دیا تو پھر پھڑ پھڑا کر اڑ جائیگی اور پھر نہ پکڑائی دیگی اور اگر پرچا پایا تو دیکھنا کیسی کیسی میٹھی میٹھی صفیرین سُناتی اور دلون کو لُبھاتی ہے۔

غرض ادھر تو لڑکیان دلداری پر آمادہ ہوئین اُدھر استانی جی نے پڑھنے لکھنے کا نام تک منھ سے نہ نکالا پھر حسن آرا کو وحشت کی کیا وجہ تھی پہلے ہی دن لڑکیون سے ایسی بے تکلف ہو گئی کہ گویا مدتون ساتھ کی کھیلی ہوئی ہے اور خود فرمایش اور تقاضا کر کے محمودہ کی گڑیان کھلوائین۔

محمودہ کی گڑیون کا گھر دیکھکر حسن آرا کا متعجب ہونا

اگرچہ حسن آرا کے گھر گڑیون کا بڑا سامان تھا مگر یہان محمودہ کی گڑیون کو دیکھکر نہایت ششدر ہوئی حسن آرا کی گڑیان بازاری گڑیان تھین۔ صورت دیکھو تو بہنگم جوڑے دیکھو تو بھدے جھوٹا مصالح کھوٹا کام نہ سلائی درست نہ ٹنکائی ٹھیک مگر محمودہ کی گڑیان سر سے پانون تک اُس کے اپنے ہاتھون کی کاڑھی بنائی ہوئی تھین کہان وہ بازاری بیگاری کام کہان یہ خانہ ساز حسن آرا نے گڑیون کے لیے بنا بنایا لکڑی کا دو منزلہ گھر پندرہ روپیہ کو مول لیا تھا اور اسی پہ اتراتی تھی۔ محمودہ نے تیلیون اور پنّی کا نہایت خوبصورت خوش قطع مکان خود بنایا تھا حسن آرا کو محمودہ کی گڑیان دیکھکر اول مرتبہ یہ خیال ہوا کہ ہنر اور سلیقے کے آگے مال و دولت ہیچ ہے اپنے ہاتھ کے ہنر سے ہم وہ کام لے سکتے ہین جو دولت سے نہین نکل سکتا۔ بار بار حیران ہو ہو کر محمودہ سے پوچھتی اے ہے یہ ننا سا کارچوبی ٹبوا بھی تمھین نے سیا ہے۔ اچھی سچ کہنا یہ پلنگ کے تکیے تمھین نے بنائے ہین اس دھانی جوڑے مین تو مصالح تمھارا ٹانکا ہوا نہین لگتا۔ اس جمنی کا کرتا تو ضرور اُستانی جی نے قطع کر دیا ہوگا بھلا سب تو ہے یہ پٹاپٹی کے پردے کہان سے لیے یہ گنگا جمنی تارون بھرا دوپٹا کس نے دیا۔ بلا کے موباف ہین غضب کے ازاربند ہین لے لو اور سنو ابرک کے جھاڑ کاغذ کے پنکھے ابری کی دریان۔ اجی یہ تو دیکھو سینکون کی چلمنین

سرکنڈون کے کھمبے۔ غرضکہ محمودہ کی گڑیان دیکھکر حسن آرا ایسی حیرت زدہ ہوگئی تھی کہ متعجب ہو ہو کر محمودہ ہی کو دکھاتی تھی۔ محمودہ نے حسن آرا کے تمام تر تعجب کا یہی جواب دیا کہ یہ سب کچھ میراہی کیا دھرا اور میراہی سیا پرویا ہے اور کچھ بڑی بات نہین اگر آپ دو مہینے بھی سینے پر جی لگائین تو اس سے کہین بہتر بنا سکتی ہین مجھکو تو گڑیان کھیلنے کا شوق بھی نہین استانی جی جب کوئی نیا کام سکھاتی ہین تو مین پہلے گڑیون ہی پر ہاتھ صاف کرتی ہون بس جو کچھ آپ نے دیکھا یہ میری شروع شروع کی مشق ہے۔ حسن آرا۔ دو مہینے مین مین اس سے بہتر بنا سکتی ہون۔ محمودہ۔ بیشک بلکہ اس سے بھی کم مین۔ حسن آرا۔ بس اس مین سلائی ہی سلائی ہے۔ محمودہ۔ اور کیا اور سلائی کیسی بلکہ نرا گوتھا اور تیپچی کا کام ہے۔ حسن آرا۔ بھلا اتنا سینا مجھکو دو مہینے مین کیونکر آجائے گا۔ محمودہ۔ اگر آپ جی لگائین تو میرا ذمہ۔ دو مہینے مین خاصی طرح فراغت سے سیکھ جائیے گا۔ حسن آرا۔ ابھی تو مجھکو دھاگا پرونا بھی نہین آتا لو کل شام ہی کی تو بات ہے اتا اپنی نواسی کا کرتا سی رہی تھی اور دیر سے سوئی مین دھاگا پرو رہی تھی آپ خیر سے علینک بھی ہردم چڑھائے رہتی ہین پھر بھی خاک نہین سوجھتا دھاگا نہ پڑا پر نہ پڑا مین جو کھیلتی کھیلتی جا نکلی تو مجھی سے گڑگڑا کر کہنے لگی اچھی بیٹی اپنی اتا کا ایک کام نہین کر دیتین ذرا دھاگا پرو دو رعشے کے مارے میری تو اونگلیان کہے مین نہین ہین حرمت گلے سے ننگی پھرتی ہے کسی طرح گوتھ گانتھ کر کرتا کھڑا کیا ہی گریبان رہ گیا ہے۔ مین نے بہت کوشش کی لیکن

انا کی نواسی کا نام ہے

دھاگا تو ناکے کے منھ پر آجاتا تھا مگر پرویا نہ گیا۔ تب تو میرا جی جلگیا اور میں نے سوئی اُٹھا دور پھینک دی۔ محمودہ۔ کیساہی آسان کام ہو تھوڑی بہت محنت ضرور چاہتا ہے اور خاصکر سینا تو بڑی پتا ماری کا کام ہے۔ دھاگا پرو لینا تو کچھ بھی مشکل نہیں بل کے کھلجانے سے دھاگے کے سرے پر پھوسڑے نکل آتے ہیں انکو چٹکی سے مروڑ دیکر دبا دینا چاہیے پھر تو شاید پرونے میں دیر نہ ہو۔ حسن آرا۔ ہان ہان ضرور یہی بات تھی مجھکو انا نے یہ حکمت نہیں تبلائی۔ بھلا ایک سوئی دھاگا تو دو دیکھوں مجھ سے پرویا جاتا ہی یا نہیں محمودہ نے ایک بہت باریک ناکے کی سوئی اور بہت مہین بیچک کا دھاگا دیا۔ حسن آرا نے سرے کو چٹکی سے مروڑ دی جیوں ہی دھاگے کے سرے کو ناکے کے برابر لگایا آگیا تب تو حسن آرا خوشی کے مارے اُچھل پڑی اور بولی آہا جی ہم نے دھاگا پرویا آہا جی ہم نے دھاگا پرویا کیا مجھکو سینا آگیا۔ محمودہ۔ سینا تو ابھی نہیں آیا مگر ذرا ہی سی کسر ہے۔

محمودہ نے حسن آرا کو سینا سکھایا

غرضکہ محمودہ نے سیدھی تیپچی لگادی اور آدھے بالشت کے قریب حسن آرا سے سلوایا اس میں تین چار مرتبہ حسن آرا کے سوئی بھی چبھی اس سے ذرا اسکی ہمت سرد ہوگئی اور جیسے کہ دھاگا پرونے پر اچھلی کودی تھی یہ تیپچی تھوڑی ہی سی تھی کہ جلدی سے محمودہ کو پکڑا دی اور کہا کہ بوا یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ محمودہ۔ مین نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ سینے میں بڑی دیدہ ریزی اور محنت ہے لیکن دنیا میں اکثر عورتوں کو بڑی بڑی محنتیں کرنی پڑتی ہیں

دیکھیے چکی پیسنا کیسی سخت محنت کا کام ہے مگر آخر سیکڑوں ہزاروں ہمین جیسی عورتین کرتی ہی ہین اُس کے مقابلے مین تو سینا کچھ بھی محنت کا کام نہین۔ اس کے علاوہ یہ دستور کی بات ہے کیسا ہی آسان کام ہو مبتدی اور نوآموز کو مشکل معلوم ہوا کرتا ہے۔ یہ صرف آپ کی بے مشقی تھی کہ آپ نے چند بار سوئی ہاتھ مین چبھولی۔ دیکھیے مجکو سیتے سیتے ایسی مشق ہو گئی ہے کہ اگر فرمائیے آپ کی آنکھون مین آنکھین ڈال کر باتین کرتی جاؤن ٹانکا بھی درست بیٹھتا چلا جائے سیدھ مین ذرا فرق نہ آئے اور سوئی کے چبھنے چبھانے کا تو کیا ذکر۔ یہ کہکر باقی ماندہ تیپچی محمودہ نے دونون کپڑے برابر کر سوئی جو لگائی تو یا ادھر تھی یا دم کے دم مین اُس سرے جا نکالی حسن آرا۔ دیکھون کہین سوئی تو نہین لگی۔ محمودہ۔ نہین تو یہ کہکر ہاتھ دکھا دیا۔ حسن آرا۔ یہ آپ کی بیچ کی اُنگلی کھُردری کیون ہے۔ محمودہ نے ہنس کر کہا کہ سوئیون کے چبھنے کے نشان تو نہین ہین مگر مین اس سے انکار نہین کر سکتی کہ ہے سینے ہی کی بدولت مجھکو انگشتانے کی عادت نہین بعض کپڑا کلف دار یا دبیز ہوتا ہے کہ سوئی آسانی سے نہین نکلتی تب ایک طرف سوئی کو ٹنکی سے کھینچنا پڑتا ہے اور بیچ کی انگلی سے نلکے کو سہارا لگانا ہوتا ہے یہ اُسی کے نشان ہین حسن آرا۔ تو پھر کچھ مبتدی پر موقوف نہین سینے مین سبھی کی انگلیان لہولہان رہنی ضرور ہین۔ محمودہ۔ بڑا تعجب ہے کہ آپ ایسی ذرا سی بے معلوم تکلیف کو بڑی مصیبت خیال کرتی ہین ایسی ایسی چھوٹی چھوٹی تکلیفین نہ معلوم صبح سے کتنی شام تک ہو پہنچ جاتی ہین کھیلتے ہی مین

کہین چوٹ پھیٹ لگ جاتی ہے پھوڑے پھنسی ہوتے رہتے ہین آنکھین
ہی دکھنے آجاتی ہین گرمی سردی کی ایذا سے زکام ہوجاتا ہی بخار آنے لگتا ہے
حسن آرا۔ ہان لیکن ایک مجبوری کی تکلیف جسپر اپنا بس نہین اور ایک اپنے
ہاتھون آفت مول لینا بھلا کیا ضرور ہے کہ بیٹھے بٹھائے بین اپنی انگلیون کو
زخمی کرون آنکھون کو ستاؤن گردن کو دکھاؤن جس کی ناک پر ٹکہ رکھدیا جیسا
چاہا سلوالیا۔ محمودہ۔ کیا دوسرے کا محتاج ہوکر رہنا تکلیف کی بات نہین
حسن آرا۔ محتاج ہوکر رہنا کیسا خدا نہ کرے ہم کسی کے محتاج کیون ہونے لگے

محمودہ کا حسن آرا کو (آنانکہ غنی ترانند محتاج ترانند) کا مضمون سمجھانا

محمودہ۔ محتاج کے سر مین کیا سینگ لگے ہوتے ہین اس سے بڑھکر محتاجی اور
کیا ہوگی کہ آپکا ایک دن بھی بے نوکرون کے نہین کٹ سکتا بھلا مین پوچھتی ہون
ماما نہو تو کھانا کون پکائے لونڈیان نہو تو پانی کون پلائے منھ کون دھلائے
اور پنکھا کون جھلے چیز کون اٹھا کر دے چارپائی کون بچھائے بچھونے کون تہ
کرے گھر مین جھاڑو کون دے یہ تو روزمرہ کے کام ہین کھانا کپڑا برتن اور زیور
ضرورت کی کل چیزین چھوٹی یا بڑی یہان تک کہ پانی پینے تک کا مٹی کا آبخورہ
کنگھی سوئی سلائی کیا آپنے اپنے ہاتھون بنائی ہین یا لوگون نے آپ کو بنا کر
دی ہین۔ اسپر بھی آپ کہتی ہین کہ خدا نہ کرے ہم کسی کے محتاج کیون ہونے لگے۔
حسن آرا۔ بیشک ضرورت کی سب چیزین اور لوگ بناتے اور ٹہل خدمت بھی
اور لوگ کرتے ہین مگر کیا کوئی چیز ہمکو مفت دیجاتا ہی اور کیا بے لیے کوئی ٹہل خدمت

کرتا ہے ہر چیز اور ہر کام کے لیے ہم روپیہ خرچ کرتے ہین روپیہ کے لالچ
سے لوگ خود بخود چیزین لیے دوڑے چلے آتے ہین بے بُلائے ٹہل خدمت کرنیکو
حاضر ہوتے ہین روپیہ ہو تو گھر بیٹھے دنیا بھر کا سامان لے لو اور نوکر تو ایک
صبح رکھو ایک شام مین تو یہ جانتی ہون کہ دولت بڑی چیز ہی جسکے پاس دولت ہی
وہ کسی کا محتاج نہین اور تمام دنیا اُسکی محتاج ہی۔ محمودہ۔ آہا بیگم صاحب آپ
بڑی غلطی کرتی ہین بھلا اگر لوگ آپکی دولت کی پروانہ کرین اور کوئی روپیہ کا
خواہان نہ ہو تب آپ کیا کیجئے یہ سُنکر تو حسن آرا چُپ ہوئی اور سوچکر کہا تو یہ کہا
کہ ایسی صورت مین سواے مر رہنے کے اور کیا تدبیر ہی کام کلج ہم سے کچھ ہو
نہین سکتا اور فرض کیا کہ اپنے اوپر جبر سہا اور آپ اُٹھکر پانی پی لیا بچھونا اپنے
ہی ہاتھون کر لیا تب بھی کھانا پکانا تو ممکن نہین اور مانا کہ کوئی سہج سا کھانا بھی
مرگر کر پکا لیا کیونکہ مین نے سُنا ہے کہ اماجان سویان اور خشکا اُبال لینا جانتی
ہین مگر ضرورت کی اور ہزارون چیزین ہین کپڑا کون بُنیگا۔ زیور کون
گڑھیگا۔ لیکن کیا ایسا بھی ممکن ہے کہ دولت کی قدر روپے کی خواہش
نہو۔ محمودہ۔ بیشک ممکن ہے بہت دن ہوئے مجھکو اُستانی جی نے ایک کتاب
پڑھائی تھی اُس مین لکھا تھا کہ ابتدا دنیا مین بہت مدت تک اشرفی روپیہ
پیسے کا چلن کچھ بھی نہ تھا اُس زمانے مین لوگ کھیتی کے کام سے بھی ناواقف
تھے اور جس طرح اب ہر طرح کا غلہ اور انواع واقسام کی ترکاریان اور میوے
اور پھل پھول لوگ محنت کرکے زمین سے پیدا کرتے ہین اُن دنون
کچھ بھی نہین جانتے تھے سمندر کی مچھلیان اور جنگل کے جانور مار لاتے

اور اُنھین کے گوشت سے اپنا پیٹ بھر لیتے یا جنگل مین جو ساگ پات از خود جم اُٹھتا ہے جانورون کی طرح اُسکو کھا لیتے یہ زرق برق اور تکلف کے کپڑے جو اب اس زمانے مین ایسے سستے ہین کہ ہر ایک غریب آدمی کو بھی میسر آجاتے ہین پہلے انکا نام بھی کسی نے نہین سُنا تھا جانورون کے چمڑے اور ڈھاک وغیرہ کے پتون سے بدن کو ڈھانکتے اور عالیشان محلون کی جگہ درختون کی چھاؤن اور پہاڑون کی کھوؤن مین پانی اور سردی گرمی سے پناہ لیتے۔ جون جون دنیا کی عمر زیادہ ہوتی گئی آدمی اپنے آرام کیلئے نئے نئے پیشے اور نئی نئی چیزین ایجاد کرتے گئے۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ ایک آدمی ہر ایک طرح کا کام آپ اکیلا کر لیتا اور ہر طرح کی چیز آپ بنا لیتا اس سبب سے کسی نے ایک کام لیا اور کسی نے دوسرا کوئی کھیتی کرنے لگا کوئی لوہار بنا کوئی بڑھئی کوئی سنار کوئی جولاہا کوئی موچی اس کا یہ مطلب تھا کہ کھیتی والا سب کے لیے کھانے کا غلہ پیدا کرے لوہار چاقو مقراض وغیرہ لوہے کی چیزین بنائے بڑھئی ہل چارپائی چوکی کرسی وغیرہ لکڑی کی چیزین سنار زیور گڑھا کرے جولاہا ہر قسم کے کپڑے بنے اور آپس مین ضرورتون اور چیزون کا مبادلہ کر لیا کرین۔ چندے اسی طرح بے روپیہ بے سکّہ دنیا کا کام چلا مگر آخر کار مشکلین پیش آنے لگین جس کو کتاب والے نے یون لکھا ہے کہ اب فرض کرو کہ مثلاً موچی کو کپڑے کی ضرورت ہوئی اور وہ ایک بہت طرحدار جوتی بنا کر جولاہے کے پاس لے گیا گردن کا دانہ دار چمڑا اینٹھی ہوئی نوک کھڑی ہوئی ایڑی کمبخت کے پان اونچی دیوارین کمایا ہوا

تلا نچیے کی دو وخت اور کہا دیکھو تو شیخ جی کیا جوتی بنا کر لایا ہون کیچڑ مین پھر و بھی سڑک پر دوڑو نہ تلا گھسے گا نہ صورت بگڑیگی بھراؤ کا کام نہین برس روز سے کم چلے تو الٹی میرے سر مارنا مگر مجھکو گاڑھے کا ایک تھان چاہیے آٹھ سے نہو تو چھ سے پون گز کا پنھا - جولاہا بولا کہ چودھری جوتی تمھاری سرس اور تھان بھی جیسا تم چاہتے ہو موجود سوت بھی گول ہے راچھ بھی پنچھی دار ہے خوب ٹھوک ٹھوک کر بُنا ہے ماڑی کا نام نہین مگر وہ پہلی جوتی جو تم نے بنا دی ہے ابھی تک بنی ہے - موچی - ارے شیخ جی تین برس کی جوتی اب تک - جولاہا - کیون دن بھر تو کارگاہ مین بیٹھا رہتا ہون آٹھوین دن پینٹھ جانے کا اتفاق ہوا جوتی پر ایسی زد کیا پڑتی ہے - دوسرے بھائی مین غریب آدمی ہون پانون بھی ہولے ہولے رکھتا ہون - موچی بیچارہ ناامید ہو کر چلا آیا اور پہونچا سُنار کے پاس کہ کیون لالہ تم کو جوتی کی ضرورت ہے - سُنار - ہان بھائی اچھے آئے دس دن سے ننگے پانون پڑا پھرتا ہون اور اُس کے بدلے زیور بھی وہ بنا کر دون کہ تمام برادری مین کسی کے یہان نہ نکلے موچی - اجی ساہ جی کہان ہم اور کہان زیور مجھکو دیکھو کہ چیتھڑے لگائے پھرتا ہون گھر مین بچون کے پاس ٹوپی تک نہین گھر والی پیوند گانٹھتے گانٹھتے ہار گئی کپڑے کی ضرورت ہے - سُنار - کپڑے کی ضرورت ہی تو شیخ نمازی کے پاس جاؤ - موچی - گیا تھا اُس کے پاس جوتی موجود ہے - سُنار - چلو دیکھین شیخ نمازی کو کچھ گہنا بنوانا ہو سُنا تھا کہ بیٹی کا بیاہ کرنے والا ہے تو مین اُسکو گہنا بنا دونگا تم مجھکو جوتی دینا اور مین اُس سے

تھان لے کر تمکو دیدون گا - اب سُنار اور موچی دونون پھر جولاہے کے پاس گئے - سُنار - شیخ جی کہو بیٹا کا بیاہ کب کروگے - جولاہا - چوھری وہ بات تو بگڑ نہ گئی - سُنار - کیون - جولاہا - وہ لڑکا بڑا خراب نکلا چور جواری بھانگ پیتا ہے - سُنار - کچھ تم کو گہنا بنوانا ہے - جولاہا - ابھی تو نہین جب پھر نسبت ناتہ ٹھہرے گا دیکھ لیا جائے گا -

غرضکہ پھر بیچارے موچی کی جوتی اینڈ کی اینڈ رہ گئی - جب ہر ایک شخص کو ایسی دقت پیش آنے لگی تو سب نے ملکر یہ تجویز کی کہ چیز کا مبادلہ چیز سے ٹھیک نہین ایک ایسی چیز ٹھہراؤ کہ ہر کوئی ہر ایک چیز کے بدلے اُس کو لے لیا کرے - موچی - اپنا بنایا ہوا جوتا اُس کے عوض دیا کرے سُنار اپنا گڑھا ہوا زیور - جولاہا - اپنا بُنا ہوا تھان تب سکّہ چلا - پہلے لوہے کا سکّہ تھا اور ایسا بھاری تھا کہ شاید سو روپے کی مالیت کے واسطے چھکڑا بھر بوجھ ہوتا تھا پھر تانبے اور چاندی اور سونے کے سکّے چلے - کہتے ہین کہ کسی زمانے مین چمڑے کا روپیہ چلا تھا اُسمین بھی سونے کی کیل تھی اب انگریزون نے وہ انتظام ٹھہرایا ہے کہ کاغذ کا سکّہ چلاتے ہین ایک ورق کاغذ دس سو ہزار لاکھ روپے کا ہوتا ہے جتنا روپیہ کاغذ مین لکھا ہے جہان چاہو بھنا لو نہ بٹہ ہے نہ دستوری بس روپیہ اپنی ذات سے کسی کام کا بھی نہین نہ اُس کو نان خطائی کی طرح کھاتے نہ اُس کا ہار بنا کر گلے مین پہنتے ہین مگر جو چیز چاہو روپیے کے بدلے البتہ لے سکتے ہو بس حقیقت مین درکار ہوتی ہے وہ چیز اور اُسکے حاصل کرنے اور بہم پہونچانے کا ایک ذریعہ

ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے اس روپیہ کی جس پر امیرون اور دولتمندونکو اسقدر
ناز ہے۔ حسن آرا۔ کیا ہی اچھی بات آپنے مجھکو بتائی مگر یہ تو فرمائیے کہ جب روپیہ
ہر ایک چیز کا عوض ہو سکتا ہے تو جس کے پاس روپیہ ہی گویا وہ ہر ایک چیز کا مالک
ہے اور ہر ایک چیز اُسکے اختیار مین ہے تو ضرور روپیہ بڑی قدر و منزلت کی
چیز ہے اور روپیہ والون کو جتنا ناز اور جتنا گھمنڈ ہو سب بجا اور درست ہے
محمودہ۔ گھمنڈ کی تو کوئی وجہ مین نہین پاتی روپیہ بیشک چیز کا بدل ہے مگر
خود اُس چیز کا کام نہین دے سکتا مثلاً فرض کرو کہ ہم کو ایک جوتی کی
ضرورت ہے تو دو باتین ہین ایک یہ کہ جوتی درکار تھی اور جوتی موجود
ہے اور دوسری یہ کہ جوتی تو موجود نہین مگر روپیہ ہے جس کے بدلے ہم جوتی
مول لے سکتے ہین یہ دونون باتین غور کیجئے ہرگز یکسان نہین پھر بھی روپیہ والے
کو اتنی حاجت ضرور باقی ہے کہ روپیہ لیکر بازار جائے اور جوتی مول لائے فرض
کیجئے کہ جوتی نہ ملی یا ملی اور قیمت نہ ٹھہری تو آخر روپیہ والا مجبور رہے گا یا
نہین۔ اور یہ بھی سوچنے کی بات ہی کہ جب روپیہ والا جوتی لینے جاتا ہے
تو یہ جوتی کا محتاج ہے مگر جوتی والا حقیقت مین روپیہ کا محتاج نہین بلکہ وہ
اُس چیز کا محتاج ہے جس کے بدلے جوتی کی قیمت خرچ کریگا غرضکہ روپیہ والا
زیادہ محتاج ہے اور اگر زیادہ نہین تو جوتی والے کے برابر سہی پھر اُسکو گھمنڈ
کس بات کا ہے۔ ایک چیز کا یہ خواہش مند ہے یعنی جوتی کا اور دوسری چیز
یعنے روپے کا دوسرا۔ حسن آرا۔ لیکن روپے کے بدلے ہر وقت چیز میسر
آسکتی ہے۔ محمودہ۔ یہ غلطی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پیسے کی جگہ دو دینے

کو موجود ہین اور چیز نہین ملتی میری اماجان کبھی غدر کے حالات بیان کیا کرتی ہین کہ سب لوگ بھاگ کر سلطان جی ہین جا رہے تھے روپے کا سیر بھر آٹا تلاش کرتے تھے اور نہین ملتا تھا دن بھر مردوے روپے لیے لیے پھرتے تھے اور شام کو ہار کر خالی ہاتھ چلے آتے تھے۔ غدر کے سبب رسد کا باہر سے آنا بالکل بند تھا گاؤن والون کے پاس جو رسد تھی وہ کہتے تھے کہ روپیہ بیگم ہم کیا کرینگے گھر مین تھوڑا بہت اناج رکھا ہی تو بال بچون کا سہارا تو ہی حسن آرا۔ البتہ اگر ایسا اتفاق پیش آجائے تو روپیہ محض نکما ہے مگر کیا روز غدر ہوتا پڑا ہے یہ بھی خدا جانے کیا بات تھی اب تو جس کے پاس دولت ہے وہی آسودہ ہے۔

ایک غریب خاندان کی آسودہ زندگی کی مثال دیکر یہ ثابت کرنا کہ تکلفات موجب زحمت ہین اور آرام طلبی باعث کلفت

محمودہ۔ دولت سے ہرگز ہرگز آسودگی حاصل نہین ہوتی اُستانی جی اسی ہمسائی کا حال دکھا دکھا کر مجھکو سمجھایا کرتی ہین کہ دیکھو کیا آزاد اور آسودہ زندگی اسکی ہی ایک آپ ہے ایک میان ہی اور چار یا پانچ بچے ہین تو بہت چھوٹے چھوٹے ہین کچھ کام کاج کرنے جوگ نہین میان کہین ہنر پہ مٹی ڈھویا کرتا ہی آپ پسائی کا پیستی ہے مکان مین جا کر دیکھو تو نہ تخت ہے نہ فرش شاید ٹوٹی ٹوٹی تین چار پایون کی چارپائیان ہین بے تکلف کھری چارپایون پر سب سوتے بیٹھتے ہین برتنون مین مٹی کے گھڑے مٹی کی ہنڈیا مٹی کے پیالے اور رکابیان اور

لکڑی کی ڈوئی اللہ اللہ خیر صلاح حسن آرا یہی آزاد اور آسودہ زندگی ہی۔ خدا دشمن کو بھی یہ عیش نہ دکھائے۔ دنیا مین اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ہوگی وہ اپنی جان سے ہلاک ہی آپکو اور اُستانی جی کو اُسکی آسودگی پر رشک ہی۔ محمودہ پہلے مجھکو بھی اُستانی جی کے کہنے پر اچنبھا ہوا تھا مگر مدتون مین ہمسائی اور اُسکے بچون کی حالت پر غور کرتی رہی آخر کو مین نے بھی سمجھا کہ اُستانی جی بہت سچ کہتی ہین۔ سوچنے سے یہ معلوم ہوا کہ جسمانی آرام اور جسمانی تکلیفین سب عادت پر موقوف ہین جسکو محنت کی عادت ہے وہ اُسی مین ایسا خوش رہتا ہے کہ ہم نکمے پڑے رہنے مین ہرگز وہ خوشی حاصل نہین کر سکتے۔

یہی ہمسائی مین نے دیکھا ہے کہ برسات کی چپچپی گرمی پڑ رہی ہی اور ہوا بند ہی کہ پتا تک نہین ہلتا مین باہر صحن مین کھڑی برابر پنکھا اپنے تئین ہلائے جاتی ہون اور ندیون پسینا نکلا چلا آتا ہے دم بولا بولا اٹھتا ہے اور خدا سلامت رکھے بی ہمسائی ہین کہ دالان کے اندر اکیلی چکی پیس رہی ہین اور مین نے کان لگا کر سُنا تو معلوم ہوا کہ آپ خیر سے ایسی خوش ہین کہ مزے مین کچھ گا بھی رہی ہین مجھکو پہلے تو شبہ ہوا کہ اس حالت مین اسکو کیا خاک گانا سوجھا ہوگا لیکن جب مین نے کھڑکی مین سے آواز دی تو نہایت ہشاش بشاش ہو کر بولی کیا ہے بیٹا اُستانی جی سے کہو دو چار گلے اور رہگئے ہین آٹا مین اب لائی کہ لائی۔ ایسی کراری آواز سے جواب دیا کہ کوئی بات تکلیف کی معلوم نہ ہوئی تھوڑی دیر بعد دیکھتی کیا ہون کہ آپ آٹا لیے ہنستی چلی آتی ہین۔ آٹے کے ساتھ باٹ ترازو بے اسنا تو لا چھانا سُلکے مین بھر ا اُستانی جی

نے کہا کہ ہمسائی آٹے کا مٹکا خوب اچھی طرح ڈھک دیا یا نہین ہمسائی ہان بی بی بڑا طباق ڈھک اوپر سے پنسیری رکھدی ہے۔ اُستانی جی اچھا رخصت ہمسائی۔ کیا اور پیسنے نہ دوگی۔ اُستانی جی نے کتاب دیکھکر کہا نہین ابھی ضرورت نہین چار پانچ دن کا آٹا ہے برسات کے دن ہین جہان ذرا دیر ہوئی آٹے مین سُرسُری پیدا ہو جاتی ہین تلخانے لگتا ہے۔

ہمسائی۔ نان بی بی پیسنے تو دے ہی دو۔ اُستانی جی کمبخت ایک دن تو آرام لیا کر یہ بلا کی گرمی پڑ رہی ہے تیرا جی نہین گھبراتا۔ ہمسائی کیا کہون کچھ ایسی عادت ہو گئی ہے جسدن پسنا نہین ملتا تمام بدن دُکھا کرتا ہے اور کھانا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چھاتی پر دھرا ہی خالی بیٹھے کچھ ایسی آلکسی معلوم ہوتی ہے کہ جی نہین لگتا۔ محمودہ۔ مین نے اپنے جی مین کہا یہ دیکھو مصیبت کی کیا کیا کچھ شکایتین ہو رہی ہین۔ اُستانی جی پیسنے کو تو دون مگر ہمسائی گیہون بھکتے ہوے دیتی ہون آٹا اڑتا ہوا کیون ہوتا ہے۔ ہمسائی۔ گیہون سیلے ہوے تھے پہلے ہی گگے مین دلیا نکلنے لگا تو مین نے ذرا آنچ دکھالی تھی نہین مین تو باہر ہوا مین بھی نہین بیٹھتی دالان کے اندر بیٹھا کرتی ہون جہان ہوا کا گذر نہین۔ اُستانی جی۔ کیا بتاؤن کئی دن سے راہ دیکھتی ہون کوئی گدھے والا گلی مین بولے تو دو بورے مٹی سے لون دالان بھی لپ جائے اور چولھے بھی ٹوٹ گئے ہین پھر سے لیس پوت ہو جائے مٹی ہوتی تو مین تم سے چولھے بنوا لیتی۔ ہمسائی۔ مٹی کا ملنا کیا مشکل ہے ہمتؔ یا پپ کے

ہمتؔ ہمسائی کے بیٹے کا نام ہے ۱۲

پاس تھوڑی دیر مین روٹی لیکر جائے گا اُدھر سے ایک ٹوکرا مٹی بھی بھر لائیگا نہر کی مٹی چکنی اور پائدار بھی ہوتی ہے۔ اُستانی جی۔ اگر مٹی آجائے تو کل پسائی کے بدلے یہی کام کرو۔ ہمسائی۔ دعائین دینے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھتی کیا ہون کہ ہمت کی بہن چھوٹی کوئی دس برس کی ایک بڑا ٹوکرا سر پر رکھے آگے آگے اور بی ہمسائی پیچھے پیچھے چلی آتی ہین۔ نگوڑی لڑکی کو دیکھ کر تو مجھکو بہت ہی ترس آیا۔ مجھکو نہین معلوم تھا کہ یہ کیا لائی ہے لیکن مین نے جلدی سے دوڑ دروازے سے ٹوکرا اُتروالیا دیکھون تو نہر کی گیلی مٹی ہے۔ مین نے کہا اری تجھکو خدا کی سنوار یہ تونے کیا غضب کیا نگوڑی اتنا بوجھ۔ اتنے ہی مین ہمسائی بھی آپہونچی اور مین اُس سے لڑنے لگی کہ ہمسائی ذرا تمھارے دل مین رحم نہین اس لڑکی کی بساط دیکھو اور اتنا بوجھ گھر سے یہان تک لانا دیکھو۔ لڑکی ایسی ہی دو بھر ہے تو بلا سے نگوڑی کو ایک دن زہر دے کر سُلا رکھو۔ واہ کوئی سوتیلی مان بھی ایسا نہ کرتی ہوگی۔ ٹوکرا مین نے اتروایا تھا ایسا بھاری بوجھل پتھر تھا کہ آدھی ہی دور پر ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔ نہر کی گیلی مٹی خدا کی پناہ لوہا بھی ہلکا ہوتا ہے میرا تو اتنی ہی دیر مین دم پھول گیا۔ مین نے تو کس شد و مد سے ہمسائی کو الزام دینا چاہا تھا لیکن ہمسائی نے سرسری طور پر یہ کہکر ٹال دیا کہ بیوی ہم غریب آدمی ہین اور یہ غریب گھر کی بیٹی ہے ہم کو تو رات دن بوجھ اُٹھاتے گذرتی ہے مٹی کی ٹوکری کی کیا حقیقت ہے یہ تو اکیلی چارپائیان اُٹھا لاتی ہے پرسون رہانے کے لیے چکی کا پاٹ دروازے پر خرسے کو دے آئی تھی ہمارے بچے امیرزادیون

کی طرح باریک جان اور نازک بیگم اور مہین خانم ہون تو ایک دن بھی کام نہ
چلے۔ ہمسائی کی یہ بات سنکر مجھکو ایسی ندامت ہوئی کہ پسینے پسینے ہوگئی اور
جی مین سوچی کہ الٰہی کیا بات ہے ان لوگون کو پیٹ بھر کھانا تو نصیب نہین
ہوتا پھر اتنے قوی اور مضبوط کیون ہین۔ ایک دن مین نے اُستانی جی
سے پوچھا تو انھون نے کہا کہ یہ سب زور اور سب بوتا اور سارا بل
محنت کا ہے ہم لوگ دن رات احدیون کی طرح نکمے پڑے رہتے ہین کھانا
جیسا کھایا ویسا ہی پیٹ مین رکھا رہا نہ ہضم درست ہو نہ کھلکر بھوک لگتی ہے
سدا کے روگی ہمیشہ کے دکھیا کبھی قبض کبھی پیچش آے دن حکیم کے یہان
آدمی موجود علاج کی عادت دوا کا معمول ہم لوگون کے مزاج ہین کہ چھوئی موئی
کے درخت ہین ذرا ٹھیس لگی اور کھلا کر رہ گیا کوئی موسم ہو ہم کو کچھ نہ کچھ شکایت
ضرور رہتی ہے گرمی ہے تو کہین درد کے مارے سر پھٹا پڑتا ہے آنکھین
جلتی ہین ہتھیلیون اور تلوون سے آگ نکلتی ہے یونہیں عمر بھر بھوک کو
روتے رہے گرمیون مین رہی سہی بھی گئی گذری ہوئی نہ برف اور
شورے کے پانی سے تسکین ہوتی ہے نہ انار اور فالسے اور عناب
اور نیلوفر کے شربتون سے تسلی برسات آئی تو مکھیون اور مچھرون کے
واسطے وہ وہ اہتمام ہو رہے ہین کہ گویا کسی بادشاہ کے ملک پر غنیم چڑھ آیا
پورا ہوا کے سبب قوت ہاضمہ بالکل معطل ریح کا درد صبح کو شانون مین
تھا تو دوپہر کو کمر مین اور شام کو پنڈلیون مین جاڑا آیا تو زکام اور کھانسی
اور نزلے کو ساتھ لایا۔ اب سر ہے کہ کہے مین نہین ایک آرام طلبی نے ہمکو

سب نعمتون کے مزے اور سب آسایشون کی لذت سے بے نصیب
کر رکھا ہے کھانے مین لاکھ لاکھ تکلف کرئے مگر وہ ذائقہ نہ ملا جو غریب
آدمیون کو سوکھی روٹی اور نمک مرچ کی چٹنی مین ہر روز میسر ہے نیند سدا اُچاٹ
رہی دن اور رات کوشش کرتے ہین کہ گھڑی دو گھڑی کو آرام سے سو رہین
مگر نیند ہے کہ ذرا کھٹکا ہوا اور کوسون دور۔ مجھکو اس ہمسائی کا حال دیکھکر
بڑی حیرت ہوا کرتی ہے ایک دن کا مذکور ہے کہ مین گرمی کے مارے رات
کے وقت کوٹھے پر گھبرائی گھبرائی پھرتی تھی دیکھتی کیا ہون کہ ہمسائی کے
پانچون بچے ایک کے اوپر ایک نہ بچھونا ہے نہ تکیہ نہ پنکھا کھرّی چارپائی پر مزے
مین پڑے خرّاٹے لے رہے ہین چھ برس میرے بیاہ کو ہوے میرے مُنھ
مین خاک مین نے تو کسی دُکھ یا بیماری کی شکایت ہمسائی سے نہین
سنی فصل بدلنے کو ہوتی ہے تو قاعدہ ہے کہ اچھے اچھے آدمی کو بھی دو چار
دن کے لیے بخار ہی آجاتا ہے مگر ماشاء اللہ نہین آتا تو ہمسائی اور ہمسائی
کے بچون کو۔ یہ تو غریبی ہے کہ چولھا بھی دو وقت نہین سلگتا مگر بچون کو
دیکھو جو نچال تو انا بھلا یہ چھوٹی لڑکی تمھارے عندیے مین کئے برس کی
ہوگی۔ مین۔ کوئی دس برس کی اُستانی جی۔ میرا چوتھا چالا تھا میرے
آنے پر ہوئی ہے خیر سے چھ برس پورے ہو چکے ساتوین مین لگی ہے
ماشاء اللہ کیا اچھا اُٹھان ہی محمودہ دیکھو تم سے بھی نکلتی ہوئی ہے۔
حسن آرا۔ یہ بات بہت ٹھیک ہے ہمارے گھر بھی لونڈیون اور نوکرون کا
یہی حال ہے کھا کھا کر ایسے موٹے ہوئے ہین کہ پہچان نہین پڑتے۔ محمودہ

بھلا کیا سبب ہی کہ آپ لوگ گھر کی مالک مختار خدا کا دیا سب کچھ موجود سب کچھ میسر اور بدن پر دیکھو تو بوٹی نہین - لونڈیان لاکھ چوری کرین پھر بھی گھر والیون کی برابری نہین کر سکتین حسن آرا - البتہ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ محنت ہی کا سبب ہی مگر یہ تو فرمائیے کہ جو کام لونڈیون کے کرنے کے ہین ہم کیونکر کرنے لگین - اول تو ہو نہین سکتے اور جو جان مار کر ایک آدھا کام کیا بھی تو اپنے ہی کنبے والے حقیر سمجھنے لگین - محمودہ - ہو سکنے اور نہو سکنے کی کچھ نہ پوچھیے آدمی کے برابر سخت نہین اور آدمی کے برابر کوئی چیز نرم بھی نہین ہمین جیسی عورتین ہین جو چکی پیستی ہین اور وہ وہ کام کرتی ہین جو شہر کے بعضے مردون سے نہ ہو سکین اور یہی عورتین ہین جنکو اپنی ہی جان دوبھر ہے کام کا کیا ذکر اور محنت کا کیا مذکور جیسی عادت ڈالو ویسی ہی پڑ جاتی ہے - اور کنبے والون کے حقیر سمجھنے کی تو کوئی وجہ نہین نوکر چاکر ہوتے ساتے اپنے ہاتھون کام کرنے سے تو میرے نزدیک لوگون کی نظرون مین اور عزت زیادہ ہونی چاہیے - کتنی خوبی کی بات ہی کہ ٹہل کو نوکر خدمت کو لونڈیان ہون اور اپنے ہاتھون کام کرنا آدمی عار نہ سمجھے - استانی جی کو دیکھو ماما بھی ہے اوپر کے کام کو بھی ایک عورت نوکر ہی اتنی لڑکیان مکتب مین بیٹھی ہین جھوٹون بھی کہین تو سبھون کام کو دوڑین مگر پانی تک آپ اٹھکر پیتی ہین یہ بات خدا کو کیسی بھلی لگتی ہوگی کہ دیکھو ہم نے اس بندے کو ایسا نوازا اور ایسا بڑھایا کہ اسی کے ہمجنس اس کی خدمت اور تابعداری کو دبے مگر یہ کیسا نیک بندہ ہے کہ اس کو غرور چھو نہین گیا یہ

اپنے تئیں اسی طرح ناچیز سمجھتا ہے۔ حسن آرا۔ بھلا جو کام اپنے سے ہو ہی نہ سکے تو آدمی کیا کرے۔ محمودہ۔ اس کا جواب مین ابھی دے چکی ہون کہ جو کام دوسرے آدمی کرتے ہین ہر ایک آدمی کر سکتا ہے مگر خیر دنیا مین خدا جس کو دولت ثروت دے اور بڑی محنت کے کام اگر وہ کبھی نہ کرے تاہم ہزارون چھوٹے چھوٹے کام ایسے ہین کہ بے زحمت انکو کر سکتا ہے ایسے کامون مین آپ نہ ہلنا اور ہمیشہ نوکرون اور خدمتگارون کا محتاج رہنا بڑی بُری بات ہے ایک تو انسان آلکسی ہو جاتا ہی آرام طلبی کی عادت چپکے چپکے بڑھتی جاتی ہی۔ دوسرے کیسا ہی چھوٹا کام ہو آدمی اپنی مرضی کے موافق جیسا اپنے ہاتھ سے کر سکتا ہے نوکر کتنا ہی سلیقہ مند اور مزاج شناس کیون نہو کبھی نہین کر سکتا مین نے تو اپنا ہی قاعدہ رکھا ہے کہ لکھنے پڑھنے سے جتنا وقت بچتا ہے اُس مین کچھ نہ کچھ کام کیا کرتی ہون دو برس ہوے کہ مین اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے سیتی اور قطع کر لیتی ہون پکانے مین بھی بہت ربط ہو گیا تھا اب تین چار مہینے سے ذرا کم ہو گیا ہی پھر بھی گوشت مین ہی بگھارتی ہون اور گھر مین جو کوئی نئی چیز پکے تو مین ہی پکاتی ہون۔ حسن آرا۔ آہا۔ تم کو پکانا بھی آتا ہے۔

محمودہ۔ آتا کیا ہی خیر غریبا مُو بھون بُھلس لیا اُستانی جی کی مہربانی سے ایک آدھ چیز ذرا اچھی بننے لگی ہے اور مجھ پر کیا منحصر ہے مکتب کی سب لڑکیان جانتی ہین سب لڑکیون نے ساجھا ملایا ہے کل کڑھائی چڑھے گی سامان آیا رکھا ہے تلی تو ابھی جاتی اُستانی جی نے کہا دن کے وقت گرمی بہت

ہوتی ہے سویرے تڑکے دھوپ نکلتے نکلتے تل تلا کر فراغت ہو جاؤ سو کل آپ بھی سیر دیکھیے گا۔ حسن آرا۔ سموسے بھی تلنے آتے ہین۔

محمودہ۔ انشاءاللہ ایسے سموسے تلکر کھلاؤن نرم اور خستہ پتلے پرت کہ آپ بھی پسند کرین مگر یہ فرمایئے کہ میٹھے سلونے سادے یا قیمہ بھرے۔ حسن آرا۔ میٹھے۔ محمودہ۔ میٹھے سموسے شہر بانو ایسے بناتی ہین کہ سبحان اللہ

صبح خیزی

حسن آرا۔ مگر سویرے تڑکے تو مین نہین آ سکتی ہون تو کوئی پہر دن چڑھے سو کر اٹھتی ہون۔ پہر دن چڑھے کا نام سنکر محمودہ بے اختیار ہنس پڑی۔ محمودہ۔ کیا ہر روز آپ پہر دن چڑھے اٹھا کرتی ہین۔ حسن آرا۔ ہر روز۔ محمودہ۔ سوتی آپ کس وقت ہین۔ حسن آرا۔ سر شام۔ محمودہ۔ بلا کی نیند آپ نے بڑھا رکھی ہے۔ حسن آرا۔ مین نے بڑھا رکھی ہے۔ نیند بھی کوئی اپنے اختیار کی بات ہے۔ میری آنکھین تو کچھ دن رہے سے بند ہونے لگتی ہین اماجان کھانے کے واسطے مجھکو بہلاتی رہتی ہین جب دیکھتی ہین کہ یہ سوئی ہی جاتی ہے تو ناچار کھانا کھلوا دیتی ہین۔ پہر دن چڑھے بھی میری آنکھ آپ سے نہین کھلتی۔ سوتی کو زبردستی اٹھا بٹھاتی ہین کچی نیند جو جگا دیتی ہین تو گھنٹون نیند کا خمار رہتا ہے اسی واسطے دوپہر کو پھر کوئی دو چار گھڑی کے واسطے سو رہتی ہون۔ دوپہر کے سونے کا نام سنکر محمودہ پھر ہنسی اور کہنے لگی کہ اگر آپ کو جی بھر کے سونے دیا جاے تو شاید آپ رات دن سویا ہی کرین۔ حسن آرا۔ کیا بتاؤن نیند کمبخت ایسی ٹوٹ پڑی ہے کہ کسیطرح مجھکو سونے سے

سیری ہی نہین ہوتی گھر بھر مجھکو چھیڑا کرتا ہی اور جا ہے کوئی بیماری ہو ابا جان
ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ تمام تر سونے کا فساد ہے مگر کیا کرون نیند پر قابو نہین چلتا
ہر روز ارادہ کرتی ہون کہ آج سب کے ساتھ سوؤن مگر جب وقت آتا ہی تو
نیند کے غلبے سے ایسا جی خراب ہونے لگتا ہے کہ کچھ بن نہین پڑتی نیند کے آثار
شروع ہوتے ہین تو مجھکو خیال ہوتا ہے کہ آج بڑا پکا وعدہ کر چکی ہون ابھی سے
سو رہونگی تو لوگ چھیڑینگے اور اس شرمندگی کے مارے جی مضبوط کر کے
تھوڑی دیر سنبھلی بھی رہتی ہون مگر جب نیند آکر گھیرتی ہے تو نہین بیٹھا جاتا
بہن پلنگ پر جھکی اور ادھر سے اماجان بولین اُدھر سے آپا جان لیکن انکی
بات پوری بھی نہین ہونے پاتی کہ بندی لیٹتے کے ساتھ خراٹے لینے لگی
میرے لیٹے پیچھے جو کچھ لوگ کہتے سُنتے ہون مجھکو مطلق خبر نہین ہوتی۔
محمودہ۔ اگر آپ دل سے نیند کا گھٹانا چاہین تو کچھ مشکل بات نہین مین آپکو
بہت سہل تدبیر بتا سکتی ہون حسن آرا۔ ہان اس نظر سے کہ گھر بھر مجھکو
سونے کے واسطے چھیڑا کرتا ہے مین بھی چاہتی ہون کہ زیادہ نہین تو سب کے
ساتھ سوؤن اور اُٹھ بیٹھون۔ محمودہ۔ دو باتون کا التزام کیجئے اول تو یہ کہ نیند
کو بہلانے کے لیے کچھ شغلہ چاہیئے کہ طبیعت اسمین مصروف ہو جائے دوسرے
یہ کہ جو شخص سویرے اُٹھنے والا ہو اُسپر تاکید کر دیجئے کہ جس طرح ممکن ہو جھنجوڑ کر
پانی کے چھینٹے دیکر آپ کو ہوشیار کر دیا کرے اور اُٹھتے کے ساتھ آپ منھ ہاتھ
دھو طبیعت کو سنبھال کسی کام مین لگجایا کیجئے اول اول آٹھ دس دن خلاف
عادت سویرے اُٹھنے سے ایک خفیف سی گرانی اور درد معلوم ہوگی مگر پھر عادت

ہو جاے گی خود بخود آنکھ کھلنے لگے گی اور گرانی سر بھی موقوف ہو جائیگی بلکہ سویرے اٹھنے سے صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاکر مزاج ایسا باغ باغ ہو جاے گا کہ دن بھر طبیعت بحال رہا کریگی مین بھی بلا کی سونے والی تھی مردون سے شرط باندھکر سوتی استانی جی ہر روز مجھکو نصیحت کیا کرتین کہ دنیا مین انسان اسواسطے نہین آیا کہ سونے اور نکمے پڑے رہنے سے دن تیر کرے خدانے دن کام کیلئے بنایا ہی رات کیا تھوڑی ہوتی ہی کہ دن کو بھی سویا کرین بہت سونے سے انسان کاہل اور غبی اور ذہن موٹا ہوکر کند ہو جاتا ہے آدمی کا وقت بڑی قیمتی چیز ہی فرصت کا ایک ایک لمحہ بس غنیمت ہے اسوقت مین ہو سکے تو لگ لپٹ کر علم و ہنر حاصل کر لین کہ جس سے دنیا اور عاقبت دونون درست ہون چنانچہ مین نے رفتہ رفتہ سونا کم کر دیا یہان تک کہ اب سب کے پیچھے سوتی اور سب سے پہلے اٹھتی ہون اور بہ نسبت سابق کے مین اپنے تئین زیادہ تندرست بھی پاتی ہون مگر مکتب کی لڑکیان غضب کرتی ہین کہ گھر بھی انکے چار چار چھ چھ پیسے ڈولی پر دیتے ہین وہ اندھیرے منھ یہان آجاتی ہین آپس مین شرط لگا رکھی ہی کہ دیکھین سب سے پہلے کون مکتب مین پہونچتا ہے حسن آرا۔ دیکھیے انشاءاللہ اب مین بھی ضرور اسکا انتظام کرونگی اور جس طرح بن پڑے گا خدانے چاہا تو کل کڑھائی چڑھنے نہ پائیگی کہ مجھکو یہان پہونچا دیکھنا۔ محمودہ اور حسن آرا آپس مین یہ باتین کر رہی تھین کہ اتنے مین استانی جی نے آواز دی محمودہ تم تو نئی سہیلی سے اسقدر جلد بے تکلف ہو گئین کہ کون وقتون سے باتین کر رہی ہو اب تک تمھاری باتین ہو نہین چکین پہلے ہی دن ایسا کیا اصلاح و مشورہ ہونے لگا۔ محمودہ۔ بیگم صاحب تو نہایت اچھی

آدمی ہین دوہی باتون مین میرا دل ان سے ملگیا مین نے انکو اپنی گڑیان دکھائین
مرآۃ العروس چند پند وغیرہ سے طاعت شعاری اور صبح خیزی کے فائدے سُنائے
اُستانی جی۔ تم نے ایسی ایسی باتین کرکے حسن آرا بیگم کو کہین ناخوش تو نہین کیا۔
حسن آرا۔ اُستانی جی ایسی ایسی اچھی عقل اور نصیحت اور فائدے کی باتین محمودہ بیگم نے
بیان کی ہین کہ مین نے کبھی نہین سنی تھین اور میرا جی ان کی باتون سے نہایت
خوش ہوا صرف ایک بات البتہ مین کسی قدر ناپسند کرتی ہون کہ یہ امیرون کی
بہت مذمت کرتی ہین۔ استانی جی۔ امیرون کی یا اُن کے کردار کی۔ حسن آرا۔
کردار کی مذمت ہوئی تو امیرون کی ہوئی وہ ایک ہی بات ہے۔ استانی جی
نہین ان دونون باتون مین بہت بڑا فرق ہے اگر مطلق امیرون کی مذمت
کیجائے تو اُس سے مطلق دولت کی مذمت نکلتی ہے حالانکہ دولت بڑی قدر
ومنزلت کی چیز ہے (یہ سنکر حسن آرا نے محمودہ کی طرف دیکھا) لیکن اگر دولت
پاکر آدمی گھمنڈ اور غرور کرے اور یہ سمجھے کہ وہی سب مین بڑا ہے اور جتنے غریب
ہین حقیر اور ذلیل ہین اور اُس کی ٹہل خدمت کے لیے پیدا کیے گئے ہین تاکہ
وہ آپ ہاتھ نہ ہلائے اور دوسرون کی محنت سے آرام حاصل کرے اور دولت
اسکو صرف اسی کے آرام وآسایش کے لیے دی گئی ہے اور غریبون کو دینا
اور محتاجون کی مدد کرنا اپنا فرض نہ سمجھے تو ایسی دولت دنیا کا جنجال ہے
اور عاقبت کا وبال۔ حسن آرا۔ مجھکو اس مین شبہے ہین۔ اُستانی جی۔ مین
تمھارے سب شبہون کو انشاء اللہ بخوبی رفع کردونگی لیکن اب وقت بہت
تنگ ہے سب لڑکیان کہانیون کی منتظر ہین۔ کہانیون کا نام سن کر تو حسن آرا

اور بھی خوش ہوئی اور بیتاب ہوکر پوچھنے لگی اچھی کون کہانیان کہے گا آپ یا محمودہ بیگم۔ اُستانی جی۔ نہ مین اور نہ محمودہ بلکہ جس کی باری ہوگی حسن آرا کیا ان سب لڑکیون کو کہانیان یاد ہین۔ اُستانی جی۔ یاد تو شاید کسی کو بھی نہین حسن آرا۔ پھر کہین گی کہان سے۔ استانی جی۔ بہت اچھی اچھی کہانیان ایک کتاب مین لکھی ہین پڑھنا ان سب کو آتا ہے جس کی باری ہوئی وہی کتاب مین پڑھ پڑھ کر کہانی کہنے لگی۔

پڑھنے کے فائدے سنکر حسن آرا کے دلمین شوق کا پیدا ہونا

حسن آرا۔ جسکو پڑھنا آتا ہو وہ کہانیون کی کتاب پڑھے۔ استانی جی بیشک حسن آرا۔ تو پڑھنا بڑی اچھی چیز ہے ایک پڑھنا آجائے تو سیکڑون ہزارون کہانیان آجائین۔ اُستانی جی۔ پڑھنے کا یہ تو ایک ادنی فائدہ ہے سیکڑون فائدے اور بڑے بڑے عمدہ ہین جنسے پڑھا لکھا آدمی مزے لیا کرتا ہے۔ کہانیون ہی کو دیکھو کہ بعض مرتبہ جی چاہتا ہے کہ کوئی اچھی سی نئی کہانی کہتا تو سنتے اور ایسا اتفاق پیش آتا ہے کہ یا تو کسی کو نئی کہانی آتی نہین یا آتی ہے تو اُس کو فرصت نہین بس دل کا شوق دل ہی مین رہ جاتا ہے پڑھنا آتا ہو تو کتاب اٹھا لی اور بیسیون افسانہ خوان ہاتھ جوڑ آموجود ہوئے اور نگوڑی کہانیان بھی کسی فائدے کی گنتی مین ہین اجی پڑھنا تو وہ چیز ہے کہ اُس سے ہر طرح کی دانائی اور ہر طرح کی ہوشیاری آتی ہے جنکے منھ پر آنکھین نہین وہ ظاہر ہی کے اندھے ہین دل کے اندھے وہ ہین جنکو علم نہین۔ دنیا اور دین دو ہی چیزین ہین سو

علم کے بدون دنیا بھی اکارت ہے اور دین بھی خراب ۔ آدمی کسی حالت مین کیون نہ ہو علم سے اسکو فائدہ ہی ہو گا اگر مصیبت مین ہے تو علم اسکی ایسی غمگساری کرے گا جو کسی درد مند سے نہ ہو سکے اور اگر خوشی مین ہے تو علم اُس خوشی کو بے خرخشہ اور پائدار کریگا۔ آسودگی اور قائم مزاجی اور استغنا اور سیرچشمی جیسی علم سے حاصل ہوتی ہے نہ دولت سے ہوتی ہے نہ حکومت سے ۔واری جایئے پڑھنے کے اور صدقے جایئے کتاب کے فرصت کا مشغلہ دل کا بہلاو گھر بیٹھے کی سیر اُستانی کی استانی اور سہیلی کی سہیلی۔ جو عورتین پڑھنا نہین جانتین کیسی بُری طرح اُنکا وقت کٹتا ہے کہ معاذ اللہ۔ اسکی غیبت اُسکی بدی مجھ سے لڑ تجھ سے بھڑ یا اٹھوانٹی کھٹوانٹی لے پڑ رہین پڑھنا آتا ہو تو کتاب ہاتھ مین لی جس ملک کی چاہا سیر کر آئے پڑھنا حاضرات کا ایک عجیب عمل ہے جس کو چاہا پکڑ بلایا اور اسی سے باتین کرنے لگے۔

حسن آرا۔ اچھی استانی جی پڑھنے سے یہ کرامت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

استانی جی۔ بیشک۔ دیکھو اب یہ لڑکیان کتابین پڑھتی ہین گویا انکے مصنفون سے جنھون نے یہ کتابین بنائی ہین باتین کر رہی ہین غرض کہ علم جنت کا میوہ ہے جس نے کھایا ہے وہی اس کی لذت جانتا ہے اور بیان کرنے سے اس کی کیفیت ظاہر نہین ہوتی۔ ہزارون برس پہلے کی باتین ایسی معلوم ہوتی ہین کہ گویا آنکھون کے سامنے بندھا ہوا ہے۔ حسن آرا۔ اُستانی جی۔ مجھکو بھی پڑھنا آجائے گا۔ اُستانی جی۔ تم کو اور تمھاری لونڈیون کو۔ کہنے کی بدیا مشہور بات ہے۔ علم کچھ کسی کی میراث نہین جو کہے گا اُسکو آویگا

حسن آرا۔ کتنے دنون مین۔ اُستانی جی۔ لوگون نے عمرین صرف کر دین مگر علم کی تھاہ نہین ملی پڑھتے پڑھتے ایسی چاٹ بڑھتی جاتی ہے کہ انسان سے صبر نہین ہو سکتا اور رہا نہین جاتا کوئی مزہ ہو کبھی نہ کبھی دل اُس سے بھر ہی جاتا ہے اور نہین بھرتا تو علم سے۔ حسن آرا۔ کیا کچھ بڑی محنت کرنی پڑے گی استانی جی۔ ذرا بھی نہین۔ تھوڑے دنون جب تک تمکو عبارت پڑھنی نہ آئے البتہ طبیعت اُکتائے گی اور عبارت پڑھنی آئی اُڑ چلین پھر تو تمکو مزہ ملنے لگے گا اور بے پڑھے تم کو ایک لحہ چین نہ پڑیگا۔ حسن آرا۔ عبارت پڑھنی کتنے دنون مین آسکتی ہے۔ استانی جی۔ تم ماشاء اللہ ذہین ہو اگر خوب جی لگا کر سیکھو تو چار مہینے مین۔ حسن آرا۔ آہا اسقدر جلد۔ استانی جی۔ اور کیا۔ حسن آرا۔ ابھی تو مجھکو پڑھنا شروع کرا دیجئے۔ استانی جی۔ پڑھنا ابھی جلدی کیا ہے۔ حسن آرا۔ یہ دن ناحق ضایع ہو رہے ہین۔ استانی جی۔ تم بہت سے برس ضائع کر چکی ہو چند دن اور سہی حسن آرا۔ ابھی استانی جی خدا کے لیے مجھکو پڑھنا شروع کرائیے۔ استانی جی ابھی جلدی کیا ہے شروع کرنا چند روز اور مکتب کا رنگ ڈھنگ دیکھو جب تمکو خوب یقین ہو جائے گا کہ پڑھنا فایدے کی چیز ہے تو پڑھنے کی کیا کمی ہے مکتب اسیواسطے ہے اور مین اسی واسطے ہون۔ اچھا لڑکیون کسکی باری ہے اور کونسی کہانی ہے زبیدہ۔ جناب میری باری ہے اور نواب مسیح الملک کی بیٹی کی کہانی ہے وہان تک ہو چکی ہے کہ جس بدو کی قید مین یہ لڑکی تھی اُسکی بیٹی ضیمران کا بیاہ قرار پایا مگر ارشاد ہو تو آگے کہ چلون حسن آرا۔ ابھی اُستانی جی للہ سرے سے۔ استانی جی۔ ہان۔ بی زبیدہ حسن آرا بیگم کی خاطر پھر سرے سے خوب سمجھا سمجھا کر کہ چلو۔ زبیدہ نے کہانی شروع کی۔

مسیح الملک ایک بے رحم امیر کی حکایت کا آغاز

لال کنوے پر جو نواب بدل بیگ خان ایک مشہور نواب رہتے ہین ان کے بزرگو نمین کوئی نواب مسیح الملک ہوگذرے ہین اسم تو اُنکا بادشاہی طبیبو نمین تھا مگر بادشاہ کے مزاج مین کچھ ایسا درخور اُنکو ہوگیا تھا کہ سلطنت کے کل معاملات اُنکے اختیار مین تھے ایسا اختیار پاکر مسیح الملک کو لازم تھا کہ متوسلان شاہی کی دلجوئی غریبون کی پرورش اور مظلومون کی دادرسی کرتے لیکن اُنھون نے تو کچھ ایسے ہاتھ پاؤن نکالے کہ تھوڑے ہی دنون مین ایک دنیا کو شاکی اور ایک عالم کو فریادی بنالیا جس سے سنو شکایت جس سے پوچھو گلہ صدہا آدمی جو دس دس پشت کے ملازم اور موروثی تنخواہ ہونیکی وجہ سے دل وجان سے خیر خواہ بادشاہ تھے نہ خطا نہ گناہ موقوف کرا دیے مسیح الملک کے آوردون کے سوا کوئی شخص ایسا نہ بچا جسکی تنخواہ مین تھوڑی بہت کمی نہ ہوئی ہو۔ یونہین تنخواہ چھٹے چھمہنے ملا کرتی تھی حکیم گردی مین تو برسون پر نوبت پہونچنے لگی اور اس مین بھی کچھ ایسی کاٹ چھانٹ لگائی جاتی کہ دس والے کو چھ اور چھ والے کو چار بمشکل پلے پڑتے۔ بیوون اور یتیمون اور اپاہجون کی معافیان بیدریغ ضبط کرلین۔ بادشاہ تک ان سب باتو نکی فریادین پہونچتی تھین جب کبھی پوچھتے تو مسیح الملک یہ سمجھا دیتے کہ حضور والا خزانے مین ٹکا نہین رہا کرورون کا قرضہ ہوگیا ہے مین کہتا ہون کہ جس طرح ہوسکے قرضہ چکادون دو چار برس مین سب انتظام ہوا جاتا ہے عمر بھر حضور کا

نمک کھاتے رہے اور اس سرکار کی بدولت ہزارون جیین کے چند روز کیلئے اگر سب ملکر تھوڑی تکلیف جھیل لین تو حضور بار قرض سے سبکدوش ہوئے جاتے ہین اس پر بھی بادشاہ یہی فرماتے کہ لوگون کو بیدل مت کرو بلا سے میرے مصارف مین کمی ہو تو ہو لیکن نوکرونکی تھوڑی اوقات ہے انکو مت ستاؤ قرضہ چار برس مین نہین تو دس برس مین ادا ہو رہے گا۔ لیکن یہ تھوڑی اوقات کے لوگ زیادہ سختی کرنے سے تمام ہو جائین گے۔ خدانخواستہ اگر ان مین سے ایک بھی کھسکا تو ہزارون روپے خرچ کرنے سے بھی ایسا آدمی ملنا دشوار ہے انمین کا ایک ایک آدمی جانا بوجھا اور آزمایا ہوا ہے۔ اور دیکھو جو چاہنا سو کرنا خیرات کی رقمون مین خبردار جو تم نے کمی کی اول تو وہ خیرات ہی کیا ہے حساب کیا جائے تو پہاڑ کے آگے رائی مگر خیر جس قدر ہے نہایت ضروری ہے مسیح الملک کے دل پر تو نیکی کا پرتو بھی نہین پڑا تھا فیاضی اور نفع رسانی خلائق اور رحم سے وہ بالکل بے نصیب تھا بادشاہ کی باتون کا اس پر مطلق اثر نہ ہوتا آخر ظالم کی عمر کوتاہ بچا کی شامت جو آئی۔

زبیدہ نے یہا تنک کہانی کو پڑھا تھا کہ استانی جی نے ہاتھ اٹھا کر کہا ذرا صبر کرو اور لڑکیون سے پوچھا بھلا یہ تو بتاؤ کہ بادشاہ اور مسیح الملک تمھارے عندیے مین کیسے تھے۔ رابعہ۔ دونون برے۔ مسیح الملک تو بے رحم تھا ہی بادشاہ اس واسطے برا تھا کہ اُس نے ایسے بے رحم کو ایسا اختیار کیون دے رکھا تھا۔ حسن آرا خفا ہو کر بولی نوج اس مکتب کے لڑکیون کی کیسی بری زبان ہے نہ بادشاہ دیکھین نہ وزیر جو چاہا بک دیا۔ اور رابعہ کی طرف خطاب کر کے

کہا اپنا منھ دیکھو اور بادشاہ وزیر کو بُرا کہنا دیکھو۔ کچھ نہو گا تو تم جیسی ہزارون لونڈیان ان کے آگے ہردم ہر لحظہ ہاتھ باندھے کھڑی رہا کرتی ہون گی۔ رابعہ۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہے بادشاہ وزیر ہونے یا بہت سی لونڈیان رکھنے سے آدمی کو زور ظلم معاف ہو جاتا ہے۔ حسن آرا۔ زور ظلم کیسا۔ اپنے نوکرون اور اپنی رعیت پر جس طرح جی مین آیا حکم چلایا کسی کی مجال تھی کہ اُنکے آگے بات کرلیتا اب مرے پیچھے تم بھی کہہ رہی ہو۔ انکے ہوتے تمھارے بڑے بھی کوئی رہے ہونگے تو حضور کہتے کہتے منھ خشک ہوتا ہوگا۔ رابعہ۔ تو آپ کے نزدیک بادشاہ وزیر نوکرون اور رعیت کو جاہین جتنا ستائین بلکہ جان سے بھی مار ڈالین تو اُن کو روا ہے۔ حسن آرا۔ بیشک۔ اور جس بادشاہ کا دبدبہ نہو وہ بادشاہ کیا۔ محمودہ۔ بیگم صاحب بُرا نہ مانیے گا اگر بادشاہ ناحق بیٹھے بٹھائے آپکے گھربار کا تعلیقہ کرے اور عورت مرد سب کو پکڑ کر قید کرے تو پھر بھی آپ یہی کہینگی کہ بادشاہ نے واجب کیا۔ حسن آرا۔ ہمارا تعلیقہ کیونکر کرے اور ہمکو کیون قید کرے محمودہ۔ کیون آپ رعیت نہین ہین۔ حسن آرا۔ اجی تو رعیت رعیت مین فرق ہے۔ محمودہ۔ تو آپ کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ غریبون پر زور ظلم ہو تو مضایقہ نہین حسن آرا۔ اور کیا۔ محمودہ۔ غریبون نے ایسا قصور کیا کیا ہے کیا غریبونکی جان نہین۔ حسن آرا۔ جان تو کیون نہین مگر غریب سختی کی برداشت کر سکتے ہین۔ استانی جی۔ بھلا بوا حسن آرا بیگم اگر خدانخواستہ تم غریب ہو جاؤ تو پھر تمکو ستانا شاید درست ہو جائے۔ حسن آرا۔ نہین استانی جی ہم کو ستانا کبھی بھی درست نہین ہوسکتا۔ استانی جی۔ یہ تو غضب کی نا انصافی ہے کہ اور غریب تو ستائے جائین

اور حسن آرا بیگم اگر خدانخواستہ غریب ہو جائین تو معاف رہین حسن آرا۔ امیر اگر غریب ہو جائے تو بھی امیری کی بو کئی پشت تک نہین جاتی۔ استانی جی یہ کیونکر ثابت ہے کہ دنیا مین بالفعل جتنے غریب ہین یہ سدا کے غریب ہین دولت تو چلتی پھرتی چھانوٗن ہے امیر غریب ہوتے رہتے ہین غریب امیر ہو جاتے ہین۔ شہر مین کیا دنیا مین کوئی خاندان ایسا نہو گا جو سدا کے امیر یا سدا کے غریب ہون دو چار پشتین امیر ہو گذری ہین تو دو چار غریب بھی ضرور ہو گذری ہونگی۔

بادشاہ رعیت کا خدمتگزار ہی اور اسکے اختیارات محدود ہین

حسن آرا۔ بھلا مسیح الملک کا تو قصور تھا ہی تھا لیکن بادشاہ بیچارے نے کیا کیا تھا رابعہ۔ مین تو پہلے ہی بیان کر چکی ہون کہ مسیح الملک کو ایسا ذی اختیار رکھنا بادشاہ کا قصور ہے۔ حسن آرا۔ بادشاہ کے ساتھ تمھارے منھ سے قصور کا لفظ سنکر مجھکو بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ رابعہ۔ آتی ہو گی لیکن نہ اتنی جتنی کہ مجھکو بادشاہ کے ہوتے مسیح الملک کا اختیار سنکر حسن آرا۔ دنیا جہان کے بادشاہ تھے ایک بات اُن کے کان تک نہ پہونچی۔ محمودہ۔ بس یہی بادشاہ کا قصور تھا انکو اپنے کان ایسے کھلے رکھنے چاہیے تھے کہ منزلون سے نالش فریاد کی بھنک سنتے اسیواسطے انکو لوگون نے بادشاہ بنا رکھا تھا۔ حسن آرا۔ لو اور سُنو لوگون نے بادشاہ بنا رکھا تھا استانی جی۔ حسن آرا بیگم افسوس ہی کہ تمنے کچھ پڑھا نہین جبتک تمکو پڑھنا نہ آئے گا اسیطرح ہزارون باتون پر تمکو تعجب ہو گا۔ جتنے بادشاہ ہین سب لوگون کے بنائے ہوے ہین جب دنیا مین آدمی بہت ہو گئے تو آپس مین لڑائی جھگڑا بھی ہونے لگا

بعض کمبخت ایسے بُرے تھے کہ قابو پاکر آدمی کو مار ڈالتے مال چھین لیتے۔
بھلے مانسون کو بے عزت کر ڈالتے تب صلاح کرکے یہ تجویز ٹھہرائی کہ اپنے مین
کسی شخص کو سردار بنالین سب اس کا حکم مانین اور اسکی اطاعت کرین اور اس
سردار کا یہ کام ہو کہ وہ لوگون کے جھگڑے طے کر دیا کرے اور رعایا کی جان و مال
آبرو کا نگہبان رہے۔ اسی کا نام بادشاہ ہوا لوگون کا کام ہی اسکی اطاعت کرنا
اور بادشاہ کا کام ہے رعایا کو آرام دینا تاکہ کوئی ظلم زیادتی نہ کرے۔ ہان صاحب
کہانی آگے چلے ہاجرہ۔ جناب مجھکو تو بڑی دور جانا ہے اور چھ گھڑی کی توپ اب
چلی کہ چلی پھر راستہ بند ہو جائے گا مجھکو تو اجازت ہو۔ استانی جی۔ اچھا اب
ملتوی کرو انشاء اللہ پھر دیکھا جائے گا۔ حسن آرا کو کہانیان سننے کا اسقدر شوق
تھا کہ کہانی کا ملتوی کیا جانا اسکو ناپسند ہوا۔ ہاجرہ سے کہنے لگی اے ہی ذرا کے ذرا
ٹھہر جاؤ کہانی تو ختم ہو لینے دو جہان سے چھوٹی تھی ابھی وہان تک بھی تو نہین ہوئی
ہاجرہ۔ نہین بُوا دیر بہت ہو گئی ہے مین تو نہین ٹھہر سکتی۔ حسن آرا۔ اے ہے
آجکی رات یہین رہ جانا نہین ہمارے گھر چلی چلنا۔ ہاجرہ۔ بھلا یہ بھی کوئی موقع
ہے کہانی کے لالچ سے مین رہ جاؤن میری امان راہ دیکھ رہی ہون گی۔
حسن آرا۔ اے ہی کہانی کے ناتمام رہنے سے تمھارا جی نہین کڑھتا۔ ہاجرہ جی کڑھنے
کی کیا بات ہے ایسا ہی مجھکو کہانی کا سننا ہو تو کیا مین آپ نہین پڑھ سکتی
غرض لڑکیان رخصت ہوئین

حسن آرا نے پڑھنا شروع کیا

حسن آرا چلنے لگی تو اسنے محمودہ کو الگ لیجا کر کہا کہ محمودہ بیگم بھلا اتنا پڑھنا کہ

مین کہانی کی کتاب آپ پڑھ لیا کرون کتنے دنون مین آجائے گا۔ محمودہ
جی لگا کر پڑھو تو چار چھینے مین بلکہ شاید اُس سے بھی کچھ کم مین حسن آرا اچھی
تو مجھکو کل سے شروع کرادو۔ محمودہ۔ استانی جی سے کہو۔ حسن آرا۔ کہا تو تھا
محمودہ۔ پھر حسن آرا۔ استانی جی نے کہا ابھی جلدی کیا ہے۔ محمودہ۔ اُستانی جی
کو ابھی تمھارے شوق کی طرف سے اطمینان نہوا ہوگا۔ حسن آرا۔ کچھ ایسی ہی
بات ہے۔ محمودہ۔ تو چند روز صبر کرو۔ حسن آرا۔ نہین مین تو کہتی ہون آج مجھکو
کہانیون کی کتاب پڑھنی آجائے۔ محمودہ۔ پھر مین استانی جی سے کہدون گی۔
حسن آرا۔ آمین کچھ قباحت ہے کہ تم چپکے سے مجھکو پڑھا دیا کرو۔ محمودہ۔ قباحت
کی کیا بات ہے۔ حسن آرا۔ استانی جی خفا نہ ہون۔ محمودہ۔ ہرگز نہین۔ اور
ایسا ہی خیال ہے تو خود اُستانی جی سے کیون نہین شروع کرتین۔ حسن آرا۔
مجھ سے چھوٹی چھوٹی لڑکیان فرفر کتابین پڑھتی ہین مجھکو اتنی بڑی ہوکر الف
بے پڑھتے شرم آتی ہے۔ محمودہ۔ بہت خوب مین آپ کو کوٹھے پر لے جاکر
اس طرح چپکے سے پڑھا دیا کرونگی کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو۔ حسن آرا۔ ضرور۔ محمودہ۔
ضرور۔ حسن آرا۔ ابھی استانی جی سے بھی نہ کہنا۔ محمودہ۔ نہین۔ غرض یہ باتین
ہو ہوا کر حسن آرا چلنے لگی تو استانی جی نے دو عورتون کو ساتھ کر دیا گھر تو
پاس تھا ہی بات کی بات مین جا پہونچی۔ سلطانہ بیگم۔ آہا حسنا مین نے
تو جانا آج تم وہین رہین۔ حسن آرا۔ نیند آتی تو رہ جانے کا کیا تھا۔ سلطانہ بیگم۔
کیا تم کو اب تک نیند نہین آئی بچپن سے اب تک ہمیشہ دن ڈوبا اور تم سوئین
حسن آرا۔ یہ مجھکو آج معلوم ہوا کہ بے شغلی کیوجہ سے میری نیند بڑھتی جاتی ہے

دیکھیے آج ہی نہ سوئی اور نہ کچھ کسل معلوم ہوا۔ سلطانہ۔ آج ایسے کس کام مین تھین حسن آرا۔ کام تو کچھ بھی نہین تھا مگر وہان کی باتون مین ایسا جی لگتا ہے کہ دن رات سُنا کیجیے۔ سلطانہ۔ ہم کو بھی تو کچھ سُناؤ۔ حسن آرا۔ اب تو رات زیادہ گئی ہے اور مجھکو سویرے اُٹھنا ہے جلدی نہ سورہونگی تو تڑکے آنکھ کا کھلنا مشکل ہوگا۔ سلطانہ۔ اب تم سویرے اُٹھ چکین۔ حسن آرا۔ انشاءاللہ ایسے سویرے اُٹھونگی کہ آپ دیکھیے گا۔ انّا۔ تم کہا کرتی ہو کہ مین اٹھتی ہون تو تارے چھٹکے ہوتے ہین بس ضرور ضرور۔ مجھکو اُسی وقت اٹھا بٹھا نا دیکھو خبردار بھولنا مت۔ انّا۔ جگا تو مین دونگی اُٹھنا نہ اٹھنا تمھارے اختیار مین ہے۔ حسن آرا۔ اگر مین نہ اٹھون تو ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار دینا۔ انّا۔ یہ تو مجھ سے نہو گا کہ غفلت کی نیند مین تمکو حیران کرون۔ حسن آرا۔ مین کہتی ہون نہ کہ جگا دینا پھر تم کو میری حیرانی کا خیال ناحق ہے۔ انّا۔ بیٹی تم کہتی تو ہو لیکن میری ایسی کیا شامت ہے کہ صبح سویرے تم کو چھیڑ کر اپنا بُرا ہدڑا کراؤن۔ حسن آرا۔ نہین بی نہین خدا کی قسم مین ہرگز بُرا نہ مانونگی ضرور جگا دینا۔ سلطانہ۔ آخر تمکو ایسے سویرے اُٹھنے کی ضرورت کیا ہی ہی نہ کہ معمول سے ذرا پہلے اٹھ جانا۔ حسن آرا۔ واہ مین نے شرط کری ہے اگر مین نہ بھی اُٹھون تو سوتی کو بڑے تڑکے اندھیرے منھ مکتب مین پہونچا دینا۔ انّا دیکھو پھر کہے دیتی ہون ضرور ضرور اٹھا دینا ورنہ مجھسے بُرا کوئی نہین۔

حسن آرا سویرے اُٹھنے لگی

انّا اپنے معمول پر اٹھی سلام پھیر دعا مانگ ڈرتے ڈرتے حسن آرا کی چارپائی پاس جا آواز دی۔ حسن آرا کا یا تو یہ حال تھا کہ بیسیون آوازین دیے جاؤ ہونکارا

تک نہین اور اگر نیند سے ہوشیار بھی ہو چلی ہو تو جب آواز دی کبھی انگڑائی لیکر رہ گئی کبھی اس کروٹ سے اُس کروٹ ہو لیٹی یا انّا کی آواز سن جھٹ پٹ اُٹھ ہی تو بیٹھی۔ بہتیرا چاہا کہ آنکھین کھولے پلکون کو چیر اچھاڑا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ سی دی ہین یا گوند سے جما دی ہین اور جو مٹما کر ذرا کی ذرا کھولین بھی تو ایسا دکھ معلوم ہوا کہ گویا کسی نے پلکون مین مرچین بھر دین مگر کل کا وعدہ اور کڑھائی کی خوشی پیش نظر تھی ہاتھ پھیلا دیے۔ انا نے پیار سے گود مین اُٹھا لیا اور کہا بیٹا ابھی تو بہت سویرا ہے صدقے گئی ایک نیند اور لے لو حسن آرا۔ نہین بی نہین مجھکو ابھی مکتب لے چلو۔ انا۔ بیٹیا مُنہ تو دھولو کچھ ناشتا کر لو تب جانا حسن آرا۔ ٹھنک کر بولی اے ہے اللہ دیکھو کمبخت دیر لگائے چلی جا رہی ہے لے نہین چلتی وہان سب لڑکیان آگئی ہون گی غرض کہ انا مکتب مین لائی۔ حسن آرا۔ کچھ تو آنکھین کھولتی آئی ہی تھی یہان آکر دیکھا کہ واقع مین بڑی چھوٹی لڑکیان سب موجود ہین مگر کوئی کتاب کھولتی جاتی ہے کسی نے آموختہ پڑھنا شروع کر دیا ہے کوئی ابھی مطالعہ لیکر بیٹھی ہے یہ دیکھکر تو حسن آرا کی رہی سہی آنکھین اور بھی کُھل گئین۔ محمودہ۔ آہا بیگم صاحب ایسے سویرے۔ ماشاء اللہ خوب ہی آپ وعدے کی سچّی اور ارادے کی پکّی ہین حسن آرا۔ کیا وعدہ اور کیا ارادہ ہے آخر سب کے پیچھے ہی آئی محمودہ۔ گو آپ سب کے بعد آئین مگر پہلے ہی دن آپ اتنے سویرے اٹھ کھڑی ہوئین بڑی مضبوطی کی بات ہی اس اعتبار سے آپ ہی سب سے پہلے آئین حسن آرا۔ کڑھائی کی فرمائیے۔ محمودہ۔ سب طیار ہے آپ ہاتھ مُنہ دھولین تو شروع ہو محمودہ نے لوٹا پانی سلفچی منجن آئینہ کنگھی تیل سب

سامان لاکر سامنے رکھدیا حسن آرا کیا خوب یہ آپ مجھکو ناحق مین کیون گنہگار بناتی
ہین۔ محمودہ۔ ہم غریب لوگ ہین نہ تکلف کرتے اور نہ تکلف کا سلیقہ رکھتے
اسکو چاہین آپ بھونڈا ہین سمجھین ہم سب طرح کا کام اپنے ہاتھون کرلیا
کرتے ہین اور آپ دیکھئے گا کہ کبھی ہمارے آپس مین لڑائی نہین ہوتی ہی
کوئی کام ہوا وکسی سے کرنے کا ہو سب نے ملکر کرلیا ایک نے دوسرے کو
سہارا لگادیا اور یہ بات کچھ بناوٹ اور دکھاوے کی غرض سے نہین حاضر و غائب
ہم سب لڑکیون مین بڑی سچی محبت ہے ایک کو ایک سگی بہن سے بڑھکر ہی ہاتھ خدا
نے کام ہی کے واسطے دیے ہین اور روٹا پانی لاکر رکھدینا بھلا یہ بھی کوئی کام ہے۔

مکتب کی لڑکیون نے ملکر پکوان تلا اور حسن آرا کام کاج مین شریک ہوئی مگر کام کی عادت نہ تھی چھوٹے چھوٹے کامون مین بھی بڑی دقت اُٹھائی۔

غرض ادھر تو حسن آرا ہاتھ مُنھ دھوتی رہی محمودہ نے پہلے تو اُستانی جی سے
پوچھا کہ اگر آپ ارشاد کرین تو کڑھائی کا سامان کئی دن سے آیا ہوا رکھا ہے
اسوقت ٹھنڈک بھی ہے سویرے کا وقت ہے ہم سب ملکر تل تلالین۔ اُستانی جی
بہت خوب مگر حسن آرا بیگم کو بھی شریک رکھنا۔ محمودہ۔ بسر و چشم۔ اسکے بعد کوٹھری
کھول سب سامان نکال باورچی خانے مین لیگئین کسی نے بیسن گھولنا شروع کیا
کوئی ٹکیان گڑھنے لگی کوئی پیاز کترنے کو بیٹھ گئی۔
غرض سب کی سب کام مین لگ گئین حسن آرا محمودہ بیگم کوئی کام مجھکو بھی بتاؤ
یہ تو مناسب نہین کہ سب کام کرین اور مین کھڑی مُنھ دیکھون۔ آمنہ۔ آپ

کیون تکلیف کرتی ہین ہم سب کیے لیتے ہین صرف آپ سیر دیکھیے۔ محمودہ۔
نہین اس مین کچھ قباحت کی بات نہین کوئی کام ہو کرنے ہی سے آتا ہی مگر کون
کام بتاؤن مصالح پیسنا میدا گوندھنا تلنا بہتیرے کام ہین انمین سے جو آپ سے
ہوسکے کیجیے۔ حسن آرا۔ مصالح تو مجھ سے نہین پسے گا پہلے ہی رگڑے مین میرے
تو کھوے رہ جائینگے۔ میدہ کہیے تو البتہ مین گوندھ دون۔ محمودہ۔ میدہ گوندھنا
بھی بڑے زور کا کام ہے بلکہ مصالح پیسنے سے زیادہ محنت ہی۔ حسن آرا۔ بلا سے ہی
مگر مجھکو منظور ہے۔ محمودہ۔ آخر اسکا سبب۔ حسن آرا۔ کچھ ہے۔ محمودہ۔ کیا کچھ پردے
کی بات ہے۔ حسن آرا (جھینپ کر) اجی میدہ گوندھ ہاتھ دھو دھلا کھڑی ہو جاؤنگی
اور مصالح پیسونگی تو ہلدی کا رنگ کلنگ کا سا ٹیکا دو چار دن تو چھوٹتا نہین
ناحق مجھکو شرمندہ ہونا پڑے گا۔ محمودہ۔ شرم کی اس مین کیا بات ہے۔ حسن آرا۔
آپ کو نہین مجھکو تو ہے۔ ہلدی بھرے ہوے ہاتھ لوگ دیکھین گے تو کیا
کہین گے۔ محمودہ۔ اپنی اپنی سمجھ ہی تو ہے۔ بعضون کو کام کرنا عیب ہی بعضون
کو دوسرون کا پکا بارینڈھا احدیون اپاہجون کی طرح کھانا عار ہے۔
غرض اتنا سمجھایا امیری کی بو آپ کے دماغ سے نہ گئی پر نہ گئی۔ حسن آرا۔ اصیل مرغے
کی ایک ٹانگ۔ جان جائے پر آن نہ جائے۔ محمودہ۔ پھر کچھ زبردستی ہے
آپ آرام سے بیٹھیے جو کچھ توفیق ہو گی ہم آپ کو بیٹھے بٹھائے پڑھا دینگے۔
حسن آرا۔ آپا کچھ تم کو بھی ضد ہے۔ تمکو اپنے کام سے کام آخر میدہ کوئی نہ کوئی
گوندھے گا ہی میرا ہاتھ لگ جائیگا تو کیا کیڑے پڑ جائینگے۔ محمودہ۔ کیڑے تو نہین
مگر لوچ توڑ تاڑ ستیاناس کر کے رکھدوگی امیری کی شیخی بگھارنے کے سوا اور بھی

کچھ تمکو آتا ہے۔ حسن آرا۔ خیر کچھ اور کام مجھکو دیجئے۔ محمودہ۔ کون کام دون۔ مصالح تو تم نہین پیسنا چاہتین آٹا تم کو گوندھنا نہین آتا اور کونسا کام بتاؤن نا خیر مصالح کی سل کے نیچے ادرک گری ہوئی ہے چھوٹی چھوٹی دو گرہین نکالکر کتر ڈالیے حسن آرا۔ ہان یہ کام میرے کرنے کا آپنے بتایا ہے دیکھیےگا کیسے باریک لچھے کترتی ہون۔ محمودہ۔ خدا راست لائے حسن آرا دوڑی دوڑی جا سل کو اٹھانے لگی۔ سل تھی بوجھل ایک بالشت بھر تک تو حسن آرا نے کر ہمت کرکے اٹھائی آخر نہ سنبھل سکی چھوٹ پڑی اور چھوٹی تو ہاتھ پر گری حسن آرا تو بلبلا اٹھی سب لڑکیان دوڑی گئین جا کر دیکھین تو حسن آرا سل کے تلے ہاتھ دیئے بیٹھی ہین چہرے کی رنگت زرد ہے اور تھر تھر کانپ رہی ہین جلدی سے سل اٹھا کر الگ کی ہاتھ دیکھا کچل تو گیا تھا مگر زمین گیلی اور بوبی تھی چوٹ نہین لگی۔ حلیمہ۔ واہ بیگم صاحب بڑے کچے دل کی ہو تم تو ایسی بلبلائین کہ ہم سب کے ہاتھ پانون پھول گئے حسن آرا۔ منھ پر آنکھین ہین یا نہین اتنی بڑی سل تمھارے ہاتھ پر گرتی تو جانتین حلیمہ۔ گرتی ہی کیون حسن آرا۔ کیا خوب یک نہ شد دو شد بھلا مین نے تو بالشت بھر اٹھا بھی لی تھی تم ذرا ہلا بھی دو تو سو سلام کرون حلیمہ۔ ہان حسن آرا ہان

علم جر ثقیل کا تذکرہ مختصر

حلیمہ نے وہین چولھے کے پاس سے ایک نوکدار لکڑی اٹھا پتلا سرا سل کے نیچے اڑا جون ہی دوسرا سرا اٹھایا تھا کہ سل کھٹ سے دوسری طرف جا پڑی۔ حسن آرا۔ بہن یہ تو تم نے کمال ہی کیا۔ محمودہ۔ کمال کی اسمین کیا بات ہے۔ علم جر ثقیل مین اسی قسم کی ہزارون باتین ہین حکمت بڑی چیز ہے اکیلا آدمی

حکمت کے زور سے ہزارون من کا بوجھ تنکے کی طرح اٹھاکر پھینک دے
سل کی کیا اصل ہے۔ حسن آرا۔ اب آپ لوگ اپنا اپنا کام کیجئے مین ادرک
کترتی ہون۔ محمودہ۔ رہنے دیجئے کوئی اور لڑکی کترے گی آپکا ہاتھ ابھی دکھتا ہوگا
حسن آرا۔ نہین مین تو اب کتر کے رہون گی۔ حسن آرا نے باورچی خانے کے
چاقو سے جو ایک گرہ چھیلی تو چاقو کند معلوم ہوا آپنے کیا کیا محمودہ کے قلمدان
سے راجس کا نیا چاقو نکال ادرک چھیلنا شروع کیا ادرک کے عرق سے اول
تو چاقو کی آب گئی گندری ہوئی دوسرے چاقو تیز ادرک نرم تین چار مرتبہ
کچ کچ چاقو ہاتھ مین لگا اور اوپر سے پہونچا ادرک کا عرق خوب ہی مرچین
لگین مگر حسن آرا نے شرم کے مارے اسکو چھپایا۔ ادرک بھی اچھی نہ کتری گئی۔
ادرک کتر کر لائی تو اُس مین سرخی جھلملاتی تھی۔ محمودہ نے دیکھکر کہا اے ہے
کیسی لال لال ادرک ہے کہین گل تو نہین گئی۔ دھویا تو خاصی سفید سفید
ادرک نکل آئی۔ تب تو شبہہ ہوا کہ شاید حسن آرا نے کہین اپنا ہاتھ کاٹ لیا
گھبرا کر کہا دیکھون ہاتھ۔ حسن آرا نے تھوڑے تامل کے بعد دکھایا تو معلوم ہوا
کہ کوئی انگلی نہ تھی جس مین دو چار خراش نہ ہون۔ محمودہ۔ اے ہے یہ کیا کیا
کس چاقو سے ادرک کتری۔ حسن آرا۔ جس سے آپ قلم بناتی ہین۔ محمودہ۔
بھلا قلم تراش سے کوئی ترکاری بناتا ہے۔ اسی واسطے مین آپ کو کام دیتے
ہوے ڈرتی تھی۔ دیکھیے آپ نے ہاتھ زخمی کر ہی لیا۔ حسن آرا۔ بلا سے ہاتھ
کٹا گیا ہے اچھا ہی ہو جائیگا مگر چاقو کیسا بد رنگ ہو گیا ہے یہ کیونکر درست
ہوگا۔ محمودہ۔ قربان کیا تھا چاقو نگوڑا بگڑ گیا بگڑ گیا جلدی سے پانی مین بھگو کر

کپڑا انگلیون کو لپیٹ لیجیے اور خدا کے لیے مکتب مین جا کر بیٹھیے حسن آرا واہ مین تو کام کرونگی۔ محمودہ۔ کیا استانی جی کو خفا کرانے کی مرضی ہے حاشا مین تو اب کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانے دونگی۔ حسن آرا۔ اب مین بہت احتیاط سے پوچھ پوچھکر کرونگی اچھی کچھ بتاؤ۔ حسن آرا نے اتنا اصرار کیا کہ محمودہ سے کچھ نہ بن پڑی اور مجبور ہو کر کہا خیر آپ آگ سلگا کر گھی کڑکڑا ڈلیے۔ حسن آرا نے تو سمجھا کہ بڑا آسان کام ملا جلدی سے لکڑیان اُپلے چولھے مین بھر دیا سلائی سلگا لگی پھونکنے بہتیرا دھونکا آگ بھلا کب سلگتی ہے۔ منھ بھی تمتما اٹھا ناک اور آنکھ دونون سے پانی جاری ہے دھوان غٹ کے غٹ تمام مکان مین بھرا ہوا ہے مگر لکڑیون کو خبر نہین جب لڑکیان سامان درست کر چکین تو محمودہ نے پوچھا کیون بیگم صاحب گھی کیا کہہ رہا ہے۔ حسن آرا۔ لکڑیان کمبخت ایسی گیلی ہین آنچ ہی نہین ہوتی۔ محمودہ۔ کیون دیانت[1] اتنا کہہ دیا تھا کہ برسات کے دن ہین لکڑیان دیکھ کر سوکھی ہوئی لانا آخر وہی گیلی گیلی پانی اٹھا لائین۔ دیانت بوی لکڑیان تو ایسی خشک ہین کہ برسات کی ہوا تک بھی ان کو نہین لگی بیچ ڈھیر مین سے اپنے سامنے نکلوا کر لائی ہون دو دن ہوے انھین لکڑیون سے کھانا پکتا ہے ایسی دھڑ دھڑ جلتی ہین کہ پھونکنا بھی نہین پڑتا۔

حسن آرا نے کام تو بگاڑا آپ اور ماما پر ناحق خفا ہوئی

حسن آرا کو ایک تو پہلے ہی پہل چولھا پھونکنے کا اتفاق ہوا اور اسپر طرہ یہ کہ

[1] محمودہ کے گھر کی ماما کا نام ہے جو باہر سے سودا سلف لایا کرتی تھی ۱۲

دو گھڑی کامل حیران ہوئی اور آگ نہ سلگی یون ہی کھسیانی ہو کر جلی بھنی بیٹھی
تھی ماما دیانت نے جو اُس کے خلاف تقریر کی اور بھی آگ بگولا ہو کر بولی
ماری جھوٹی نامراد ذرا پھوٹے ہوے دیدون سے آ کر سوجھ تو سہی کہ گیلی
ہین یا نہین کون وقتون سے مین سر کھپا رہی ہون انھین کو سوکھی لکڑیان
کہتے ہین نہ ہوئی تو اسوقت میرے گھر کی ماما نہین انھین چیلون سے مارتے مارتے
مُردار تجھ کو فرش کر دیتی۔ ماما دیانت حسن آرا کا بیہودہ کلام سنکر مارے غصے
کے کانپ اُٹھی اور چاہتی تھی کہ جواب دندان شکن دے۔ استانی جی نے
اشارے سے روکا۔ لڑکیون کو بھی حسن آرا کی بات نہایت ناگوار گذری
اور قریب تھا کہ سب کڑھائی چھوڑ چھاڑ الگ ہو بیٹھین۔ محمودہ۔ اُستانی جی
کے اشارے کا مطلب سمجھ گئی تھی اسنے لڑکیونکو کنایہ سے باز رکھا اور خود چولھے
کے پاس جا کر کہنے لگی ذرا مین بھی تو دیکھون کیسی لکڑیان ہین۔ دیکھا تو اندتنگ
حسن آرا نے لکڑیان ٹھونس رکھی ہین راکھ کا اٹم کا اٹم بھرا پڑا ہی۔ محمودہ
نے سب لکڑیون کو باہر نکال پہلے تو راکھ صاف کی پھر چار لکڑیون کو
اوپر تلے آڑا رکھ جھینا چولھے کی باہر طرف لگا ایک مرتبہ ذرا کے ذرا پھونکا تھا
کہ آگ بھڑک اٹھی حسن آرا۔ آپنے تو کمال ہی کیا۔ محمودہ ہنس کر بولی کمبخت
آگ جلانے مین بھی کچھ کمال کی بات ہے مگر اسیواسطے مین نے کہا تھا کہ کوئی
کام ہو بے کئے نہین آتا۔ لکڑیان کیا کرین اول تو موہنا مُنھ راکھ بھری پڑی تھی
اُس پر آپ نے لکڑیان اتنی ٹھونس دین کہ ہوا کا گذر نہوا آگ جلے تو کیونکر
جلے مشہور بات ہی کہ جھینا جتنا ہلکا ہو اُتنا ہی جلد جل اُٹھتا ہے۔ حسن آرا۔ مجھکو

یہ حکمت معلوم نہین تھی۔ محمودہ۔ بیشک جو کام کبھی نہین کیا اُس مین آدمی ضرور عاجز ہوتا ہے مگر آپنے ایک بات بہت بیجا کی۔ حسن آرا۔ وہ کیا کہین مین نے کوئی اپنا کپڑا تو نہین جلا لیا۔ یہ کہکر لگی اپنے کپڑون کو دیکھنے۔ محمودہ خیر ہے اپنا کپڑا نہین جلایا دوسرے کا دل جلایا۔ حسن آرا۔ ماما کو جو ذرا مین نے کھڑکا اس پر آپ کہتی ہون گی۔ محمودہ۔ للہ میری خطا معاف۔ اول تو یہ فرمائیے کہ آپکی خفگی بیجا تھی یا نہین قصور تو اپنا آگ تک تو خیر سے اپنے تئین سلگانی نہ آئے اور بیچاری ماما ناحق فضیحت ہو۔ حسن آرا۔ البتہ اتنا قصور میرا تھا مگر ماما کو بیچ مین بول اٹھنا کیا ضرور تھا۔ محمودہ۔ ماما آپ سے نہین بولی۔ مین نے پوچھا تو اس نے جواب دیا۔ حسن آرا۔ پھر بھی میری بات کو کاٹنا اُسکو مناسب نہ تھا۔ محمودہ۔ وہ ہرگز اس بات سے واقف نہ تھی کہ آپ برسر ناحق بھی ہون تو آپ ہی کی تائید کرنی چاہیے۔ حسن آرا۔ کیا وہ نہین جانتی کہ مین امیرزادی ہون۔ محمودہ۔ شاید جانتی ہو۔

خیرات دے کر احسان جتانا

حسن آرا۔ شاید۔ مین اس کو خوب پہچانتی ہون۔ رمضان کے رمضان ہمارے یہان لنگر سے برابر کھانا لینے جایا کرتی تھی اب چار دن سے آپکے یہان نوکر ہے تو اسکے مغز چل گئے ہین وہ دن بھول گئی۔ محمودہ۔ لنگر آپ کے یہان کیون تقسیم ہوا کرتا ہے۔ حسن آرا۔ نام خدا تقسیم ہوا کرتا ہے۔ محمودہ۔ نام خدا اسی کا نام ہے کہ جو کوئی اُس مین سے کھانا لے وہ عمر بھر کو آپ کا غلام بنالے ہے اور جس طرح اور تنخواہ دار نوکر آپکا ادب آپ کی تعظیم کرتے ہین وہ بھی کیا کرے ایسے

لنگر کا خاک ثواب ہوگا حسن آرا تعظیم نہ کرے توہمکو جوتیان مار لیا کرے محمود ہ۔ توبہ توبہ جوتیون کا یہان کیا مذکور ہے حسن آرا۔ بُوا ایسے کم حیثیت لوگون کا بیباکی سے بول اُٹھنا بھی جوتیان ہی مارنا ہی۔ محمود ہ جب لنگر خدا کے نام کا ہوا تو پھر آپ کا کچھ احسان نہین ایک خیرات کے دو دو بدلے تو نہین ہو سکتے کہ عاقبت کا ثواب بھی لو اور دنیا مین بھی ادب اور تعظیم کی خواہان رہو بس خیرات دیکر یہ امید پیدا کرنا کہ یہ ہمارا ادب کرے توقع بیجا ہی اور اسکو دل سے جگہ نہ دو تو آدمی آدمی سب برابر جیسی آپ ویسی ہین ویسی ماما حسن آرا۔ آپ کو اپنے تئین ماما کے برابر سمجھنے کا اختیار ہے مگر مین تو خدا کے فضل سے خاصی امیرزادی ہون اور ایسی ایسی اب بھی دس بیس تو ہمارے گھر نوکر ہونگی۔

حسن آرا نے جو ماما کو فضیحت کیا تھا محمودہ کا اُس کو ملامت کرنا اور خطا معاف کرانے پر مجبور کرنا

محمود ہ۔ یہ بڑی زبردستی ہے کہ آپ امیر ہین تو دنیا مین جو ہی آپکا ادب کرے اور نری ہٹ دھرمی ہے کہ آپ امیر ہین توجسکو جی مین آئے گالیان دے لیا کیجئے حسن آرا۔ مین نے تو کوئی گالی نہین دی۔ محمود ہ۔ گالی کے سر سینگ ہوتے ہین آپنے جھوٹی کہا نامراد کہا مردار کہا دیدون پھوٹی کہا اور یہ کہا کہ لکڑیونکے مارے فرش کر دیتی حسن آرا۔ یہی گالی ہے تو خدا حافظ اب کیا مین انکو جناب کہتی خداوند بناتی۔ محمود ہ۔ کیا ضرور ہی کہ کہیے تو جناب اور خداوند کہیے یا ایک دم سے جھوٹی

نامراد دید ون پھوٹی بنائیے۔ یہی لفظ برا نہ مانیے اگر کوئی آپ کو کہے تو کیسا برا لگے۔ حسن آرا۔ مجھ کو برا لگے تو لگے لیکن یہ لوگ اسی وقات کے ہین انکو برا ماننے کی کوئی وجہ نہین محمودہ۔ ہان بس یہی غلطی ہے یہ ماما اس اوقات کی نہین ہو غریب تو ہے مگر عزت دار ہے حسن آرا۔ یہ آپ ہی فرمایئے کہ غریب ہوکر عزت دار ہے محمودہ۔ بیشک آپ کے نزدیک دولت ہی عزت ہی اور میرے نزدیک بلکہ خدا رسول کے نزدیک دنیا کے عقلمندون کے نزدیک نیکی بڑی عزت ہے۔

حسن آرا۔ بھلا مین بھی دیانت بیگم کی کچھ نیکیان سنون کونسا لنگر تقسیم کرتی ہین کوئی سراے مسافرون کے آرام کو بنوادی ہے جنگل مین پیاسون کے واسطے کوئی کنوان کھدوایا ہے کسی بیوہ کی تنخواہ کر رکھی ہی مسجد کے مسافرونکا کھانا مقرر ہے محمودہ۔ کیا بس یہی نیکیان ہین۔ یہ وہ نیکیان ہین جو دولتمندون کے حصے مین ہین اب مین دیانت کی نیکیان گنواؤن دیکھیے اس قدر تو غریب ہے کہ ماماگری کرتی ہے مگر اتنی بڑی دیانتدار ہی کہ لاکھ کو خاک سمجھتی ہے چھ چپاتیان صبح چھ شام اسکو یہان سے ملتی ہین پانچ کبھی چار آپ کھاتی اور ڈیڑھ ایک ضرور خدا کے نام مسجد مین دے آتی ہے۔ اس کی ایک چپاتی آپ کے لنگر سے کہین زیادہ ہے۔ دیکھیے یہ عمر ہے کہ ناک تک نہین سوجھتا آپ جانتی ہین کہ اب یہ بقچہ کھولکر کیون بیٹھی ہین۔ ہمسائی کے بچون کے کپڑون مین پیوند لگائینگی۔ دونون وقت مفت مین چھ سات گھرون کا سودا لادیا کرتی ہے۔ ہمسایون مین کوئی بیمار ہو خدا واسطے کو اپنے ہاتھون قارورہ حکیم کے یہان لیجانا عطار کی دکان سے نسخہ بندھوالانا چھان چھان کر

پلانا اور دن مین دس دس مرتبہ جا کر پوچھنا جھوٹ کبھی نہین بولتی۔ چغلی
کسی کی نہین کھاتی۔ بیٹھ پیچھے کسی کو برا نہین کہتی۔ کسی کے کام مین عذر نہین
سب کو نیک صلاح نیک نصیحت۔ آپ اسکو بےعزت سمجھین آپکے بڑے
حکیم صاحب جب تشریف لاے اور یہان ملنے کو آئے ہمیشہ دیانت کو پوچھا
اور بہت التفات کے ساتھ دیر تک باتین کرتے رہے حسن آرا۔ آہا تو دیانت
بڑی نیک شخص ہے۔ محمودہ۔ بیشک فرشتہ آدمی ہے۔ اُستانی جی اتنا ادب
کرتی ہین کہ کوئی ماؤن کا بھی نہ کرتا ہوگا۔ حسن آرا۔ کیا سچ مچ دیانت کو میری
بات بُری لگی ہوگی۔ محمودہ۔ بات تو بُری لگنے ہی کی تھی شاید اس نے اپنی
نیک مزاجی کی وجہ سے بُرا نہ مانا ہو تو نہ مانا ہو۔ حسن آرا۔ بھلا پھر ہو گا کیا۔
محمودہ۔ ہونا کیا تھا کچھ اُس بیچاری کے پاس لشکر ہے کہ آپ سے بدلا لیگی۔
حسن آرا۔ اچھا اور کیا کریگی بہت کریگی اماجان سے جا کہے گی سو مین اماجان
سے کچھ ڈرتی ڈراتی نہین۔ محمودہ۔ اس سے آپ اطمینان رکھیے کہ آپکی
اماجان کیا ماما کسی سے اس کا مذکور تک تو کرنے ہی کی نہین بڑے
ضبط کی آدمی ہے۔ حسن آرا۔ پھر کیا خوف ہے کہدیا کہدیا محمودہ لے ہی
یہی تو بڑا غضب ہے اگر اُس کا دل دکھا ہی تو ایسا نہ ہو کہین خدا کو بُرا لگا ہو
اُسکی مار بلا کی مار ہے اُسکی لاٹھی مین آواز نہین دم کے دم مین جو چاہے
کر گذرے اچھے بچے کو اندھا کوڑھی کر دے بادشاہ سے بھیک منگوا دے
حسن آرا۔ اچھی تو خدا کے لیے دیانت سے میرا قصور معاف کرا دو۔ محمودہ۔
مین خطا مین شریک نہ تھی تو اب معافی مین بھی شریک نہین ہونگی آپ ہی نے

اس کو ناحق بُرا کہا آپ ہی اُس سے خطا معاف کرائیے۔ حسن آرا۔ اچھا ذرا
دیانت الگ ہو تو مین کہونگی۔ محمودہ۔ الگ ہونے کی کیا ضرورت ہی۔ حسن آرا
ہان اب سبکے سامنے مین امیرزادی ہوکر ایک ماما کے آگے ہاتھ جوڑون۔
محمودہ۔ انصاف تو یہی ہے کہ سب کے سامنے اسکو ذلیل کیا تو سبکے سامنے ہی
اُسکو خوش بھی کیجئے امیری آپکے مغز مین کچھ ایسی سما رہی ہو کہ نہین معلوم آپ اپنے
تئین کیا سمجھتی ہین جب آپکے مُنھ سے غرور کی بات مین سنتی ہون لرز اُٹھتی
ہون کہ دیکھیے خدا خیر کرے۔ یہ سنکر حسن آرا دوڑی جا دیانت سے لپٹ گئی
اور رونے لگی۔ دیانت کی آنکھون مین بھی آنسو ڈبڈبا آے اور جھٹ اُس نے
حسن آرا کو اُٹھا گلے سے لگا لیا اور ہزارون دعائین دین۔ حسن آرا خطا معاف
کرا کے پھر محمودہ کے پاس گئی۔ لیجئے حضرت مین نے دیانت کو راضی کر لیا۔
محمودہ۔ بیگم صاحب سچ کہنا اب تمھارے دل کی کیا کیفیت ہے۔ حسن آرا۔
مین دیکھتی ہون تو خطا کا اقرار کرنا کچھ بھی بے عزتی کا موجب نہین مین نہ جاتی
تو سدا کو دیانت سے آنکھ جھپکتی ہی رہتی آپکے کہنے سے ایک کھٹکا سا ہو گیا تھا
اتو دلمین ایک عجیب طرح کی خوشی مین پاتی ہون کہ بیان نہین کر سکتی۔ محمودہ
اسمین شک نہین بڑے حوصلہ اور بڑی ریاست کی بات آپنے کی جو سُنیگا خوش ہوگا
اور تعریف کریگا اور خدا کی درگاہ مین تو اسکا اجر اتنا بڑا ہے کہ دنیا کی کوئی نعمت اُسکی
برابری نہین کر سکتی جتنی کتابین آجتک مین نے پڑھی ہین سب مین یہی لکھا ہے کہ
دل آزاری سے بڑھکر دنیا مین کوئی گناہ نہین اور دلجوئی سے بڑھکر کوئی نیکی
نہین۔ محمودہ اور حسن آرا مین یہ باتین بھی ہوا کین اور کام بھی ہوتا رہا۔ ادھر یہ

گفتگو ختم ہوئی اُدھر کڑھائی اُتری ہر ہر چیز مین سے تھوڑا تھوڑا لے بھر اچنگیر تو اللہ کے نام مسجد مین گیا جو باقی رہا پہلے استانی جی کے آگے رکھا مگر استانی جی روز یسے تھین لڑکیون سے کہا تم لوگ شوق سے کھاؤ پیو غرض سب نے ملکر خوب کھایا

نیکی اور سچّی خیرات

سب کے برابر ایک حصہ دیانت کو بھی ملا تھا دیانت پکوان گو دین لے دبے پانؤن باہر نکلی اور جاتے کو محمودہ نے دیکھ لیا اور چپکے چپکے حسن آرا سے کہا بیگم صاحب بیگم صاحب لیجئے آیئے مین آپکو اپنے کہے کی تصدیق کرا دون اور حسن آرا کا ہاتھ پکڑ کھڑکی کی آڑ مین لیجا کھڑا کر دیا اتنے مین دیانت بھی ہمسائی کے گھر جا پہونچی نام لے لیکر اُنکے سب بچونکو پیار سے بُلا بلا اپنے پاس بٹھایا اور وہ پکوان جو یہان ملا تھا ان سب کو اپنے ہاتھ سے کھلا دیا جب کھا چکے تو سب کا ہاتھ منہ دھلا آپ چلنے کے ارادے سے اُٹھین اور چلتے چلتے سب پر تاکید کرتی آئی کہ خبردار چکنائی پر کوئی پانی مت پی لینا کھانسی ہو جائیگی دیانت گھر آئی تو محمودہ نے پوچھا کیون بی ماما پکوان کیسا تھا۔ ماما۔ سبحان اللہ بڑے مزے کا مجھکو تو بہت ہی بھایا۔ یہ سنکر محمودہ نے حسن آرا سے کہا دیکھا آپنے کس درجہ کی یہ عورت نیک ہے کیسا ہی کوئی گیا گذرا ہو پھر بھی کڑھائی ہوئی نئی چیز ہوئی جی للچا ہی اُٹھتا ہے خصوصاً پاہوون کو تو کھانے کا غضب ہوکا ہوتا ہے لیکن دیکھیے دیانت نے کتنا اپنے پیٹ کو مارا ہے اور اس غریبی پر کیا استغنا ہے کہ آپ پکوان چکھا تک نہین حسن آرا

کیا دیانت سے اور ہمسائی سے کچھ رشتہ ناتہ ہے۔ محمودہ۔ ہرگز نہین دیانت سیدانی ہے اور ہمسائی پٹھانی۔ اور یہ ہمسائی تو پانی پت کرنال کی طرف کی رہنے والی ہے اکیلی آپ ہے اور میان کسی سے بھی رشتہ ناتہ نہین۔ رشتے ناتے پر سلوک تو سبھی کوئی کرتا ہے یہ بی دیانت ہی کا حوصلہ ہی کہ جان نہ پہچان اور دل وجان قربان اور ذرا اس خیر خواہی کو دیکھیے کہ خبردار کوئی پانی نہ پی لینا اور اس اخفا پر نظر کیجئے کہ کیسے دبے پاؤن گئی اور مین نے پوچھا تو پکوان کی کیسی تعریف کی کہ گویا آپ ہی کھایا ہے سچی خیرات اسکو کہتے ہین نہ یہ کہ دین تو خدا کے نام اور اپنا نام ونمود چاہین بھلا لنگر بانٹنا اور ڈھول بجا کر دینا کیا ضرور ہے۔ دینا وہی ٹھیک ہی کہ کانون کان خبر نہو۔ اتنے مین دیانت نے محمودہ سے کہا صاحبزادی اب تو کڑھائی تل تلا چکین وہ روپیہ جو تم نے مجھکو دیا تھا اُسمین کے کچھ پیسے بچے ہوے میرے پلے مین بندھے ہین کہین کھل کھلا پڑینگے اُسکا حساب کرلو تو بہتر ہے۔ محمودہ۔ یاد ہے کیا کیا چیز لائی ہو۔ ماما۔ ۶ ؍ کا گھی دو پیسے کے تل ڈیڑھ آنے کا بیسن ۳ ؍ کی کھانڈ ۱ ؍ کا دہی ۲ ؍ کا میدہ بس یہی چیزین تو اس روپیہ مین آئی ہین۔ محمودہ۔ بوا کنیز فاطمہ دیکھو تو ماما کے پلے مین آٹھ پیسے بندھے ہین کھول لاؤ۔ کنیز فاطمہ نے پیسے لا محمودہ کے ہاتھ دیے۔ حسن آرا۔ دیکھون کتنے پیسے ہین گنے تو آٹھ تھے۔ تب تو اسنے حیران ہوکر محمودہ سے پوچھا ابھی تم نے بے گنے کیونکر جان لیا تھا کہ آٹھ ہین۔ محمودہ۔ حساب سے۔ حسن آرا۔ حساب کیا۔ محمودہ۔ حساب یہ کہ روپیہ کے سولہ آنے اور آنے کے چار پیسے

جتنا خرچ ماما نے بتا یا اسکو مین نے جوڑا تو ۱۴ روپے ہوئے ۲ روپے باقی رہے جنکے چار دونی آٹھ پیسے ہوئے۔ حسن آرا۔ یہ تو عجیب چیز ہے مین نے اپنے گھر مین تو ایسی بات کبھی نہین سُنی۔ محمودہ۔ عجیب اور بڑے کام کی چیز ہے دنیا بھر کا لین دین اچاپت سیوہار سب حساب پر موقوف ہے ممکن نہین کہ آپ کے گھر حساب نہوتا ہو آپکا گھر تو بڑا امیر گھر ہے غریب سے غریب گھر مین بھی تھوڑا بہت حساب ضرور ہوتا ہے۔ حسن آرا۔ کیا یہ بھی کوئی پڑھنے کی چیز ہے۔ محمودہ۔ دنیا مین کوئی چیز ایسی بھی ہے جو پڑھنے مین نہو مگر چھوٹا موٹا حساب لوگ زبانی بھی سیکھ لیتے ہین اور بازار کے بنیئے بقال حلوائی وغیرہ سب بقدر ضرورت حساب سے واقف ہوتے ہین۔ حسن آرا۔ مکتب کی یہ لڑکیان بھی حساب جانتی ہین۔ محمودہ۔ بعض تو نہین بہت جانتی ہین مشکل باتین نکال لیتی ہین جنکو ان پڑھ آدمی مہینون کے سوچ بچار سے بھی نہ نکال سکے اور بعض جو مبتدی ہین وہ بھی بازار والون سے کہین زیادہ جانتی ہین اگر فرمائیے تو مین آپ کے روبرو ان سے کچھ حساب کے سوالات پوچھون دیکھیے کہ کیسے تڑ تڑ جواب دیتی ہین۔ حسن آرا۔ بہت خوب۔

حساب کی دلچسپ باتین

محمودہ۔ کیون کلثوم تین اور سات اور نو ملکر کے ہوتے ہین۔ کلثوم۔ انیس محمودہ۔ اور بھلا آٹھ اور چھ اور دو۔ کلثوم۔ سولہ۔ محمودہ۔ بھلا پچیس روپیہ مین سے آٹھ روپیہ خرچ ہو جائین تو کے روپے بچے۔ کلثوم۔ سترہ۔ محمودہ۔ بھلا یہ تو بتاؤ سوا سو کتنے روپیہ ہوتے ہین۔ کلثوم۔ سوا اور

پچیس۔ محمودہ۔ بھلا پونے چار سو کتنے ہوتے ہین۔ کلثوم۔ تین سو اور
پچھتر یا پچیس کم چار سو۔ محمودہ۔ شاباش ہو اشاباش جب جانین ایک بات
بتاؤ کہ آمنہ غدر مین سات برس کی تھی اور غدر کو اب چھپن برس ہوئے تو آمنہ
کی عمر اب کے برس کی ہے۔ کلثوم۔ تیرہ برس۔ محمودہ۔ ٹھیک بہن ایک
بات اور بتاؤ کہ آمنہ کا بھائی اُس سے چار برس بڑا ہے تو بھلا غدر سے
کے برس پہلے ہوا تھا۔ کلثوم۔ سوچکر گیارہ برس۔ محمودہ۔ اچھا زبیدہ تم تو
کلثوم سے زیادہ پڑھی ہو بھلا بتاؤ تو بارہ لڑکیان اگر منہ کلھیا مین تین تین پیسے کا
ساجھا ملائین تو سب کے آنے ہونگے۔ زبیدہ۔ نو آنے۔ محمودہ۔ ڈیڑھ سیر میوے
مین اگر چھ لڑکیون کے برابر حصے لگائے جائین تو ہر ایک لڑکی کو کتنا کتنا پہونچے گا
زبیدہ۔ پاؤ پاؤ بھر۔ محمودہ۔ دو سو آم ہون اور دس لڑکیان تو کتنے کتنے
زبیدہ یہ تو بہت ہی صاف ہے بیس بیس۔ حسن آرا۔ یہ گلاب کا درخت جو انگنائی مین
لگا ہے پندرہ پھول روز کے روز اس سے اترتے ہین مہینے بھر مین کتنے
پھول ہون گے۔ زبیدہ۔ ساڑھے چار سو یعنے چار سو اور پچاس۔ محمودہ۔
کیون صاحب سات آنے گز کے حساب سے سات گز ایک پاجامے کی دریس
کے کیا دام ہوے۔ زبیدہ۔ سوچکر تین روپے ایک آنہ۔ محمودہ۔ ڈوریے کا
آٹھ گز کا تھان تین روپے کو ٹھہرے تو کتنے گز پڑا۔ زبیدہ۔ لکھکر جوڑ لون۔
محمودہ۔ نہین صاحب زبانی سوچکر کہو کچھ ایسا مشکل نہین ہے۔ زبیدہ۔
تھوڑی دیر تامل کرکے۔ چھ آنے گز۔ محمودہ۔ بھلا ڈیڑھ آنے کا چھٹانک بھر گھی
تو آدھ سیر کتنے کا ہوا۔ زبیدہ۔ ہتھیلی پر انگلیون سے کچھ لکھکر بارہ آنے کا۔

محمودہ۔ گز مین کے گرہ۔ زبیدہ۔ سولہ۔ محمودہ۔ اور من مین کے سیر۔ زبیدہ۔ چالیس
محمودہ۔ خوب بہن خوب۔ اچھا بی رابعہ تم تو تشریف لاؤ تم تو بڑی حسابی ہو۔
بتاؤ تو نو گرہ عرض کی دریس ایک پائجامے مین نو ہی گز لگتی ہے تو پورے
گز بھر کا عرض ہو تو کتنی لگے گی۔ رابعہ۔ تختی پر لکھ لون۔ محمودہ۔ بہت اچھا لیکن
جلدی جواب دو نہین تو بزاز چلا جائے گا۔ رابعہ۔ دو لمحہ بعد پانچ گز ایک
گرہ۔ محمودہ۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ یہ دالان جس مین ہم سب بیٹھے ہین چھ گز لمبائی اور
ڈھائی گز کا چوڑا ہے چاندنی مین کتنا مارکین خرچ ہوگا۔ رابعہ۔ اور مارکین کا عرض
محمودہ۔ یہی معمولی گز بھر زبیدہ۔ پورے پندرہ گز۔ محمودہ۔ ایک سوال
بتا دو تو تمکو بڑی شاباش دین یہ بڑی مسجد کا حوض چھ گز مربع ہے یعنے لمبان
چوڑان برابر اور دو گز گہرا اور ایک گز مربع مین تین مشک پانی آتا ہے اور
ایک مشک مین پچیس لوٹے اور ایک لوٹے مین پندرہ گلاس اور ایک گلاس
مین آدھ پاؤ پانی تو سارے حوض مین کتنا پانی ہوا۔ رابعہ پاؤ گھنٹے بعد
دو سو تریپن من پانچ سیر۔ حسن آرا۔ اے ہے ان کمبخت جان ہارونکو کیسی
کیسی باتین آگئی ہین لڑکیان ہین کہ بلا ہین۔ محمودہ اس سے بھی عجیب عجیب
باتین انکو معلوم ہین مین نے آپکے سمجھانے کو آسان آسان باتین ان سے پوچھین
کیون ہاجرہ جامع مسجد کے مینار کو بے گز بے رسّی اور بے اوپر گئے ناپ سکتی ہو
ہاجرہ۔ بیشک مجھکو وہ ساپے کا حساب یاد ہے کوئی دو مہینے کی بات ہے
کہ ہمارے کنبے سے ایک برات پلول گئی تھی مین بھی ساتھ تھی راہ مین
قطب صاحب کی لاٹ کے پاس ناشتہ کرنے کو ٹھہری مجھکو تو اس قاعدے کا

بڑا اچنبھا تھا جھٹ مین نے ایک تنکا لے اور سایہ ناپ وہین زمین پر حساب
لگایا۔ ساتھ والیان مجھکو چھیڑنے لگین کہ یہ دن دہاڑے کیا تنکے چننے لگین۔
غرض مین نے وہ ناپ جو میرے حساب سے نکلی تھی یاد رکھی لوٹکر گھر آئی تو صنادیم
مین دیکھا ٹھیک وہی لمبان تھی کوئی شاید دو گز کا بل تھا۔ رابعہ۔ اچھی بوا ہاجرہ
سایے کا حساب مجھکو بھی بتا دوگی۔ ہاجرہ اچھی۔ ایک بڑی آسان بات ہے ایک
تنکا لیکر اسکو ناپ لیا پھر اُسکو دھوپ مین سیدھا کھڑا کر کے اُسکے سایہ کو ناپ لیا
پھر لاٹ کے سایے کو ناپ ڈالا تو اربعہ متناسبہ کے قاعدے سے جو تم کو
معلوم ہے لاٹ کا لمبان نکل آئیگا اس طور پر کہ اتنے لمبے تنکے کا سایہ اس قدر
لمبا پڑتا ہے تو لاٹ جس کا سایہ اتنا لمبا ہے کتنی اونچی ہوگی۔ رابعہ تو اتنا اشارہ
پاکر خوشی کے مارے اچھل پڑی لیکن حسن آرا تو اربعہ وغیرہ کچھ جانتی نہ تھی وہ اس
معمے کو کیا سمجھتی ہاجرہ کی طرف مخاطب ہو کر بولی اُفوری جھوٹی افوری لباٹن
آپ خیر سے ابھی پوری چار ہاتھ کی بھی نہین ہوئین اور ہزارون کوس کی
اونچی لاٹ ناپنے چلین۔ تم نے کہا اور مین نے مان لیا۔ خدا کو دیکھا نہین تو
عقل سے پہچانا ہے۔ محمودہ۔ این این بیگم صاحب آپ کا یہ کیا دستور ہے
کہ باتون ہی باتون مین آپ ناحق بگڑ بیٹھتی ہین۔ حسن آرا۔ خدا ے پاک کی
قسم مین تو کچھ بھی نہین بگڑی نہ مین نے کچھ کہا۔ محمودہ۔ یہ جلدی سے قسم کھا لینا
اور غضب ہے۔ حسن آرا۔ یون بات کاٹنے پر آؤ تو بولنا ہی غضب ہے۔ محمودہ
اگر ذرا آپ انصاف سے میری بات سُنین تو مین کچھ عرض کرون اور اگر بیجا ہو تو
مین قائل ہو جاؤنگی۔ حسن آرا۔ بھلا کچھ تو کہیے۔

قسم کھانے کی بُرائی

محمودہ۔ اول یہ تو بتایئے کہ آپ نے خدا کی قسم کیون کھائی۔ حسن آرا۔ تا کہ تم
میرے کہے کا اعتبار ہو۔ محمودہ۔ یہ آپ کی سمجھ کا پھیر ہے جسکی بات کا اعتبار نہ
اُسکی قسم کا لاکھ دفعہ اعتبار نہین۔ حسن آرا۔ خیر مین نے یون ہی قسم کھالی تو بُرا
کیا کیا۔ محمودہ۔ بیشک بُرا کیا خدا کو آپ نے لڑکیون کی گڑیا بنا یا ہے
یا بچون کا کھلونا قرار دیا ہے آپ کو اُس دوجہان کے مالک اور بادشاہ کا نام اس
بے احتیاطی سے لیتے ہوئے ڈر نہین لگتا۔ یہ دیکھیے دنیا کی بے ایمانی کہ
آدمی آدمی کا ادب کرے تو نام نہ لے بھلا کوئی مان باپ یا بڑے بھائی یا بڑی بہن
یا کسی اور بزرگ کا بھی نام لیتا ہے اور خدا کی یہ بے وقعتی اور بے وقری
کہ بات بات مین اُسکا نام لیا جاے جب مین کسیکو خدا کی قسم کھاتے سُنتی ہون
میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین اور حیران ہو کر منھ دیکھنے لگتی ہون
کیونکر بے دھڑک یہ لفظ اُس کی زبان سے نکلا۔ حسن آرا۔ خدا کا نام لینا منع ہوتا
تو اذان اور نماز مین کیون لیتے ہین۔ محمودہ۔ عبادت مین نام لینا دوسری
بات ہے اور خدا کے نام کو تکیہ کلام قرار دینا اور جا بیجا بول اُٹھنا بالکل خلاف
ادب ہے۔ حسن آرا۔ لوگ تو بات بات مین واللہ باللہ کہا کرتے ہین۔ محمودہ۔
جو بات کہ بُری ہے اگر دنیا بھر اُسکو کرنے لگے تو بھی نہین ہو سکتی اور اگر دنیا کے
لوگون کی مثال لیجئے تو اچھے دیندار اور نیک بندے بہت ہی کم ملین گے۔
آپ ذرا اتنی بات پر غور کر لیجئے کہ خدا کی عظمت اور اسکی بڑائی اگر ہمارے دل مین

ں نہین کہ اُس کے نام پاک کے ساتھ ہم ایسی بے احتیاطی سے
ین آدمی بال بال گنہگار ہے اپنے تئین دیکھے اور اُس خدا فند عالیجاہ
ہان اور اُس کے تقدس پر نظر کرے حسن آرا۔ البتہ قسم کھانا تو بہت ہی
ی بات ہے۔ توبہ توبہ پھر میرے مُنھ سے قسم نکلے تو بیشک میرے منہ پر طمانچہ
ھینچ مارنا محمودہ۔ ایسا کیون ہونے لگا آپ بھی آیندہ سے خیال رکھین اور جو
کبھی آپ کے ذہن سے بات اتر جائیگی تو مین یاد دلا دونگی۔

ہمجولیون مین پاس ادب

خیر یہ تو ہوچکا اب مین پوچھتی ہون کہ آپنے بیچاری زبیدہ کی دل شکنی کیون کی۔
حسن آرا۔ بوا مین نے تو زبیدہ کو کچھ بھی نہین کہا تم ناحق بیچاری کو مجھ سے لڑواتی ہو
محمودہ جھوٹی لپاٹن کہا اور کچھ بھی نہین کہا۔ یہ وہی دیانت کی سی بات پھر آئی
آپ نہین جانتین کہ جھوٹ بولنا بڑے عیب کی بات ہے اور بھلے مانسون
کی بہو بیٹیان جھوٹ نہین بولا کرتین کسی کو جھوٹی کہدینا ایسا ہی ہے جیسے کسی کو
چوری لگا دینا حسن آرا۔ بوا مین نے تو ہنسی ہنسی مین کہا تھا آپس کی بے تکلفی
مین ایسی بات بیساختہ منھ سے نکل ہی جاتی ہے اگر رات دن کے ساتھ اٹھنے
بیٹھنے والون سے ایسا تکلف کرین تو زندگی دشوار ہو جائے۔ محمودہ۔ یہ تو کچھ
ہنسی اور بے تکلفی کی بات نہین بلکہ لڑائی اور بگاڑ کی بات ہے اگر ساتھ کے اٹھنے
بیٹھنے والون مین ایسی باتون کا لحاظ نہ رہے گا تو پھر عادت پڑجائے گی اور شاید یہی
سبب ہوا ہو کہ آپ اُس دن دیانت کے ساتھ ایسی بے تکلفی کر بیٹھین۔

حسن آرا۔ بھلا میراہی قصور تھا یا زبیدہ کا بھی تھا کہ وہ زمین اور آسمان
قلابے ملانے چلی تھی۔ محمودہ۔ زبیدہ بیچاری کی تو کچھ بھی خطا نہ تھی وہ
واجبی بات کہہ رہی تھی۔ حسن آرا۔ واجبی۔ اگر یہی واجبی ہے تو ایسی واجبی کو سلام
محمودہ۔ آپ نے ابھی کچھ پڑھا نہین آپ کو دنیا جہان کی خبر ہو تو کیونکر
آپ کے نزدیک تو زبیدہ کی بات غیر واجبی ہونی ہی چاہیئے مگر جب زبیدہ
آپ نے جھوٹی لپاڑن کہا نہین معلوم مجھکو کیا خطاب ملے اس ڈر کے مارے
کچھ کہہ نہین سکتی۔ حسن آرا۔ برائے خدا جو کچھ جی مین ہے کہہ ڈالیے۔ محمودہ۔
کہہ ڈالون پھر بُرا تو نہ مانیے گا۔ حسن آرا۔ بیشک کہہ ڈالیے مین ہرگز بُرا نہ مانونگی۔
محمودہ۔ بیگم صاحب امیرزادی ہونا اور بات ہے اور علم و عقل دوسری بات ہے
آپ اتنا تو جانتی ہی نہین کہ کوس کس جانور کا نام ہے۔ حسن آرا۔ کیون مین
تو کوس کو خاصی طرح جانتی ہون بتا چلون۔ قدم شریف ایک کوس۔ ہمایون
کی بھول بھلیان تین کوس۔ قطب صاحب سات کوس۔ اور (آپ
کبھی گئی ہین) میرٹھ پچیس کوس۔ پانی پت چار منزل۔ مین تو بڑی بڑی دور
ہو آئی ہون۔ محمودہ۔ درست تبھی قطب صاحب کی لاٹ کو آپنے ہزارون
کوس کی لمبی بتایا۔ حسن آرا۔ کیون ہزارون کوس کی لمبی نہین ہے۔ کبھی آپنے
نیچے کھڑے ہو کر بھی لاٹ کو دیکھا ہے لقا کبوتر کی طرح آدمی اُلٹا ہی تو گر پڑتا ہے
کبھی اوپر جانے کا اتفاق ہوا ہے اچھے مردون کا دم ہی تو چڑھ جاتا ہے۔ محمودہ۔
کیا ضرور ہے کہ اگر اوپر جانے مین اچھے مردونکا دم چڑھ جائے تو لاٹ ہزارون
کوس کی لمبی ہو۔ حسن آرا۔ مین تو اس سے قیاس کرتی ہون کہ ضرور ہزارون کوس

ی ہندلی سُنا ہے کہ بعضے مرد وے پندرہ پندرہ بیس بیس کوس چل جانا کچھ
ین سمجھتے اور لاٹ پر چڑھنے مین ہانپنے لگتے ہین اور دم پھول آتا ہی تو
ان لاٹ کچھ بہت ہی اونچی ہوگی۔ محمود ہ اس کا سبب مین آپ کو سمجھاؤن

زمین کی کشش

نی چیزین ہین سب کو زمین اپنی طرف کھینچتی ہے جو چیز اوپر کو پھینکتے ہین
کچھ دور تک تو پھینکنے والے کے زور اور زبردستی سے اوپر کو چلی جاتی ہے
پھر آخر کو زمین کی کشش اُس کو نیچے کھینچ لاتی ہے پتھر کو اوپر پھینکو اور دیکھتی رہو
تو ایسا معلوم ہوگا کہ جون جون اوپر کو جاتا ہے اُس کی چال سُست اور دھیمی
ہوتی جاتی ہے اور پھر جو اُلٹتا ہے تو تیر کی طرح زمین کی طرف دوڑتا ہے
اس سے صاف ثابت ہے کہ چیزین زمین کی کشش کے مارے اوپر کو نہین
جانا چاہتین اور جو جاتی بھی ہین تو بڑی زبردستی اور مشکل سے۔ اسی طرح
جب آدمی لاٹ کے اوپر جانے لگا تو اس کے بدن کا بوجھ اُسکو روکتا ہے
اور یہ زبردستی اپنا تمام بوجھ اُچکا اُچکا کر اوپر کی طرف لیے چلا جاتا ہی اسیواسطے
اوپر جانے مین بڑا زور پڑتا ہے اور آدمی جلدی تھک جاتا ہی پھر جو اوپر سے
نیچے اترنے لگتا ہے تو دیکھو کیسے دھم دھم جلدی جلدی نیچے اتر آتا ہے
کیونکہ ایک تو خود اس کا اپنا زور دوسرے بدن کے بوجھ کا جھکاؤ دوہرا بل
ہوجاتا ہے مثلاً یہی ہمارا بالاخانہ کچھ ایسا بہت تو اونچا نہین صرف اٹھارہ
سیڑھیان ہین پھر بھی جس کو عادت نہین اُسکو چڑھنا کتنا مشکل پڑتا ہی اتا جان

جب کبھی ضرورتاً اوپر جاتی ہین تو کوٹھے پر پہونچتے ہی دم لینے کو بیٹھ جاتی ہین اور کہا کرتی ہین اے ہے کوٹھا ہے کہ ایک آفت ہے ٹانگین ٹوٹ جاتی ہین مگر اُترنے مین ہرگز یہ دقت نہین ہوتی۔ غرضکہ لاٹ کے اوپر جانے مین دم کا چڑھ جانا اُس کی بلندی کی دلیل نہین ہوسکتا۔ حسن آرا۔ خوب صاحب خوب یہ تو آج مین نے بالکل ایک نئی بات سُنی کہ زمین چیزونکو کھینچتی ہے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ لڑکے جو کنکوّے اُڑاتے ہین یہ خود بخود زمین سے کیون دور ہوتے جاتے ہین ایک مرتبہ ارجمند نے تکل کو ایسا بڑھایا تھا کہ آسمان مین ملا دیا تھا۔ محمودہ۔ کنکوّا ہو یا تکل زمین کی کشش سب پر اثر کرتی ہے اور اگر پتنگ کو بڑھا کر رہنے دیا جائے تو گو ہوا کے جھکولون سے دیر مین گرے مگر گرے گا ضرور۔

وزن مخصوص

اسمین بھید یہ ہے کہ کوئی چیز ہلکی ہے کوئی بھاری جتنی ہلکی چیزین ہین خود بخود اوپر آجاتی ہین مثلاً گلاس مین اول تیل ڈالدیجئے اُسکے اوپر پانی تو چونکہ تیل پانی کی نسبت ہلکا ہے خود بخود اوپر آجائے گا یا ایک طسلے مین جھاڑو کے تنکے رکھ کر اُس کو پانی سے بھر دیجئے تنکے آپ سے آپ اوپر آجائینگے اور اسی بنیاد پر دریاؤن مین کشتیان اور جہاز چلتے ہین کیونکہ لکڑی پانی کی نسبت ہلکی ہوتی ہے وہ اُس کے نیچے بیٹھ نہین سکتی بلکہ اُس کو پانی کے نیچے رہنے سے اتنی نفرت ہے کہ تھوڑا بوجھ بھی ہو تاہم وہ اس کو سہارے رہتی ہے۔ حسن آرا۔ کشتیان ڈوب بھی تو جاتی ہین۔ محمودہ۔ جب بے اندازہ بوجھ

لا د دیتے ہین۔ غرضکہ کنکوا ایسے پتلے کاغذ کا بناتے ہین کہ اگر گولی بنا کر اس کاغذ
کو تولین تو ایک یا دو ماشے سے زیادہ نہ ہوگا مگر اُس کو اتنا پھیلا دیتے ہین
کہ ڈاک کا کاغذ جسپر خط لکھتے ہین آدھا دستہ یعنے بارہ تختے مشکل سے ایکتولہ کے
ہوتے ہین بس ایک تختہ کاغذ نے گز بھر جگہ تو گھیر لی مگر اتنی جگہ مین جو ہوا بھری
ہے اگر تختے کے وزن کو اُس پر تقسیم کرکے دیکھو تو سیر بھر ہوا پر کوئی خشخاش
کے دانہ سے بھی کم بوجھ ہوا لیکن تختے کی گولی بنا لو تو کاغذ کا سارا
بوجھ اکٹھا ہو گیا اور گولی کی کیا بساط اتنی جگہ مین ہوا کتنی اس سبب سے
کنکوا اوپر جاتا ہے اور اُسی کے برابر گولی نیچے گر پڑتی ہے۔ دانشمندون نے
زمین کی کشش پر جو بہت غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ فاصلے اور جسامت پر اسکا مدار ہے
یعنے چیز جتنی ٹھس ہوگی اُسی قدر اُس پر زمین کی کشش بہت ہوگی اور جتنی زمین سے
پاس ہوگی اس پر کشش کا اثر زیادہ ہوگا کوٹھے پر سے اگر ایک پتھر نیچے کو لڑکا دو
تو جتنا وہ زمین سے قریب ہوتا جائے گا اُس کی رفتار تیز ہوتی جائے گی
اسی طرح ایک پیسہ اور پیسہ بھر کاغذ کی گولی باندھ کر ایک ساتھ دونون کو اوپر سے
گراؤ تو ظاہر مین کاغذ کی گولی پیسے کی نسبت قد و قامت مین بڑی ہوگی مگر چونکہ
ٹھس نہین ہے ہمیشہ پیسہ پہلے ہی گرے گا۔ دھوان بھی اسی قاعدے کے مطابق
ہمیشہ اوپر کو جاتا ہے اس واسطے کہ لکڑی وغیرہ کے اجزاے لطیف جو آگ
کی گرمی کے اثر سے باہر نکلتے ہین اُنھین کا نام دُھوان ہے اور چونکہ ہوا سے
ہلکے ہوتے ہین اس واسطے اوپر کو چڑھتے ہین حسن آرا۔ کیا ہی خوب بات آپنے
مجھکو بتائی مگر آپ کی باتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہوا کو بھی وزنی

سمجھتی ہین۔ محمودہ۔ ضرور اور بیشک ہوا مین بھی بوجھ ہے۔

ہوا کا داب

حسن آرا۔ ہوا نگوڑی بالکل ہلکی پھول سے ہے اسمین بوجھ کہان سے آیا۔ محمودہ۔ اسمین تو اتنا بوجھ ہے کہ تم سنو تو حیران ہو جاؤ دو پیسہ بھر جگہ مین پانچ سیر سے کم ہوا کا بوجھ نہین ہوتا۔ اس حساب سے تمھارے بدن پر کئی ہزار من بوجھ ہوگا حسن آرا۔ اے ہے نوج خدا نہ کرے کہ اتنا بوجھ ہو میرا تو دب کر بھرکس ہو جائے محمودہ۔ یہ بات غلط نہین ہے عقلمندون نے ہوا کو تولا ہے اور تولکر دریافت کیا ہے۔ حسن آرا۔ جو بات آپ کہتی ہین ایسی ہی کہتی ہین کہ کسی کی عقل مین نہ سما سکے۔ محمودہ۔ البتہ بے علم لوگون کی عقل مین یہ باتین نہین آسکتین مگر یہ اُن کی عقل کا قصور ہے۔ حسن آرا۔ بھلا ہوا بھی کسی کے تولے تولی جاتی ہے۔ محمودہ۔ اُسکی تدبیر سُنیئے کہ ایک خالی بوتل لی اور اُسکو تولا وہ بوتل خالی تو ہے مگر پھر بھی اُس مین ہوا ہے اس تولنے سے جو وزن ٹھہرا ہیت تو اُس مین بوتل کا ہے اور کچھ ہوا کا پھر بوتل سے ہوا نکال کر تولا تو دیکھا کہ وزن گھٹ گیا آخر اس کا سبب کیا ہے۔ حسن آرا۔ بوتل سے ہوا کیونکر نکالی جائے۔ محمودہ۔ اس کی ایک کل ہے یون مُنہ سے چوس لیجائے تو بھی نکل سکتی ہے یا ایک اور طریقہ بھی اسکے امتحان کا ہے کہ ربر کا پھکنا جس سے لڑکے کھیلا کرتے ہین پہلے اُسکو توس موس کر تول لیا اب تو اس مین ہوا نہین پھر پھونک کر ہوا بھر دی جب خوب تن گیا تو سرا باندھ دیا اور پھر تولا ضرور

تول مین کچھ فرق ہوگا اور اچھا کانٹا ہوگا تو معلوم ہو جائے گا جب چاہو آزمالو۔ حسن آرا۔ مگر جتنا بوجھ آپ بتاتی ہین وہ تو بالکل خلاف قیاس ہے۔ محمودہ۔ ہوا کا بوجھ جو ہم لوگون کو معلوم نہین ہوتا اس کا بھی سبب ہے وہ یہ کہ ہر جگہ اور ہر چیز مین ہوا ہے اندر کی ہوا باہر کی ہوا کا روک کرتی ہے اگر باہر ہوا نہ ہو تو بدن پھٹ پڑے اور بعض دفعہ لوگ جو غبارون مین بہت اونچے چڑھ گئے ہین اُن کو بخوبی اس کا تجربہ ہوا ہے کیونکہ زمین کے آس پاس جو ہوا ہے وہ بہت وزنی ہے اور جس قدر اوپر چڑھتے جاؤ ہلکی ہوتی جاتی ہے یہ بات مین تم کو ایک بہت موٹی مثال مین سمجھادون اگر روئی کا بڑا انبار لگا دیا جائے تو اوپر کی روئی ضرور ہلکی ہوگی اور نیچے کی روئی دب کر ٹھس ہو جائے گی بعینہ یہی حال ہوا کا ہے ہم لوگ زمین پر رہتے ہین جیسی ٹھس ہوا ہمارے اوپر اور آس پاس ہے ویسی ہی ہمارے بدن مین بھی بھری ہوئی ہے اور باہر کی ہوا کا دباؤ اور اندر کی ہوا کا زور برابر ہے جب بہت اونچے جاؤ تو اندر وہی ٹھس ہوا ہے مگر باہر کی ہوا ہلکی ہے جس کا دباؤ اندر کی ہوا کے زور کی نسبت بہت کم ہے اسی وجہ سے بدن پھٹنے لگتا ہے تاکہ تم اس بات کو بخوبی سمجھ لو مین دو مثالین اور بیان کرتی ہون یہ تو مانتی ہو کہ پانی وزنی چیز ہے یا اس مین بھی کچھ کلام ہے۔ حسن آرا۔ پانی کے وزنی ہونے مین کس کو کلام ہے مجھ سے تو دھیلے والی ٹھلیا بھی نہ اُٹھائی جائے۔ محمودہ۔ خیر کبھی حوض مین نہائی ہو۔ حسن آرا۔ سیکڑون دفعہ ہمارے گھر خود زنان خانے

مین بڑا لمبا چوڑا حوض ہے لوہے کا جال پڑا ہے رنگ برنگ کی مچھلیان پلی ہین۔ محمودہ۔ پانی کے اندر کچھ پانی کا بوجھ بدن پر معلوم ہوتا ہے۔ حسن آرا۔ نہین تو۔ محمودہ۔ کیا سبب۔ حسن آرا۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ محمودہ۔ سبب یہی کہ اوپر کا پانی داب کرتا ہے اور نیچے کا پانی اوپر کو اچھالتا ہے اس واسطے کہ آدمی کا بدن پانی سے ہلکا ہے پس اوپر کا داب اور نیچے کا اُچھال برابر سرابر کچھ بھی معلوم نہین ہوتا اسی پر ہوا کو قیاس کرلو اور دوسری مثال یہ ہے کہ آئینہ تو بڑی نازک چیز ہے اُستانی جی کے سنگاردان کا آئینہ دیکھا ہے۔

حسن آرا۔ وہی نہ جس کے بیچون بیچ دڑاڑ پڑی ہے۔ محمودہ۔ ہان وہ دڑاڑ مجھی سے پڑگئی ہے۔ مین ایک دن سر مین کنگھی کررہی تھی بال کی لٹ جو اُلجھی مین جھٹک کر لگی سُلجھانے کنگھی ہاتھ سے چھوٹ تڑ دیسی آئینے مین جالگی دیکھون تو آئینے مین بال آگیا خیر ہوئی کنگھی اوڑھنی مین اٹک گئی تھی نہین تو چکنا چور ہوجاتا اتنی ٹھیس مین تو بال آگیا اور بھلا اُسی آئینے پر تم کھڑی ہوجاؤ اور خبر نہ ہو حسن آرا عجب ہے۔ محمودہ۔ الماری کھول آئینہ نکال لائی اور برابر جگہ مین رکھ حسن آرا سے کہا کہ لو اس پر بسم اللہ کرکے دونون پانون سے کھڑی تو ہوجاؤ۔ حسن آرا۔ نہ بوا کہین ٹوٹ ٹاٹ جائے تو آئینے کا آئینہ غارت ہو اور پانون مین کرچ لگجائے تو اور آفت ہو۔ محمودہ۔ احتیاط کی بات تو یہی ہے مگر اس وقت علم کا ایک مسئلہ حل ہوتا ہے لاؤ مین ہی سینگ کٹا کر بچھڑون مین مل جاؤن۔ یہ کہکر بے تکلف آئینے پر جا کھڑی ہوئی اور آئینے

پر ذرا آنچ نہ آئی حسن آرا تو دیکھکر حیران رہ گئی اور بار بار آئینے کو ہاتھ مین اُٹھا اُٹھا غور سے دیکھا کی محمودہ۔ خوب دیکھ لیجیئے ٹوٹنا کیسا بال تک بھی نہین آیا اور کیون آنے لگا تھا جب اوپر سے میرا بوجھ ویسا ہی نیچے سے زمین کا سہارا آئینے پر گز نہ کیا تھا حسن آرا۔ اب تو مجھکو بھی یہ بات سچ معلوم ہوتی ہے کہ زمین چیزون کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

کشش اتصال

محمودہ۔ زمین پر کیا منحصر ہے کل چیزین ایک دوسری کو کھینچتی ہین حسن آرا۔ زمین کا کھینچنا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز پھینکو زمین پر گرتی ہے مگر یہ کیونکر دریافت ہوا کہ کل چیزین ایک دوسرے کو کھینچتی ہین محمودہ۔ کئی باتون سے اس کی شناخت ہوتی ہے اول تو یہ کہ پانی مین انگلی ڈبوؤ تو پانی کی بوند انگلی کے سرے مین لٹکتی رہتی ہے اگر اُنگلی کی کشش نہین ہے تو بوند گر کیون نہین پڑتی۔ اس کے سواے ایک اولا تھوڑے پانی مین ڈالیے تو دیکھیے گا کہ پانی نیچے سے اولے کے اوپر تک پیوست ہوتا جاتا ہے اگر اولا پانی کو نہین کھینچتا تو پانی اُلٹا کیون چڑھتا ہے۔ ایک بات اور بتاؤن کہ کوٹھے پر چلیے اور مین پکے سوت کا ایک باریک سا دھاگا لٹکاؤن اور اُسکو تانے رہون چاہیے کہ سیدھا رہے مگر دیوار کی کشش سے ضرور بیچ مین لچکا ہوا معلوم ہو گا۔ غرضکہ کشش کی قوت خداے تعالی نے ہر چیز مین پیدا کی ہے اور اس خاصیت پر غور کرتے کرتے دانشمندان فرنگ نے ہزارون باتین ایسی عجیب عجیب نکالین

کہ جن کے پڑھنے سے عقل کو تیزی اور دل کو خوشی ہوتی ہے حسن آرا۔ بھلا اگر سب چیزین ایک دوسرے کو کھینچ رہی ہین تو سب مل جُلکر ایک ڈھیر کیون نہین بنجاتین۔ محمودہ۔ کھینچ تو رہی ہین مگر وہ کشش ایسی زور کی نہین ہے جیسی مقناطیس مین ہوتی ہے۔

مقناطیس

حسن آرا۔ مقناطیس کیا۔ محمودہ۔ کیا تم مقناطیس بھی نہین جانتین۔ مقناطیس ایک قسم کا لوہا ہوتا ہے بعض لوگ اُس کو غلطی سے پتھر جانتے ہین اور چنبک پتھر کہتے ہین خدائے تعالی نے اُس لوہے مین یہ خاصہ رکھا ہے کہ وہ دوسرے لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اس سے بڑھ کر ایک اور عمدہ اور مفید خاصیت اُسمین یہ ہے کہ اگر مقناطیسی لوہے کی سوئی بنائی جائے تو ایک سرا اس سوئی کا ہمیشہ اُتر کو رہے گا اور دوسرا دکھن کو۔ حسن آرا۔ یہ سب باتین آپ سُنی ہوئی کہتی ہین یا دیکھی ہوئی۔ محمودہ۔ اپنی آنکھون دیکھی اور اپنے ہاتھون آزمائی ہوئی۔ بُوا آمنہ وہ تمھاری لوہے کی مچھلی کہان ہے جو پانی مین تیرتی ہے اور بچہ کو لینے دوڑتی ہے آمنہ۔ ہی تو سہی میرے جزودان مین سے نکال لاؤن آمنہ دوڑی دوڑی جا وہ مچھلی اور بچہ نکال لائی اور محمودہ نے مچھلی حسن آرا کے ہاتھ مین دی کہ آپ اسکو بخوبی غور سے دیکھ لیجئے نہ کہین تار ہے نہ کوئی کل لگی ہے۔ حسن آرا نے مچھلی کو اوپر تلے سے خوب دیکھا پھر آمنہ نے کہا اب مچھلی کو الگ رکھدو تو تو اس کے

بچے کو دیکھو۔ حسن آرا۔ ابھی مچھلی کو الگ کیون رکھ دون۔ آمنہ بوا بچہ مان کو دیکھے گا تو پیار کے مارے مان سے لپٹ جائیگا اور پھر چھوڑانا چاہوگی تو رونے لگے گا۔ محمودہ۔ اچھا آمنہ ان کو اس کے تیرنے کی سیر تو دکھاؤ۔ آمنہ چلینی کے ایک پیالے مین پانی بھر لائی اور مچھلی کو پانی مین چھوڑ دیا وہ مزے مین تیرنے لگی جب اس کا بچہ دکھاتی وہ اس کی طرف دوڑتی۔ حسن آرا کی عقل دنگ تھی کہ کیا ماجرا ہے اور بار بار پوچھتی اچھی آمین یہ کیا۔ محمودہ۔ کچھ بھی نہین مچھلی لوہے کی ہے اور بچہ مقناطیس کا ہے جب بچے کو پاس لاتے دوڑی آتی ابھی دونون کو ملا دو ایک دوسرے کو چمپٹ جائینگے۔ حسن آرا۔ یہ تو بڑے اچنبھے کی چیز ہے۔ محمودہ اب دوسرا اچنبھا دیکھیے۔ ہاجرہ دیکھنا بوا وہ کھونٹی مین سامنے اُستانی جی کی تسبیح لٹک رہی ہے ذرا تمھارا ہاتھ لمبا ہے اُتار تو لینا۔ ہاجرہ تسبیح اتار لائی امام کیساتھ ایک چھوٹا سا کیری کا عطردان تھا اُسی مین قبلہ نما لگا تھا۔ محمودہ نے ڈبیا کھول حسن آرا کو دکھایا کہ دیکھیے لال مرغ جو آپ دیکھتی ہین اسکا یہ خاصہ ہے کہ پچھم کو منھ پورب کو دم اور داہنا بازو اُتر کو اور بایان دکھن کو رکھتا ہے جب جائین اس کا رُخ پھیر دیجیے۔ حسن آرا نے بہتیرا ڈبیا کو گھمایا اُلٹا سیدھا کیا اصیل مرغے کی ایک ٹانگ جب ذرا ڈبیا سیدھی ہوئی مرغا جھٹ پچھم کو مُنھ پھیر کھڑا ہو گیا۔ حسن آرا۔ اے ہے کمبخت کیسا ضدی مرغا ہے کسی ڈھب مانتا ہی نہین مُوے کے حلق پر چھری پھیر دو۔ کیون بوا محمودہ بیگم آخر یہ سب کھلونے ہی ہین۔ محمودہ۔ وہ مچھلی تو کھلونا ہے مگر قبلہ نما کھلونا

نہین ہے بڑے کام کی چیز ہے جنگل ہوئی جگہ ہو رات ہو برسات ہو اسکے ذریعہ سے سمت معلوم ہو جاتی ہے۔ سمندر مین جب جہاز چلتے ہین تو چارون طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے نہ سڑک ہے نہ راہ نہ کوئی درخت نہ پہاڑ کچھ نہین معلوم ہوتا کدھر جاتے ہین کہان ہین تو اگلے زمانے مین نا خدا ستارون کی شناخت سے کام نکالتے تھے لیکن جب کبھی رات کو بادل ہوا تو تارے نظر نہ آنے بڑی دقت ہوتی تھی جہاز سیکڑون کوس کہین سے کہین چلے جاتے تھے اور آخر تباہ ہو جاتے تھے جب سے مقناطیس کا خاصہ دریافت ہوا بڑا اطمینان ہو گیا ہی۔ ہے تو ذرا سی سوئی مگر لاکھون روپے کا کام دیتی ہے کرورون روپے کا مال تجارت جو سمندر کی راہ انگریزون کی ولایت سے آتا جاتا ہے اسی سوئی کی بدولت ڈوبنے سے بچتا اور لاکھون آدمی جو سمندر پر سفر کرتے ہین بیخوف وخطر آتے جاتے ہین ہان تو زمین کا چیزون کو کھینچنا یا چیزون کا آپس مین ایک دوسرے کو کھینچنا ایسے زور سے نہین ہوتا جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔

زمین گول ہے اور آفتاب کے گرد گھومتی ہے

مگر کیا خدا کی قدرت ہے کہ اسی کشش کی وجہ سے زمین گنبد کی طرح لڑھکنیان کھاتی ہوئی آفتاب کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ حسن آرا۔ زمین گنبد کی طرح لڑھکنیان کھاتی ہوئی اور آفتاب کے گرد چکر لگا رہی ہی۔ محمودہ۔ جی ہان گنبد کی طرح لڑھکنیان کھاتی ہوئی اور آفتاب کے گرد چکر لگا رہی ہے حسن آرا۔

تم تو غضب ڈھانے اور دنیا جہان کو اندھا بنانے لگین۔ محمودہ۔ کیون کیا کچھ غلط کہتی ہون حسن آرا۔ اب کہونگی تو بُرا مانو گی ایک زبان کا ڈنڈا خدا نے حوالے کر دیا ہی جا ہو زمین کو گیند بنا ؤ لڑھکا ؤ گھما ؤ جو چاہو سو کرو اور جو کہین سچ مچ زمین گیند بنکر لڑھکنے لگے تو ایک ہی پلٹے مین بیوی صاحب کا جھوٹ سچ سب نکلجائے۔ محمودہ۔ بھلا اگر زمین کا گول ہونا اور لڑھکنا اور آفتاب کے گرد چکر کھانا ثابت ہو جائے تب تو مانیے گا۔ حسن آرا مین تو کچھ باؤلی نہین ہوئی تمام زمانہ اس کا قائل ہو جائے تو بندی ماننے والی نہین مجھ سے تو آنکھون پر ٹھیکری نہین رکھی جاتی صریحًا دیکھ رہی ہون کہ اچھی خاصی طرح زمین چوڑی چکلی نظر آرہی ہے پھر ناحق کیون کر گول سمجھ لون۔ محمودہ۔ بس اسی واسطے آپ زمین کو گول نہین سمجھتین نہ کہ آنکھ سے چوڑی چکلی نظر آتی ہے حسن آرا۔ دنیا مین آنکھون دیکھی بات کا سب سے بڑھکر اعتبار ہے مگر آپ اس کو بھی جھٹلا دیجیے دو چار باتون مین جو آپ نے مجھکو قائل کر دیا تو کیا اب مجھکو ایسی بیوقوف بنا لیا ہے کہ اتنی موٹی بات بھی مین نہین سمجھ سکتی۔ محمودہ۔ بھلا اگر آنکھ غلطی کرتی ہو حسن آرا۔ میری یا سب کی۔ محمودہ۔ سب کی حسن آرا۔ ہان تو مجھکو اُس سرمے کا نسخہ نہین معلوم کہ لگاتے ہی زمین گول نظر آنے لگے محمودہ۔ وہ نسخہ مین آپ کو بتاؤن گی۔ بوا زبیدہ ذرا وہ خردبین شیشہ تو اُستانی جی سے میرا نام لے کر مانگ لاؤ دیکھنا ذرا سنبھال کر لانا۔

خردبین

زبیدہ خردبین لے آئی۔ محمودہ۔ لیجیے ذرا اس شیشے کو تو دیکھیے۔ حسن آرا۔ یہی شیشہ ہے جس مین زمین گول دکھائی دیتی ہے۔ محمودہ۔ نہین زمین تو گول نہین دکھائی دیتی مگر اور بہت سے تماشے نظر آتے ہین۔ حسن آرا نے دیکھا تو بولی اے ہے یہ سر کے بال ایسے لاؤ کی برابر موٹے۔ ابھی دیکھنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بال بیچ مین نے کی طرح سے کھوکھلا کھوکھلا ہے۔ محمودہ۔ ہان مین نے دیکھا ہے اندر سے بال کھوکھلا ہوتا ہے۔ حسن آرا۔ یہ لو اور سیر دیکھو بدن کے رونگٹے رونگٹے مین چھید۔ مکھی کو تو دیکھو ہزارون لاکھون آنکھین اور پرون مین اتنے رنگ۔ اُفوہ مین اتنے بھُنگے۔ اللہ اکبر پانی مین یہ بلا کے کیڑے شیشہ تو عجب طلسمات کا شیشہ ہے۔ محمودہ۔ اسی شیشے سے تو آنکھ کی کوتاہی ثابت ہوتی ہے۔ حسن آرا۔ آنکھ کی کوتاہی کیا ثابت ہوتی ہے خدا جانے اس مین کیا بلا بھری ہے کچھ جادو کا شیشہ معلوم ہوتا ہے ایک سفید شیشے کا سہل ٹکڑا میرے پاس بھی ہے اُس مین اور ہی خواص ہے جس چیز کو دیکھو ہے تو سفید مگر اُس مین دیکھنے سے گوٹ کی طرح نیلی ہری لال دھاریان نظر آتی ہین۔ محمودہ۔ وہ تمھارا سہل شیشہ بھی سچا ہے ایک کتاب مین مین نے رنگو نکا تھوڑا بیان پڑھا ہے۔

رنگ

اُسمین لکھا ہے کہ دنیا مین بہت سے رنگ ہین مگر اصلی رنگ تین ہین زرد سیاہ سرخ اور باقی سب رنگ انھین رنگون سے بنتے ہین اور لوگ خیال کرتے ہین کہ کوئی رنگ نہ ہو تو سفید کہا جاتا ہی لیکن عقلمندون نے جو چھان بین کی تو یہ دریافت ہوا کہ سب رنگ ملکر سفید رنگ ہوتا ہی اور اگرچہ اسبات کی اور بہت دلیلین ہین مگر سہل شیشے مین آنکھون سے دیکھ لیا۔ برسات مین جو ایک رنگین کمان آسمان مین نکلا کرتی ہی اُسکی اصل حقیقت بھی یہی ہے کہ ہوا مین جو پانی کی بہت ننھی ننھی بوندین رہ جاتی ہین جب آفتاب سامنے آیا اسکی شعاع بوندون مین رنگین نظر آنے لگی۔ ایک مرتبہ مین سر دھو کر اٹھی بال نم تھے مین نے ہاتھ سے جھٹکے بوندین جو اڑین تو عجب عجب رنگ دکھائی دینے لگے مین اس تماشے مین ایسی محو ہوئی کہ جب تک بالون مین ذرا نمی رہی مین بالون کو برابر جھٹکتی رہی کہین استانی جی کی نظر جو پڑ گئی تو بولین اے محمودہ آج کیا ہے کہ برابر نگوڑے بالون کو جھٹکے جاتی ہو۔ وکھے بال ہین نوکین ٹوٹ جائین گی تب مین نے اُستانی جی سے بیان کیا کہ مین یہ نئی سیر دیکھ رہی ہون اس کا سبب کچھ میری سمجھ مین نہین آتا استانی جی نے الماری مین سے ایک کتاب نکال مجھکو رنگون کا بیان دکھا دیا کہ اس کو پڑھ لو اور جہان سمجھ مین نہ آئے پوچھ لو حسن آرا۔ کیا بتاؤن میری تو سُدھ بدھ یہان آکر کچھ جاتی سی رہی جو بات سُنتی ہون مجھکو اچنبھا ہوتا ہی اور اپنے جی ہی

جی مین کہتی ہون کہ مین نے دنیا مین آکر کیا دیکھا اور کیا سیکھا خیر زمین کا گول ہونا تو ثابت کیجئے وہ بات ہی رہی جاتی ہے۔ محمودہ۔ ہان خوردبین سے ہم کو اپنی نظر کا نقصان معلوم ہوتا ہے دو باتین مین اور بھی کہون گی ایک یہ کہ تم تو اپنے تئین بڑی جہانیان جہان گشت جانتی ہو سلطان جی قطب صاحب میرٹھ پانی پت نہین معلوم کہان کہان کہتی تھین کہ گئی ہون۔ حسن آرا۔ ہان خدا رکھے جہانیان جہان گشت تو ہون تھوڑا ملک مین نے دیکھا ہے باہر میدان مین صاف نظر آتا تھا کہ تھوڑی دور چل کر زمین آسمان کے کنارے سے مل گئی ہے مجھکو کیا سب کو ایسا ہی دکھائی دیا کہ آسمان سرپوش کی طرح زمین پر ڈھکا ہوا ہے مین تو جانتی ہون کہ کوئی شہر میرے دیکھنے سے نہین چھوٹا محمودہ۔ کیون جھوٹ بولتی ہو بھلا جھجھر اپنی سسرال گئی ہو۔ حسن آرا نے جھجھر کا نام سنکر آنکھین نیچی کرلین اور بولی کہ نگوڑے گانون نہ جاڑے دھوپ نہ گرمی چھانون کا کیا نام لینا تھا نوج مین وہان کیون جانے لگی۔ محمودہ۔ بھلا تم پانی پت میرٹھ کس سواری مین گئی تھین حسن آرا۔ پالکی گاڑی کی ڈاک تھی۔ محمودہ۔ راہ مین تم نے ادھر ادھر تو ضرور دیکھا ہوگا حسن آرا دیکھتی تو سہی مگر ذرا کی ذرا پیک تھوکنے کو منھ نکالا تھا دیکھتی کیا ہون کہ سرسر زمین پانون کے تلے سے نکلی چلی جاتی ہے یہ دیکھکر مجھ کو ایک چکر سا آنے لگا جھٹ مین نے منھ اندر کر لیا۔

متحرک چیز و نمین آنکھ کا غلطی کرنا

محمودہ۔ یاد رکھیے کہ یہ آنکھ کی دوسری غلطی ہے چلتے تو گاڑی اور نظر آئے کہ

زمین چل رہی ہے۔ بھلا دوسری بات اور پوچھوں کہ کبھی پھٹے ہوے بادل مین چاند کو بھی بھاگتے ہوے دیکھا ہے۔ حسن آرا۔ سیکڑون دفعہ۔ ہم تو ہمیشہ چاندنی رات مین چندا ماموں کھیلا کرتے ہین۔ محمودہ۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ چاند اتنی جلدی بھاگتا ہے۔ حسن آرا۔ اور کیا۔ محمودہ۔ بھلا جب بادل نہین ہوتا تب چاند اس طرح بھاگتا ہوا کیون نہین نظر آتا۔ اگر حقیقت مین چاند چلتا ہوتا تو کھلی راتون مین اُس کا چلنا اور بھی صاف دکھائی دیتا۔ حسن آرا۔ کچھ سبب سمجھ مین نہین آتا۔ محمودہ۔ مین بتادون کہ یہ بھی آنکھ کی ایک غلطی ہے ہوا بادل کو اُڑائے لیے چلی جاتی ہے اور بادل چل رہا ہے ہم کو ایسا نظر آتا ہے کہ گویا چاند بھاگ رہا ہے۔

زمین کے گول ہونے کی دلیل

حسن آرا۔ بھلا پھر ان باتون سے زمین کا گول ہونا ثابت ہوگیا۔ محمودہ۔ ابھی نہین ذرا صبر کرو ایک بات اور بتاؤ کہ جب تم قطب صاحب گئی تھین تو لاٹ تم کو کتنی دور سے نظر آنی شروع ہوئی تھی۔ حسن آرا۔ اجی پرانی دہلی کے باہر نکلو اور لاٹ نظر آنے لگتی ہے اور اگر درختون اور مکانون کی آڑ نہ ہو تو لاٹ اللہ اکبر اتنی اونچی ہے کہ شاید اُس کی چوٹی یہان سے بھی دکھائی دے تو کچھ اچنبھا نہین۔ محمودہ۔ صرف چوٹی۔ حسن آرا۔ اور کیا اب آپ چاہتی ہین کہ گھر بیٹھے ساری لاٹ دیکھ لون۔ محمودہ۔ نہ دیکھ لینے کا سبب حسن آرا۔ سبب یہی دوری اور کیا۔ محمودہ۔ دوری کی وجہ سے لاٹ بلا سے چھوٹی دکھائی دے مگر ساری دکھائی تو دے اس کا کیا سبب کہ پہلے

صرف چوٹی دکھائی دیتی ہے اُس کا نیچے کا دھڑ کہاں غائب ہو جاتا ہے۔
حسن آرا۔ کچھ کسی چیز درخت وغیرہ کی آڑ پڑتی ہوگی۔ محمودہ۔ آڑ تو پڑتی ہے۔
مگر درخت کی آڑ ہوتی تو درخت تو نظر آتا ہمیں بھی تو قطب صاحب چھ سات
مرتبے سے کم نہیں گئی ہمایون کے مقبرے سے آگے اچھا خاصہ کفدست
میدان پڑا ہے اور ناک کی سیدھ میں لاٹ کی جڑ میں سڑک لگی ہے اور
لاٹ پر کیا موقوف ہے یون سڑک پر دور کے بہت سے درخت صاف
سامنے نظر آتے ہین جنکے بیچ مین کچھ بھی آڑ نہین مگر پھر بھی پہلے وہی اوپر
کی ٹہنیان نظر آتی ہین اور جون جون پاس ہوتے جاؤ رفتہ رفتہ نگاہ نیچے
تک پہونچتی جاتی ہے یہان تک کہ سارا درخت چوٹی سے جڑ تک نظر آنے
لگتا ہے۔ حسن آرا محمودہ کا یہ اعتراض سُن کر بغلین جھانکنے لگی۔ محمودہ۔ اس کا
سبب مین عرض کرون۔ حسن آرا۔ فرمائیے۔ محمودہ۔ وہی زمین کی گولائی کی
آڑ۔ یہ کہکر محمودہ۔ نے حسن آرا کو پانی کے مٹکے کے پاس لیجا گولائی کا آڑ کرنا
اور لوگون کا زمین کے گرداگرد گھوم آنا بخوبی سمجھا دیا۔ حسن آرا۔ زمین کے
گول ہونے پر یہی ایک دلیل ہے۔ محمودہ۔ نہین اور بہت دلیلین ہین لیکن ابھی
آپ کو اُن کا سمجھنا مشکل ہے مگر جب آپ کی معلومات زیادہ ہو جائے گی
تو مین زمین کے گول ہونے کی سب دلیلین ضرور آپ سے بیان کرون گی
حسن آرا۔ اچھا اگر زمین گول ہی تو ہم لوگ اس پر سے پھسل کیون نہین پڑتے
محمودہ۔ گول تو ضرور ہے مگر ذرا اس کو بھی تو سمجھ لیجئے کہ گول چیز جس قدر
چھوٹی اُسی قدر اس مین گولائی زیادہ مثلاً رائی کا دانہ چنے کا دانہ بیر آڑو انڈا

آبخورہ ٹھلیا مٹکا گنبد گول تو سب ہین مگر چھوٹی چیز کی گولائی فوراً ظاہر
ہو جاتی ہے۔ بڑین سے ناخن برابر چھلکا بھی لو تو گول ہوگا اور بڑے
مٹکے مین سے آپ کے ایک بالشت کی برابر ٹھیکرا توڑ لیا جائے
تو سپاٹ ٹھیرا معلوم ہوگا بھلا ایک اچھا گول بیرانڈے پر رکھنا چاہو تو
لاکھ حکمت کرو ہاتھ ہٹا یا اور گرا لیکن مٹکے پر جس جگہ چاہو دس پندرہ
بیر رکھ دو جب مٹکے کا یہ حال ہے تو گنبد کا اُس سے زیادہ اور زمین تو
ان مٹکون اور گنبدون کے آگے خدا جانے کے کروڑ کے لاکھ دفعہ
بڑی ہے اور جب کشش زمین ہمکو تھام رہی ہے تو ہم گر کر جائین تو
کہان جائین۔ زمین کی بڑائی کی اٹکل کرا دینا آسان نہین ہے مگر یون
سمجھیے کہ یہ ہمارے گھر کی انگنائی آپ دیکھتی ہین کیسی لمبی چوڑی ہی حسن آرا
انگنائی ہے کہ شیطان کی آنت ہے کمبخت اس سرے سے اُس سرے
تک جاؤ تو ٹانگین ٹوٹ پڑین بھلا اتنا میدان کیون چھوڑ رکھا ہوگا
صحن کیا ہے جنگل معلوم ہوتا ہے۔ محمودہ بیچ مین بارہ دری بننے والی
ہے اُسی کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے بھلا خیر اس دالان سے ڈیوڑھی تک
کتنا فاصلہ ہوگا حسن آرا۔ مجھکو تو نہین معلوم محمودہ۔ اٹکل سے حسن آرا۔
کوئی بیس اور بیس اور بیس اسے ہے خدا جانے کے بیسی گز ہوگا۔
محمودہ۔ پورا پچاس گز ہے حسن آرا۔ پچاس کتنے ہوتے ہین۔ محمودہ بیس اور
بیس اور دس حسن آرا۔ اُفو بڑا لمبا صحن ہے۔ محمودہ۔ بھلا کتنے پھیرے آپ صحن کے
اس سرے سے اُس سرے تک کر سکتی ہین۔ حسن آرا۔ کتنے پھیرے اجی

ایک بھی ہو جائے تو بہت ہے۔ محمودہ۔ بس اتنا ہی زور ہے۔ حسن آرا۔ ہان میری ٹانگون مین تو اتنا ہی بوتا ہے کچھ خدا نہ کرے مین کہاری تھوڑی ہی ہون مین تو خاصی امیرزادی ہون اور امیرزادیان بس اپنے پانوٗن سے اتنا ہی چلا پھرا کرتی ہین جس دن استانی جی عین سامنے بیٹھی ہوتی ہین لحاظ کے مارے چبوترے کے پاس دداکی گود سے اتر پڑتی ہون مگر دالان تک پہونچتے پہونچتے دم ہی تو چڑھ جاتا ہے اور جو کبھی استانی جی سامنے نہین ہوتین یا نیچی آنکھین کیے ہوے کسی کو پڑھاتی ہوتی ہین تو مین دداکو بیچ دالان مین اپنی جگہ پر لا کر چھوڑتی ہون۔ محمودہ۔ اگر اپاہج ہونا بھی امیری کا مہر ہے تو شاباش آپ بڑا اچھا کام کرتی ہین مگر مین تو انشاء اللہ ایک دم سے سو پھیرے تو کر جاؤن اور نہ دم چڑھے اور نہ ٹانگین دکھین حسن آرا منھ سے یا ٹانگون سے۔ محمودہ۔ اجی انھین ٹانگون سے اور آپکو یقین ہو تو چلیے استانی جی سے پوچھوا دون۔

جسمانی ریاضت اور ایام غدر کی ایک حکایت مین اُسکے فائدون کا بیان

استانی جی کا تو بارھون مہینے کا معمول ہے کہ کوئی چار گھڑی رات رہے اٹھین تہجد کی نماز پڑھی اسمین کوئی دو گھڑی کا تڑکا ہو آیا اس وقت سے برابر اسی صحن مین ٹہلا کرتی ہین اور منزل پڑھتی جاتی ہین یہان تک کہ جھٹپٹا ہونے آیا نماز پڑھی معمولی وظیفہ کبھی پڑھ چکتی ہین کبھی پڑھتی ہوتی ہین کہ مین جاگتی ہون۔ پچھلی گرمیون مین ایک رات یون ہی میری آنکھ کھل گئی۔

دیکھا تو استانی جی ٹہل رہی ہین میرا جاگ اٹھنا جو انکو معلوم ہو گیا تو کہا محمودہ
اب سویرا ہے مت سوؤ طبیعت خراب ہو جاے گی آؤ دیکھو تو آخر شب
چاندنی مین کیا لطف ہے ستارے اس طرح ٹمٹما رہے ہین کہ گویا رات
بھر کے جاگے ہین اور اب صبح ہوتے اونگھتے ہین کیسی ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوا چل رہی ہے کہ طبیعت باغ باغ ہوئی جاتی ہے پھول جو کھلے ہین تو
بھینی بھینی خوشبو آ رہی ہے جانور میٹھی میٹھی آوازون مین خدا کی حمد گا رہے
ہین نور ظہور کی گھڑی اور برکت کا وقت ہے پورب کی طرف آنکھ اٹھا کر
دیکھو کہ صبح کا نور کیسا دل کو لبھاتا ہے مین جھٹ پٹ اُٹھ کھڑی ہوئی اور
ہاتھ منھ دھو استانی جی کے ساتھ ٹہلنے لگی مین نے اُس دن خوب دھیان
لگا کر گنا تھا تو کوئی اسی یا تم یون سمجھو کہ چار بیسی پھیرے انگنائی مین میرے
ہو گئے تھے مین نے اُستانی جی سے پوچھا کہ آپ اس قدر سویرے
اُٹھکر کیون ٹہلا کرتی ہین تو یہ فرمایا کہ دن رات مین اس سے بہتر فرحت کا
کوئی وقت نہین اور ٹہلنے سے میرا اصلی مطلب یہ ہے کہ انسان کو حفظ
صحت کے لیے تھوڑی بہت بدنی محنت اور جسمانی ریاضت بھی چاہیے
تم دیکھتی ہو کہ خدا کے فضل سے مین کمتر بیمار پڑتی ہون اسکا ظاہری سامان
مین تو یہی سمجھتی ہون کہ ہر روز صبح کو اتنا ٹہل لیتی ہون کہ خاصی طرح بدن مین عرق
آجاتا ہے اور ایک مرتبہ اس عادت کا ایک خاص فائدہ بھی مین دیکھ چکی ہون
غدر مین جب سارا شہر بھاگ نکلا تھا ہم لوگ اس امید پر پڑے رہ گئے تھے
کہ ابا جان جس رئیس کے نوکر ہین وہ سرکار کا بڑا خیر خواہ تھا خود اُس کے اپنے

بیٹے پوتے سرکاری فوج کے ساتھ لڑائی پر تھے رئیس کی معرفت ابا جان
نے سرکار سے یہ اقرار کرالیا تھا کہ جب دہلی فتح ہو تو سرکاری فوج کا کوئی
آدمی ہم لوگون کو نہ ستائے جب شہر مین بھاگڑ مچی محلے والون نے بہتیرا
ہم لوگون سے کہا کہ شہر مین رہ کر کیون مفت مین جان گنواتے ہو مگر ہم لوگ
اس وعدے کے آسرے پر گھر سے نہ نکلے لوگون سے تو ڈر کے مارے
یہ حال ظاہر نہین کیا مگر جی ہی جی مین دعائین مانگ رہے تھے کہ کس دن
دہلی فتح ہو اور ہم لوگ آرام سے بیٹھین خدا کا کرنا جسدن دہلی پر پہلا دھاوا ہوا
اے ہے خدا دشمن کو بھی وہ دن نہ دکھائے ایک قیامت برپا تھی دن بھر
گولیون کا مینھ برستا رہا اور گولے خدا کی پناہ کان بہرے ہو ہو جاتے تھے
زمین دہل دہل پڑتی تھی شام ہونے آئی تو نہر کے پرلے پار تک انگریز آگئے
تھے اور عین ہماری اس دیوار کے نیچے گلی کے نکڑ پر موئے تلنگون نے توپ
لگا رکھی تھی کس کو امید تھی کہ زندون کو صبح ہو گی جان سے ہاتھ دھو کر تہخانون
مین چپ بیٹھے اللہ اللہ کر رہے تھے کس کا کھانا اور کس کا پکانا ایک ایک کا منھ
تکتا تھا کوئی پہر رات گئے کسی مردوے کی آواز آئی ابا جان کا نام لے لے کر
پکارتا تھا ڈر کے مارے جواب کون دے آخر مین نے بھائی جان سے کہا خدا
کے لیے انگنائی مین نکل کر خبر تو لو کون وقت ہوا یہ آدمی برابر چلا رہا ہے شاید
سرکاری فوج کا کوئی آدمی ہو اور ہماری حفاظت کے لیے آیا ہو غرض بھائی جان
باہر نکلے اور کوٹھے پر چڑھ کر آواز کی آہٹ لی اُس وقت لڑائی بھی بند تھی
وہ مردوا سڑک مین تھا بھائی جان نے اُس کو کوٹھے کے نیچے بلا لیا اور حال

پوچھا اُس نے کہا کہ مجھکو کپتان صاحب نے بھیجا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہمنے ہرچند
چاہا کہ آپکے مکان کی حفاظت ہو مگر کوئی تدبیر نہین بن پڑتی باغیون نے شہر
خالی نہین کیا نہر کے ادھر وہ لوگ ہین اور نہر تک ہماری عملداری ہے
رات کے دو بجے ہم لوگ باغیون پر حملہ کرین گے آپ کا مکان عین زد مین
ہے حملے کے وقت سے پہلے پہلے تم لوگ اپنی جانین لیکر نکل جاؤ جب سلطنت
بیٹھے گی دیکھا جائے گا۔ اس خبر کے سنتے ہی سب کو سناٹا ہو گیا کسی نے
کہا جہان پڑے ہو پڑے رہو آخر ایک دن بھی مرنا دو دن بھی مرنا بیفائدہ عورتون کو
بازار مین لیے لیے پھرنا کیا حاصل ایک آدھ احمق یہ بھی کہنے لگے کہ آؤ عورتونپر
ہم ہی ہاتھ صاف کرین پھر جیسا ہوگا دیکھا جائے گا۔
غرض جتنے منہ اتنی باتین اس گفت وشنود مین آدھی رات گذری بھائی جان
نے دیکھا کہ وقت نکلا جاتا ہے اور لڑائی شروع ہونے مین کچھ دیر نہین تب
تو وہ ذرا کڑے ہو کر بولے کہ یہ سب کہنے کی باتین ہین اور نرے نامردی کے
خیالات ہین جان کا بچانا فرض ہے جہان تک ہو سکے بھاگنا چاہیے اور
یون قضا کا تو کچھ علاج نہین یہ کہکر مجھ سے کہا اُٹھ لڑکی تو تو چل یہ لوگ
جانین اور انکا کام جانے مین پہلے ہی سے بھاگنا بھاگنا کر رہی تھی چلنے
کا نام سنتے ہی مین نے اپنا تمام زیور اپنے ہاتھون نکال انگنائی مین
پھینکا اور دالان کی چاندنی مین سے دو پاٹ پھاڑ دوپٹہ بنا یا اور کہا کہ
لو صاحب مین تو یہ چلی میرا چلنا تھا کہ سارا کنبا پیچھے ہو لیا اُس رات تم ہوتین
تو ان کمبخت عورتون کی سیر دیکھتین ایک صاحب ہین کہ تمام دھن دولت تو گھر

چھوڑا پان کھانے کی پٹاری لادے لیے چلی جاتی ہین کسی کی جوتی پانون مین سے نکل نکل پڑتی تھی کسی کا ازار بند پانون مین اُلجھتا ہے اس دن جس کے جتنے بڑے پائینچے تھے اُسی کو چلنے کی بڑی مصیبت تھی بھائی جان اسوقت بھی چھیڑتے تھے کہ کمبختو اور مین سکھ کے تھان کے دو پاجامے بناؤ لاہور کے ریشمی ازار بندون مین پٹیان لگا کر اور بڑا کرو ہنسی کی ہنسی مصیبت کی مصیبت ان بیچاریون کو بازارون مین چلنے کا کاہے کو اتفاق ہوا تھا گو رات تھی اور یون بھی راستہ نہین چلتا تھا مگر من من بھر کے پانون تھے دو قدم چلین اور گرین خدا خدا کرکے صبح ہوتے ہوتے کاغذی محلّے تک پہونچے یہان کیا ٹھکانا تھا انگریز کہتے تھے کہ قلعہ لین تو آج لے لین جون ہی پن چکیون کے برابر آئے دیکھا کہ سیکڑون ہزارون گورے اور سکھ قطار باندھے چلے آتے ہین دیکھنے کے ساتھ دم ہی تو فنا ہو گیا مٹھائی کے پل کی طرف پھر بھاگے بیچاری عورتون کا بُرا حال تھا ایک بیوی تو سڑک پر لیٹ گئین کہ مجھ سے تو آگے نہین چلا جاتا خدا کے لیے مجھکو یہین رہنے دو تھوڑی دور مین نے انکو چڑھی چڑھایا اتنے مین دو تین اور گرین اب کس کو کون کندھے چڑھائے اپنی ہی جان بھاری تھی بھائی جان نے کہا کہ لوگو خدا کے لیے دل مضبوط کرکے ذرا پھول کی منڈی تک تو چلو وہان ممکن ہو گا تو کچھ سواری کا بندوبست کیا جائے گا بہزار دقت کوئی پہر دن چڑھے تک پھول کی منڈی پہونچے سواری یہان کیا رکھی تھی باہر سے گدھون پر اناج آیا تھا گدھے والا اپنے گدھے

باہر لیے جاتا تھا بھائی جان نے اس سے پوچھا کہان کے گدھے ہین اُسنے کہا سلطان جی کے بھائی جان نے اُس سے بہت گڑگڑا کر کہا بھائی میان ذرا شہر کے دروازے تک ان باغیون کو بٹھا لو اور جو کہو سو دین۔ گدھے والا اجی میان جی کیسا کرایہ دیکھتے ہو انگریز قلعہ مین ہو پہنچ گئے ہین کمبختی کا مارا رات کو نہ جا سکا اب دیکھیے کیسے بچتا ہون گدھے لو اور جس قدر جا ہو لدلو اور ہانک لاؤ مجھکو دروازے کے باہر گدھے حوالے کر دینا غرضکہ چار گدھے بھائی جان نے روک لیے اور کہا کہ لو صاحب جو تھک گیا ہو اسپر بیٹھ لے اور دیر کرنا غضب ہے پہلے تو گدھے کی سواری کا نام سنکر سب نے تامل کیا مگر کرتین کیا مجبور گدھون پر سوار ہونا پڑا مجھ سے بھی بھائی جان نے کہا لڑکی تو بہت تھک گئی ہے بیٹھ لے مصیبت کو کیا کرین مین نے کہا مین ابھی مطلق نہین تھکی اور ایسے ایسے دس حصے پا پیادہ اور چل سکتی ہون۔ بھائی جان۔ آخر چڑھنا پڑے گا تم جانتی ہو کہ شاید شہر مین چلکر ٹھہرینگے ہرگز نہین عرب کی سرا سے ادھر کہین ٹھکانا نہین۔ مین نے کہا انشاء اللہ مین سرا تک بخوبی چلی جاؤن گی غرض خدا نے مجھکو تو اس فضیحت سے بچالیا اور وہ بیان چڑھی ہی چڑھین آجتک اُنکی ہنسی ہوتی ہے اور مین خدا کے فضل سے اُسی جہل قدمی کی بدولت برابر چلی گئی نہ تھکی نہ ماندی ہوئی۔ حسن آرا۔ اجی غدر بھی ایک آفت ناگہانی تھی سو بیت گئی کہین خدانخواستہ ہر روز غدر ہو رہا ہے کہ کمبخت عورتین اُسکے واسطے دوڑنے کی عادت اور بھاگنے کی مہارت کرین۔ محمودہ۔ بات مین بات مین نے بیان کی میرا بھی یہ مطلب نہین کہ عورتین گھرون مین گھوڑ دوڑ کیا کرین مگر اتنی آلکسی

بھی ٹھیک نہین کہ ڈیوڑھی تک جائین تو ہانپنے لگین کوٹھے پر چڑھین تو سانس پیٹ مین نہ سمائے اُٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے مین توپھرتی رکھنی چاہیئے۔ حسن آرا۔ خیر اب وہ زمین کا گول ہونا ثابت کیجئے کیا آپ اُس بات کو ٹالنا چاہتی ہین۔ محمودہ۔ ہان تو یہ انگنائی پچاس گز لمبی ہے اس سرے سے اُس سرے تک پینتیس یعنے پانچ کم دو بیسی پھیرے کرو تو ایک میل ہوا اور دو میل کا ایک کوس ہوتا ہے۔ حسن آرا۔ افو اتنا بڑا میل اور اتنا بڑا کوس ہوتا ہے۔ محمودہ اب قطب صاحب کی لاٹ کو فرمایئے کہ کے ہزار کوس لنبی ہے۔ حسن آرا مین تو جانتی ہون کہ اس حساب سے پوری میل بھر بھی لنبی نہ ہوگی۔ محمودہ بیشک میل کیسا میل کا دسوان حصہ بھی نہین۔

زمین کی جسامت اور ہیأت اور تقسیم

اور زمین بتاؤن میلون کے حساب کتنی بڑی ہے چوبیس ہزار میل اس کا دور ہے مَردون مین بارہ کوس کی منزل مقرر ہے یعنے مرد لوگ جو سفر کرتے ہین تو بارہ کوس روز چلے جاتے ہین اور واقع مین آرام کیساتھ سفر کیا جائے تو بارہ کوس دن بھر کے چلنے کو بہت ہے اس حساب سے اگر کوئی آدمی ناک کی سیدھ چلنا شروع کرے تو پانچ برس مین جہان سے چلا تھا وہین آکر کھڑا ہوگا اور اس کا صرف ایک پھیرا پورا ہوگا۔ حسن آرا۔ اللہ اکبر اب جو مین خیال کرتی ہون تو زمین بہت ہی بڑی ہے بھلا تم نے کیونکر جانا کہ چوبیس ہزار میل کا دور ہے۔ محمودہ۔ کتابون سے جانا ہمت والے لوگون نے محنت اٹھا کر برسون سفر کیا اور تمام دور ناپ ڈالا خشکی کی راہ تو سیدھا چلنا

مشکل ہے کہین بڑے بڑے دو دو تین تین کوس کے اونچے مہینون کی چڑھائی کے دشوارگزار پہاڑ ہین کہین سیکڑون کوس کے جنگل ہین جن مین نہ کہین ٹھہرنے کا ٹھکانا ہے نہ پانی کا آسرا نہ راہ نہ سڑک مگر سمندر سمندر جہازون پر لوگون نے سفر کیا ہے اور قطب نما کے سہارے سے سیدھے لگاے چلے گئے اور آخر کو وہین آموجود ہوے جہان سے چلے تھے کیا اب بھی زمین کے گول ہونے مین کچھ شک وشبہہ ہے۔ حسن آرا۔ دو دو تین تین کوس اونچے مہینون کی چڑھائی کے پہاڑ ہین تو زمین گول کہان رہی۔ محمودہ۔ ہان زمین ایسی گول نہین ہے جیسی ڈھلی ہوئی گولی ہوتی ہے ٹھیک نارنگی کی طرح گول ہے اتر دکھن دونون سرے پچکے ہوئے اور جیسے نارنگی کے چھلکے پر پھنسیان پھنسیان اُبھری ہوتی ہین اسی طرح زمین پر یہ پہاڑ ہین جو شخص پہاڑون کو دیکھ کر زمین کے گول ہونے مین شک کرے اُسکو زمین کی بڑائی کا ٹھیک تصور نہین ایک مٹکے پر ایک رائی کا دانہ رکھدو تو اُسکی گولائی مین کیا فرق آجائے گا۔ حسن آرا۔ زمین کو تو مین بھی پہلے سے بڑی جانتی تھی مگر ٹھیک اندازہ معلوم نہ تھا۔ محمودہ۔ تم تو خاک بھی بڑی نہین جانتی تھین ایک میرٹھ اور پانی پت آپ کیا گئین کہ آپ نے سمجھا تمام روے زمین کی سیر کرلی۔ حسن آرا۔ زمین اتنی بڑی ہے تو ہزارون لاکھون شہر اس پر بسے ہونگے۔ محمودہ۔ بیشک مگر اس سے یہ مت سمجھو کہ تمام روے زمین پر آبادی ہے تین حصے مین تو سمندر ہے ایک حصہ جو کھلا ہے اُسی مین کل نوے کروڑ آدمی بھی جابجا بسے ہین اور جنگل پہاڑ دریا بھی ہین۔

تمدن کی وجہ

حسن آرا۔ سب لوگ ملکر ایک جگہ کیون نہین رہتے ایک بڑا شہر بسالیں اور سب اُسی مین رہین تو بڑا مزہ ہو۔ محمودہ۔ مزہ کیا خاک ہو سب بھوکے مرنے لگین حسن آرا۔ کیون۔ محمودہ۔ کھانے کا اناج میدان مین پیدا ہوتا ہے اس سبب سے لوگ دنیا مین الگ الگ بسے ہین ہر ایک بستی کے آس پاس کچھ میدان جوتنے اور بونے اور اناج پیدا کرنے کیواسطے لگا رکھنے ہین سب ایک جگہ بسین تو ہزارون کوس کا لمبا چوڑا شہر ہو جائے جوتنے بونے کہان جائین مگر آدمی زندگی کی ضروریات اکیلا بہم نہین پہونچا سکتا اسواسطے ہمیشہ تھوڑے تھوڑے بہت بہت آدمی ملکر رہتے ہین جہان تھوڑے آدمی بسے ہون وہ گانون ہے اُس سے بڑھکر قصبہ اُس سے بڑھکر شہر اُس سے بڑھکر ملک اور ولایت بعضے گانون صرف چار چار پانچ پانچ گھر کے بھی ہوتے ہین اور بڑے شہرون مین تو لاکھون آدمی ہوتے ہین حسن آرا۔ جہان صرف چار چار پانچ پانچ گھر ہین وہ لوگ کیونکر گذر کرتے ہونگے۔ محمودہ۔ ہم سب سے بہتر طور پر گذر کرتے ہین حسن آرا۔ کیا خاک گذر کرتے ہونگے نہ حلوائی نہ عطار نہ گندھی نہ منھیار نہ بزاز نہ کوئی نہ کوئی۔ محمودہ۔ یہ چیزین امیرانہ زندگی کے لایعنے تکلفات اور شیخی اور نمود اور ڈینگ کے بیہودہ سامان ہین انکو داخل ضروریات زندگی کون کہتا ہے خوب غور کر دیکھا پیٹ بھر لینے کو دال دلیا کچھ غذا چاہیے اور تن بدن ڈھک لینے کو موٹا جھوٹا کپڑا بس اتنا تو ضرور ہے اور اسکے علاوہ سب

انسان کی خود بینی اور تن پروری اور آرام طلبی کے ڈھکوسلے ہین سو جو چیزین حقیقت مین ضرور ہین گانون والے اپنے ہاتھون پیدا کر لیتے ہین کھانے کا غلہ اور میوے اور ترکاریان روئی تمباکو کسم نیل سبھی کچھ تو کھیتون مین ہوتا ہے بلکہ کھانے پینے کی چیزین جیسی عمدہ اور صاف گانون والون کو میسر آتی ہین ہم شہر والے خواب مین بھی نہین دیکھتے۔ حسن آرا۔ بھلا اگر گانون مین آدمی بیمار پڑے تو دوا کہان سے لے علاج کس سے کرائے۔ محمودہ۔ گانون والے خدا کے فضل سے دوا اور علاج کے محتاج ہی نہین ہوتے حسن آرا۔ اسکا سبب محمودہ۔ سبب صفائی آب وہوا کی عمدگی اور روز کی محنت

آب وہوائے شہر و دیہات کا مقابلہ

حسن آرا۔ آب وہوا تو ساری دنیا مین ایک ہی ہوگی۔ محمودہ۔ ایک تو ہے مگر جہان آدمی بکثرت رہتے ہین وہان غلاظت بہت جمع ہوتی ہے اور عفونت کی وجہ سے آب وہوا بگڑ جاتی ہے آئے دن وبا آتی رہتی ہے اور وبا نہین بھی ہوتی تو بھی شہر کے لوگ اکثر بیمار رہتے ہین حسن آرا۔ گانون والے بیمار نہین ہوتے تو مرتے کیونکر ہین محمودہ۔ مرنا اور بات ہے گانون والے زندگی کا لطف تو پاتے ہین نہ شہر والون کی طرح دائم المرض اور یون کبھی کبھار دکھ درد ہوتا ہے تو گانون والے سہج سا علاج بھی کیون نہین کرتے۔ جنگل کی بوٹی درختون کی چھال اور پتے گھسے رگڑے پی گئے اچھے ہو گئے۔ یہ نہین کہ مہینون منضجین پیا کرین مہینون مار اجبین مین پڑے گھلتے رہین لاکھہ دوا کی یک دوا تو تازی ہوا ہے جو شہر والون کو عمر بھر نصیب نہین ہوتی۔

اور گانوٗن والون کو ہر وقت میسر ہے۔ حسن آرا۔ سب کچھ تو ہے مگر گانوٗن مین
جی کیسا گھبراتا ہوگا نہ محلہ نہ ہمسایہ کس سے بات کیجے کس کے پاس جایئے۔
محمودہ۔ شہر مین روز کے روز کون کس کے پاس جاتا ہے جس طرح شہر والے
گھر کے کام کاج مین لگے رہتے ہین گانوٗن والون کو کھیتی باڑی اور مویشیون
کی خبرگیری کا مشغلہ کیا کم ہے اس سے فرصت ہوئی تو وہ لوگ بھی گھر دن
مین کام کرتے اور آپس مین جی بہلاتے ہین۔ حسن آرا۔ یہ گانوٗن والے نرے
اجڈ اور اکھڑ اور بے سلیقہ کیون ہوتے ہین۔ محمودہ۔ بوا خیرالنسا دیکھو حسن آرا بیگم
گانوٗن والون کو اجڈ اور اکھڑ اور بے سلیقہ کہتی ہین تم بھی باہر والی ہو جواب
دو۔ خیرالنسا۔ بیگم صاحب کو گانوٗن والون کا حال معلوم نہین سنے سنائے
بڑا کہا انھین اس کا جواب کیا دون۔ حسن آرا۔ خیرالنسا تم کہان کی رہنے
والی ہو۔ خیرالنسا۔ مرادآباد کے ضلع مین شریف پور نام ایک گانوٗن ہے
وہین میرا غریب خانہ ہے۔ حسن آرا۔ شہر مین کب سے ہو۔ خیرالنسا۔ کوئی ڈیڑھ
برس سے۔ حسن آرا۔ تمھارے گھر مین کام کیا ہوتا ہے۔ خیرالنسا۔ کوٹنا
پیسنا پکانا ریندھنا کاتنا سینا پرونا گھر کی جھاڑو بہارو بال بچون کا نہلانا
دھلانا۔ حسن آرا۔ میرا یہ مطلب نہین ہے مین پوچھتی ہون کہ تمھارے گھر کے
مرد کیا کرتے ہین۔ خیرالنسا۔ جو لڑکے ہین پڑھتے ہین جو جوان ہین کمائی
کرتے ہین جو بڈھے ہین گھر کے لڑکے لڑکیون کو پڑھاتے ہین اور نماز روزے
مین مصروف رہتے ہین۔ حسن آرا۔ اے سبے مین پوچھتی ہون تمھارے گھر
ہوتا کیا ہے۔ خیرالنسا۔ دن کو دن رات کو رات۔ حسن آرا۔ تیھر پڑین ایسی موٹی سمجھ پہ

کوئی جواب معقول نہین خیر النسا۔ آگ لگے ایسی بھونڈی تقریر کو کوئی بات ٹھکانے
کی نہین حسن آرا۔ نگوڑی گنواری شامت کی ماری کوئی تیری کمبختی آئی ہے
بے تمیز زبان سنبھالکر نہین بولتی ابھی مارتے مارتے کچلا کرڈالونگی خیر النسا
چل چل شہری بے بہری امیر بیگم ہوگی تو اپنے واسطے ہم کیا خدا نہ کرے
کسی کی لونڈ باندی ہین ایک کہے گی تو دس سُنے گی اور مارے گی تو
مار کھائے گی بھی تو صاحب مجھ کو بھی شہر کی لڑکی بنایا ہے کہ دھمکاے گی
حسن آرا نے عمر بھر کبھی جواب پایا نہ تھا خیر النسا کی بات سنتے ہی بے اختیار
ہوگئی مارنا اور کچلا کرنا تو نری دھمکی ہی دھمکی تھی مگر سیدی اُٹھ استانی جی سے
جا فریاد کی اور رونے لگی۔ اتنا روئی کہ گھگی بندھ گئی جب تک روتی رہی
استانی جی چپ بیٹھی رہین اور اگر کہین دلجوئی کی ایک بات بھی اُنکے منھ سے
نکلتی تو حسن آرا بندی شام تک بھی نہ سنبھلتی آخر کو سسکیان لے لے خود بخود
تھم گئی۔ اس درمیان مین محمودہ چند بار آئی اور قصداً حسن آرا کے پاس ہو کر نکلی
مگر حسن آرا نے منھ پھیر پھیر لیا یہ دیکھکر محمودہ کو جرأت نہوئی کہ حسن آرا سے بات
کرے ورنہ وہ رفع ملال کر بھی دیتی اب شام قریب تھی استانی جی نے کہا
لڑکیو وہ مسیح الملک کی کہانی کن مدتون کی ناتمام پڑی ہی آج اُسی کو ختم کر لیتین
کس کی باری ہے۔ محمودہ۔ خیر النسا کی باری ہے۔ استانی جی۔ کیون بُوا
حسن آرا خیر النسا کہانی کہین تم سنو گی۔ حسن آرا آنکھین نیچی کر کے مُسکرانے لگی
اور بولی کیون سننے کو کیا ہوا ہی نہ کہ مین بیچ مین نہ بولون گی۔ محمودہ۔
کیون نہ بولو گی۔ جب بیچ بیچ مین بات ہی نہ ہوئی تو کہانی کیا وہ تو خاصہ

سبق ہو گیا مزہ کیا خاک ملا شوق سے بولو بات کرو۔حسن آرا۔ واہ آپ بھی بڑی حضرت ہین اب پھر لڑائی دیکھنے کو جی چاہا ہو گا۔ محمودہ ایسی بھی کوئی کمبخت ہو گی جسکو دو آدمیون کی لڑائی مین مزہ ملتا ہو گا آدمی تو آدمی جانورون کو لڑانا بھی بڑا گناہ لکھا ہے۔حسن آرا۔ آپا کیون لڑتی ہو تھین نے تو خیر النسا کو مجھسے بھڑایا۔محمودہ۔ مین نے بھڑایا یا گفتگو کی تقریب کی آپ شروع سے دیہاتیون کی مذمت پر ادتارو تھین لمحہ دو لمحہ بھی ضبط نہ ہو سکا لڑ پڑین حسن آرا۔ مین لڑی۔محمودہ۔ آپ تو منصف مزاج ہین آپ ہی فرمایئے سخت کلامی پہلے کس نے شروع کی۔حسن آرا۔ جو جیسا ہوتا ہی کہنے مین آتا ہی۔ دیہاتیون کو کیا مین اکیلی اُجڈ اور اکھڑ اور بدسلیقہ کہتی ہون شہر بھر کہتا ہے خیر النسا کس کس کا منھ بند کرتی پھرینگی۔خیر النسا۔ آپ اپنی تعریف کرنے سے کوئی اچھا نہین بن جاتا اور کسی کے بُرا کہنے سے کوئی بُرا نہین ہوا جاتا شہر والے دیہاتیون کو اُجڈ اور اکھڑ اور بے سلیقہ کہتے ہین دیہات والے شہریون کو احدی نکمے کم محنت پست ہمت ظاہر پرست جانتے ہین۔ اُستانی جی۔ جب تم دونون اس امر مین بحث کرتی تھین تو اسکے یہ معنی تھے کہ شہریون اور دیہاتیون کی لڑائی کا فیصلہ کرتی تھین اب دوسرے دن کی لڑائی کا فیصلہ کرتے کرتے آپس مین کیون لڑنے لگین۔خیر النسا جناب بیگم صاحب نے پہلے چھوٹتے ہی دیہاتیون کو اُجڈ اکھڑ بے سلیقہ کہا مجھکو بُرا تو بہت لگا مگر مین چپ ہو رہی اور۔ استانی جی۔ حسن آرا بیگم نے تمکو اُجڈ اکھڑ بے سلیقہ نہین کہا ان کا یہ مطلب تھا کہ شہر والے دیہاتیون کو ایسا سمجھتے ہین خیر النسا

کیا ہوا پھر بھی ایسے کریہ الفاظ بیگم صاحب کو زیبا نہ تھے اور مین اسبات پر تو کچھ بولی بھی نہین استانی جی۔ کیا اس سے زیادہ کوئی اور سخت بات حسن آرا بیگم نے خاص تمکو کہی تھی انکی ایسی عادت تو معلوم نہین ہوتی۔ خیر النسا۔ خیر اب اس کا اعادہ آپ کے روبرو کرتے مجھکو شرم آتی ہے میرا ہی قصور تھا آخر مین بے تمیز گنواری ہی تو ہون ادب اور سلیقہ آئے تو کہان سے آئے اس مین شک نہین کہ جواب مین نے بھی سخت دیا پیچھے میرا دل بہت کڑھا۔ استانی جی۔ اگر تمھارا قصور تھا تو تم نے معذرت کیون نہ کی۔ خیر النسا۔ مین سو مرتبہ معذرت کرنے کو موجود ہون ہاتھ جوڑنے اور پانؤن پڑنے مین بھی مجھکو عذر نہین مگر ذرا اتنا بیگم صاحب کو بھی سمجھا دیجیے کہ بات بات مین لڑکیون سے نہ الجھا کرین انکی شان کو یہ بات ہرگز زیبا نہین حسن آرا۔ تم یہ چاہو کہ مین سب کے برابر ہو کر رہون تو یہ بات نہ مجھسے ہوئی اور نہ ہو گی تم لوگونکو بھی تو کچھ خیال کرنا چاہیئے کہ مین امیر زادی ہون اور مجھکو خدا نے بڑا کیا ہے۔ استانی جی۔ یہ بات تمھاری غیر واجب ہے مکتب کی لڑکیان کچھ تمھاری لونڈیان ہین نوکر ہین۔ یا تم اپنی دولت انکو بانٹ دیتی ہو۔ حسن آرا۔ نوکر نہ سہی غریب تو ہین۔ استانی جی غریب ہین تو ہونے دو تمھاری دولت کی تو کچھ پروا نہین۔ حسن آرا ہم کب ان کی پروا کرتے ہین۔ استانی جی۔ چلو نہ تم کو ان کی پروا نہ انکو تمھاری برابر سرابر۔ حسن آرا۔ کیا ہوا پھر بھی ان کو میری تعظیم کرنی لازم ہے استانی جی۔ بے ضرورت بے غرض کیون لازم ہی اور نہ کرین تو انکا کیا نقصان حسن آرا۔ اسے ہے لازم نہین مناسب ہے اور نقصان آپس کا رنج۔ استانی جی۔

اس اعتبار سے تم پر بھی لازم ہے حسن آرا۔ کیا استانی جی انکی تعظیم حسن آرا کھکھلا کر ہنس پڑی اور اس کے ساتھ سب ہنسے۔ استانی جی سُنو بُوا حسن آرا بیگم ہم عمری مین تعظیم تکریم کا کیا مذکور تم سب کو آپس مین محبت رکھنی چاہیئے اور ہر ایک لڑکی کو اس کا اہتمام رہے کہ آپس مین بگاڑ کی کوئی بات نہو۔ حسن آرا کیا خدا نکرے مجھ سے خیر النسا سے کچھ بگاڑ ہے بہنین بہنین آپس مین لڑین کہ نے جانا پیر پڑے یہ کہکر حسن آرا خیر النسا کے گلے سے جا لپٹی۔

اہل شہر اور دیہاتیون کا محاکمہ جسمین دونون کی طرز زندگی کا مذکور ہے اور ہر ایک کو اُسکے عیب پر متنبہ کر دیا ہے اور گفتگو اور وضع اور حالت اور ذات اور ہنر پر بحث کرکے نصیحت کی بہت باتین نکالی ہین

استانی جی۔ بھلا تم لوگون مین تکرار کس بات پر ہوئی تھی حسن آرا۔ بات تو اتنی ہی تھی کہ مین نے خیر النسا سے پوچھا تمھارے گھر ہوا کیا کرتا ہو یہ بولین صاب لگین عورتون کے کام گنوانے مین نے دوبارہ کرجو پوچھا تو مردون کا قصہ نکال بیٹھین تیسری بار پوچھا (کرتی کیا) تو ذرا آپ بھی دیکھیے کہتی کیا ہین دن کو دن اور رات کو رات۔ استانی جی سنکر مسکرانے لگین اور کہا سُنو بُوا خاصہ جواب ترکی بہ ترکی دیا تم کو یون پوچھنا تھا کہ وجہ معاش کیا ہے یا تمھارے بھائی کیا پیشہ کرتے ہین۔ خیر النسا۔ اُنکا مطلب مین سمجھ گئی تھی مگر انکو اپنی گفتگو پر بڑا ناز ہے انکے قائل کرنے کو مین بھی بات پر اڑ بیٹھی تھی حسن آرا خیر اب فرمایئے کہ آپ کی وجہ معاش کیا ہی۔ خیر النسا۔ زمینداری اور کھیتی اور غدر کے بعد

کہنے کے دو چار آدمی نوکری بھی کرنے لگے حسن آرا۔ بھلا سچ کہنا تمکو شہر میں رہنا بھلا معلوم ہوتا ہی یا گانؤن مین۔ خیر النسا۔ سچ تو یہ ہے کہ شہر مین میرا جی خوب نہین لگتا اگر اس مکتب کا سہارا نہوتا تو مجھ سے شہر مین ایک دن بھی نہ ٹھہرا جاتا حسن آرا۔ آخر تمکو شہر مین تکلیف کس بات کی ہے کیا کھیلنے اور بات کرنے کو محلے مین لڑکیاں نہین۔ خیر النسا۔ لڑکیاں تو اتنی ہین کہ شاید شہر بھر مین اتنی لڑکیاں نہونگی جتنی اکیلی شاہ تارا کی گلی مین ہین صبح سے شام تک ایک تانتا لگا رہتا ہے یہ آئی وہ آئی۔ حسن آرا۔ پھر تو گھبرانے کی کوئی وجہ نہین۔ خیر النسا۔ ان لڑکیون سے میری طبیعت میل نہین کھاتی شہر کے لوگون مین ظاہر داری اور منھ دیکھے کی محبت بہت ہے مگر کام پڑے پر طوطے کی طرح آنکھین بدل ہی تو جاتی ہین گویا کبھی کی جان پہچان نہ تھی بادشاہ بیگم کو تو تم بھی خوب جانتی ہوگی ہمارے مکان سے انکا مکان ملا ہے وزیر بیگم اونکی چھوٹی بیٹی نے مجھ سے ایسا پیار اخلاص بڑھایا کہ رات دن مین ایک دم کو الگ نہوتین خانم کے بازار مین داروغہ مصاحب السلطان کے گھر شادی تھی ہم لوگون کا بھی بُلاوا آیا اور بادشاہ بیگم تو داروغہ جی کی سگی پھوپھی کی بیٹی بہن ہین انکا تو گھر بھر ہفتون پہلے سے مہمان تھا وزیر بیگم جب جانے لگین تو زبردستی مجھکو ساتھ لیے جاتی تھین پالکی پر سوار ہوتے ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے ساتھ چلو مگر بڑی مشکل سے مین نے اُنکو سمجھایا کہ ہم لوگون سے اور داروغہ جی سے دور کا واسطہ ہے بن بُلائے جانا مناسب نہین جب شادی کے تین دن رہے تو مین بھی گئی وزیر بیگم اپنی سہیلیون کو لیے بیٹھی تھین مجھے اترتے اُنھون نے دیکھا بھی مگر

جگہ سے ہلی تک نہین مین نے سمجھا کہ کھیل مین دھیان ہے نہ خیال کیا ہوگا اُترتے
کے ساتھ مین گھروالون کے پاس تک بھی نہین گئی سیدھی وزیر بیگم کی طرف
چلی گھڑیون پاس کھڑی رہی اُس خدا کی بندی نے آنکھ اُٹھا کر بھی تو نہ دیکھا اپنا سا
منہ لیکر مین سامنے کے دالان مین جہان ہمارے ساتھ کے لوگ ٹھہرے تھے
جا بیٹھی چھوٹی آپا نے مجھکو چھیڑا بھی کہ اترتے کے ساتھ تیر کی طرح گئی تو تھین لے
پھٹے منہ اُس نے بات بھی نہ پوچھی یہ سُنکر اس قدر مجھکو شرمندگی ہوئی کہ پسینے پسینے
ہوگئی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ یہ وہی وزیر بیگم ہین کیا انکو ہو گیا ہے تھوڑی دیر بعد
مجھکو پیاس سی معلوم ہوئی شہ نشین مین ایک کوری صراحی رکھی تھی مین نے جانا کہ گھروالون
نے مہمانون کے واسطے رکھوا دی ہے مین نے جلدی سے اُٹھ اُس مین سے پانی
پی لیا تو وزیر بیگم لال بھبوکا ہو کیا کہتی ہین کیون تو نے ہمارے پینے کی صراحی سے
بے پوچھے پانی پیا یہ کہکر صراحی کو فرش پر ٹپک دیا تمام مہمان دیکھنے لگے اور
بھرے مجمع مین مجھکو فضیحت کیا۔ اُستانی جی۔ وزیر بیگم کے ناحق ناحق بگڑ بیٹھنے
کا سبب بھی کچھ تم نے دریافت کیا۔ خیر النسا۔ بہتیرا سوچا کچھ سمجھ مین نہ آیا کوئی بات
ہوئی ہو تو سمجھ مین آئے۔ محمودہ۔ مین اس کا سبب بتاؤن مین بھی وزیر بیگم
کے مزاج سے خوب واقف ہون اُن کو محلے مین اپنے میل کی لڑکیان
کھیلنے اور بات کرنے کو نہین ملتین اس ضرورت سے اُنھون نے تم سے ملاپ
کیا وہان شادی مین اُنکو اپنی جیسی امیرزادیان مل گئین تم سے ملنا عار سمجھین۔ خیر النسا۔
ان کو مجھ سے صرف شادی مین ملنا عار تھا اور مجھکو اُن سے ملنا انشاءاللہ عمر بھر عار
رہیگا۔ استانی جی۔ کچھ عجیب طرح کا معاملہ ہے اکثر امیر مغرور ہوتے ہین اور سبکو اپنے

سامنے ہیچ سمجھا کرتے ہین دولت بھی بہت ہی بُری چیز ہے آدمی کو شیطان بنا دیتی ہے
شعر نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا ۔ سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان
چڑھا ۔ حسن آرا بھلا خیر وزیر بیگم اگر تمھارے ساتھ بُری طرح پیش آئین تو انھون نے
بڑی نالائقی کی بات کی محبت ملاپ مین امیری غریبی سے کیا بحث باقی رہی مگر
یہ تو شادی کا مجمع مہمانداری کے سامان مہمانون کی شوکت و شان جہیز کی
آرایش رسمون کی خوبی یہ باتین تو تم نے ضرور ہی پسند کی ہون گی خیر النسا ۔ اسمین
شک نہین کہ کبھی شہر والونکی شادی مین مجھکو شریک ہونے کا اتفاق نہین ہوا
تھا اور یہی شوق مجھکو لے بھی گیا تھا مگر انجام کار کچھ دل کو فرحت حاصل نہوئی خدا
جھوٹ نہ بلائے ہزار دل ہی ہونگی جمع تھین مگر غور سے دیکھا تو سب ایک رنگ
مین تھین جسکو دیکھا شیخی اور نمود کی تصویر پایا اتنے مہمان گھر مین بھرے تھے سب تو
امیر تھے ہی نہین جسکو دیکھو مقدور نہ تھا کرایے کے کپڑے مانگے کے زیور بنائے ہوئے
ذکر ساتھ لایا تھا اور اُسی پر اترا رہا تھا ایک بیوی انگوٹھی ہو ذرے دکھانیکی غرض سے
گھٹنون تک ہاتھ اپنے اٹھائے لگی آتی تھین دوسری گرمی کے بہانے سے گلا کھول
کھولکر زیور دکھاتی تھین تیسری پانچے نکالے پیچھے بیٹھی تھین تاکہ چوٹی کی بندش
مہ بانت کی قطع پر لوگون کی نظر پڑے ایک صاحب نے پازیب کی آواز سنانے کو
گھڑی گھڑی بیٹھنا اٹھنا اٹھ بیٹھ نہ لگائے کوئی پچاس جھکین بدلی ہونگی یہ تو ان بیویونکا حال
تھا جنکے پاس کوئی چیز تھی یا مانگے کی تھی اور اُسکو جان جانکر دکھاتی تھین اور بعضیان
خالی بیٹھی بھی اترا رہی تھین ایک بیوی موٹی ململ کا دوپٹا اوڑھے بیٹھی تھین آپ ہی آپ
نہ کوئی پوچھے نہ گچھے کہتی کیا ہین اے دیکھنا بوا بنارس کے سیاہ کامدار دوپٹے کا

بھی رنگ کٹتا ہی لو وراکے ذرا کندھے پر ڈالا تھا کہ تمام کپڑونمین دھبّے پڑ گئے
جلدی سے مینے اتار پھینکدیا ایک بیوی زیور مین لدی بیٹھی تھین اور ایک بیچاری
غریب اُنسے باتین کر رہی تھین وہ بیوی جنکو مین بیچاری سمجھتی تھی کہتی کیا ہین کہ
دیکھنا میرے کانون کا کچھ ایسا ہبنا گوشت خدا نے بنایا ہے کہ مطلق زیور کو
نہین سہار سکتا جڑاؤ بالی پتے مگر ہر کیان ہین نے ذرا کی ذرا ڈالی تھین کہ دکھنے لگے
ایسا معلوم ہوا کہ اب کٹ پڑینگے ناچار سادی بالیان پہنین اُنسے بھی سوچ سوچکر
کیا ہو مین نے کہا بھاڑ مین پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان کہین ایسا نہو ٹینٹ پڑ جائین
اتار رکھین غرض جسکو دیکھا شیخی کے مرض مین مبتلا پایا آپس مین جو بیویان باتین کر رہی
تھین کسی کی غیبت کسی کی شکایت اسکے سوا کچھ مذکور نہ تھا جتنی تھین کپڑون کے
رنگ اور تراش تراش اور وضعداری بس اسی مین محو تھین شادی کی خبر سُنکر بیچارے
غریب غربا بھی مانگنے چلے آئے تھے اتنا سامان تھا کہ رات دن دیگین کھڑکتی تھین
مگر شاید ایک چانول خدا کے نام کسی غریب کو نہین ملا منون کھانا ضائع ہوا چوری گیا
رکھا رکھا سڑ گیا مگر نہ دیا تو محتاج کو دینے کی جگہ غریبون کو دھکّے اور گالیان دی
جاتی تھین ایک بیچاری بڑھیا بھیک مانگنے نہین معلوم کس طرح اندر محل مین چلی
آئی تھی نیچے کا دھڑ رہ گیا تھا خدا جانے بیچاری کس مصیبت سے گھسٹتی گھسٹتی
آئی ہوگی گھنٹون انگنائی مین کھڑی چلایا کی کسی نے بات بھی نہ پوچھی سب اپنے
اپنے کھانے مین لگے رہے اور میرا یہ بُرا حال کہ بڑھیا کی آواز کانمین چلی آئے اور
لقمہ حلق سے نہ اترے پہلے تو مین دیکھتی رہی کہ اب بھی کوئی گھر والی اس بڑھیا کی
کچھ خبر لے جب بہت دیر ہوگئی اور کسی نے بات تک نہ پوچھی تو ایک خمیری روٹی

مین ایک مٹھی چانول رکھ اپنے چھوٹے بھائی احمد کو دی کہ جاؤ وہ بڑھیا انگنائی
مین کھڑی ہے اُسکو دے آؤ جون ہی احمد روٹی لیکر اٹھا ان بیوی کی نظر پڑ گئی جو
ہم لوگون کیساتھ کھانا کھا رہی تھین خدا جانے وہ کون بیوی تھین مگر گھر والون کے
پاس کے رشتے کی ہونگی انھون نے دوڑ احمد کے ہاتھ سے جھپٹا مار روٹی چھین لی
اور بولین لوگون کچھ خدا کا بھی خوف ہے دسترخوان پر آنکھون دیکھتے یہ غضب
مین بولی خدا کا خوف کیا کہ مین نے یہ روٹی فقیرنی کے دینے کو بھیجی تھی تب
وہ بیوی کہنے لگین حلوائی کی دکان دادا کی فاتحہ بیوی نوج ایسا ہی خدا کا خوف
ہے تو گھر جاکر لٹا دینا مجھکو بیوی نے سخت بات کہی تھی اس کا تو مجھکو کچھ بھی رنج
نہین مگر جو بیچاری بڑھیا غریب کی شامت آئی اس کا مجھکو اب تک
صدمہ ہے اُس بیوی نے جو بیچاری فقیرنی کو دیکھا لونڈیون پر اس قدر خفا ہوئین
کہ خدا کی پناہ داروغہ جی لونڈیون کو نکالو اس مردار بڑھیا کو کس نے اسکو یہان آنے دیا
لونڈیون نے دھکے دیکر بڑھیا کو گھسیٹ دروازے کے باہر ڈال دیا میری کیفیت
تھی کہ جی چاہتا تھا ان بیوی کا منھ نوچ لون مگر کیا کر سکتی تھی دسترخوان پر سے
تو مین اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی شربت پلائی مین دینے کو ایک چوانی میرے
پاس تھی وہ چوانی مین نے احمد کے ہاتھ بڑھیا کو بھیجدی اور اُسکو اپنے مکان کا
پتہ بتا دیا اور کھانا کھائے بغیر اپنے گھر چلی آئی استانی جی کیا اتنے مہمانو مین
کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ اسکو بڑھیا کی حالت پر رحم آیا ہو خیر النسا جناب بے رحم کیسا جب
لونڈیان اُسکو گھسیٹنے لگین سب کے سب ٹھٹھے مار مار ہنس رہے تھے کھانیکے بعد
لڑکیون نے ... نقل کا کھیل بنایا حسن آرا فقیرنیان اکثر مکار بھی ہوتی ہین

لوگون کو دھوکا دینے کی غرض سے اندھی بن جائین لنگڑی لولی اپاہج ہوجائین
استانی جی۔ اگر ایسا شبہ کیا کرین تو اصلی محتاج بھی محروم رہجائین اور خیرات کا
سلسلہ منقطع ہوجائے دینے والے کو اتنی تفتیش سے کیا مطلب ورمانگنا تو بڑی
شرم کی بات ہے کوئی آدمی بے ضرورت سوال نہین کرتا آخر کو جو مکر کرکے مانگتے
ہین اُنکو بھی حاجت نے مجبور کر رکھا ہے حسن آرا کیون بعضے بے حاجت بھی
مانگتے پھرتے ہین غیرت باقی نہین رہی کمانے کیلئے بھیک سے زیادہ کوئی سہل
تدبیر نہین ہمارے محلے مین چند روز ہوے ایک فقیرنی مری تھی نہین معلوم کتنی اشرفیان
کے مونڈھے روپے اُسکی کوٹھری مین سے نکلے پس کیا حاجت اُس سے بھیک
منگواتی تھی نہین بلکہ طمع۔ اُستانی جی بھلا طمع سے کوئی فردِ بشر خالی ہے حسن آرا
طمع تو سبکو ہے مگر طمع والونکی مدد کرنا کچھ ضرور نہین استانی جی۔ ایسا ہو کہ خداوند کریم
جو سبکو دیتا ہے اس قاعدے کا برتاؤ کرے البتہ حاجتمند کا حق مقدم ہے بہتر ہے کہ
جنکو واقع مین حاجت ہو نہین کو دیا جائے مگر نہ دینے کیلئے خواہ مخواہ ہر ایک پر
بیوجہ شبہ بھی مت کرو بے تحقیق دینے سے یہی نہ کہ بعض بے استحقاق لیجائینگے مگر اس
زمرے مین سیکڑون مستحق بھی تو پاجائینگے اکثر اس قسم کی حجتین وہ لوگ نکالا کرتے
ہین جنکو خدا کے نام دینا منظور نہین ہوتا حسن آرا۔ کیون بوا اخیر النسا عیب جو
تم شہر والیون مین بتاتی ہو کیا گاؤن مین نہین ہوتے دیہات مین سب اللہ کے
ولی ہی تو بستے ہین۔ خیر النسا نہین اچھے بُرے سبھی جگہ ہوتے ہین گاؤن شہر پر
کیا موقوف ہے مگر اتنا تو مین کہ سکتی ہون کہ گاؤن والونمین اتنی شیخی اتنی نمود اتنی
ظاہر داری ہرگز ہرگز نہین ہوتی حسن آرا بھلا شہر والونکے مزاج خراب سہی مگر

شہر والون کی وضع کیا ہی مطبوع وضع ہے۔ خیر النسا۔ کچھ آپ ہی کے نزدیک شہر والون کی وضع مطبوع ہوگی پردہ داری تو بالکل نہین یہ احمد میرا چھوٹا بھائی نہین ہے[1] اس نے شہر کے لڑکون کی دیکھا دیکھی بال رکھوائے تھے اب یہ بلا کا اہتمام ہے کہ دوسرے دن آنولون سے سر دھویا جاتا ہی دن مین دس دس دفعہ کنگھی ہو رہی ہی صبح و شام تیل ڈالا جاتا ہی جبتک بال چھوٹے رہے کہین شلجمون کے پانی سے سر دھلتا ہی کہین ماش کی دال ملی جاتی ہے امان کہتی بھی تھین کہ جسدن تیرا باپ آیا کھڑے کھڑے تیرا سر منڈوا کر رہے گا جتنا بناؤ سنگھار تجھ سے کرتے بن پڑے کر لے آخر تو یہ بال نائی کے گھر جائے ہین گے آگرے جاتے ہوئے خدا کا کرنا ابا بھی آموجود ہوئے میان احمد کو دیکھو تو ہر دم عمامہ سر پر بندھا ہی کہ کہین بال نہ دیکھ لین مگر بانکپن تو سر پر سوار تھا چھپے کیونکر ابا نے دیکھ ہی لیے بہت ہی خفا ہوے کہ مردود شہر والونکی طرح تو بھی زنخہ بنے گا کیسا حجام کس کا نائی قلمدان سے مقراض نکال اپنے ہاتھون سے بالونکا ڈھیر لگا دیا اب میان احمد ہین کہ گنجا سر لیے ہوئے جاتے ہین اسکے بعد امان سے کہا کہ پڑھوانے کی لالچ سے تم لڑکونکو یہان لائی تو ہو مگر ایسا نہ ہو کہ انکو شہری غنڈہ بنا کر لیجاؤ دیکھو خبردار خیرن[2] کو شہر کی لڑکیون مین مت بیٹھنے دینا شہر کے مردون کی وضع تو خیر خیر النسا عورتون کی وضع نعوذ باللہ بالکل خلاف شرع اور خلاف حیا ہے۔ استانی جی۔ تمھارے ابا نے بہت ٹھیک کہا مگر دیکھو بوا خیر النسا مجھکو شہر والیان چھیڑتی بھی ہین لیکن مین انکی وضع کی تقلید نہین کرتی۔ خیر النسا۔ جناب آپ اپنے تئین ناحق

[2] یعنی خیر النسا ۱۲

[1] یہ محاورہ ہے مطلب یہ ہے کہ احمد جو میرا چھوٹا بھائی ہے ۱۲

شہر والون مین گنتی ہین نہ شہر والون کا سا آپ کا مزاج نہ شہر والونکی سی آپکی عادت
آپ تو دیہاتیون سے بھی زیادہ پردہ دار کپڑا پہنتی ہین آپکی دیکھا دیکھی تو میری
امان بڑی آستینون کی کرتی پہننے لگی ہین۔ استانی جی۔ بوا حسن آرا بیگم یہ تو بڑی
بیجا بات ہے کہ خیر النسا شہر والون مین عیب پر عیب نکالتی چلی جاتی ہین
حسن آرا۔ کیا بتاؤن مجھکو دیہاتیون کے حال سے خوب واقفیت نہین ورنہ
ابھی مفتا دپشت تک اُکھاڑ کر رکھدیتی اور ذرا آپ ان شہر کی لڑکیونکو دیکھیے یہ کچھ
بوچھاڑ ہو رہی ہے کوئی ہون بھی کرتی ہے کیسی دم بخود بیٹھی سن رہی ہین محمودہ۔
بھلا بوا خیر النسا شہر بانو۔ ذرا خیر النسا کو میری ایک بات کا جواب پہلے دے لینے
دیجیے۔ کیون بُوا خیر النسا گفتگو شہر والون کی بہتر ہوتی ہے یا دیہات والونکی
خیر النسا تم سب شہر والیان ایک طرف ہو جاؤ گی تو مجھ اکیلی کو قائل کر دینا کونسی
بڑی بات ہے مگر کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دے کہ گفتگو کی بھلائی برائی ہے کیا چیز۔
محمودہ۔ گفتگو کی خوبی یہ ہے کہ اُس مین سختی نہو بولنے والے کی زبان سے لفظ
آسانی کے ساتھ ادا ہون سننے والے کو گران نہ گذرے۔ خیر النسا گانؤن
والون کو بھی اپنی بولی ہرگز سخت نہین معلوم ہوتی۔ محمودہ۔ معلوم کیونکر ہو
وہ شہر کی بولی کی نرمی سے واقف نہین تم بولو کہ دونون بولیون مین تم کو
کہان کی بولی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ خیر النسا۔ بھلی بری تو مین کچھ جانتی نہین
مگر شہر والے جو اپنی نرم اور نازک بولی سے کام لیتے ہین وہی کام گانؤن والے
اپنی کرخت بولی سے نکال لیتے ہین کوئی مطلب اُن کا اٹکا نہین رہتا۔ حسن آرا۔
بس یہی تو گنوارپن ہے کہ بھلے برے مین امتیاز نہین مجھکو تو دیہات کی بولی ایسی

بری معلوم ہوتی ہے جیسے کسی نے پتھر کھینچ مارا سیدھے بول کی بھی ہڈی پسلی توڑ کر رکھدیتے ہین۔ شہربانو۔ اسمین تو شک نہین کہ دیہات والے لفظونکی تو بڑی شامت لاتے ہین کوئی لفظ تشدید سے خالی نہین نون کو جب بولین گے ڈون پانی کو پانڑ ہین گاڑی کو گاڈی خیرالنسا کی بولی شہر مین رہنے سے بہت سنبھل گئی ہے پھربھی زبان کی ینٹھن نہین گئی کچھ عجب طرح سے لفظونکو مروڑ مروڑ کر بولتی ہین کیون آپا محمودہ یاد ہے جب خیرالنسانئی نئی آئی تھین توکس طرح بولی بولتی تھین۔ محمودہ۔ خیرالنسا ایسی احسان فراموش نہین ہین شہر والون کا یہ سلوک تو ضرور یاد رکھین گی کہ انکی بدولت ان کی زبان درست ہوگئی۔ خیرالنسا۔ ایک زبان کا درست ہونا میرا تو نہ وان رُوان شہر والونکا احسان مندہی تھوڑا بہت لکھنا پڑھنا سینا پرونا پکانا ریندھنا جو کچھ مجھکو آتا ہے سب کچھ شہر ہی کے بدولت ہے مگر مین تو کہتی ہون شہر والون نے میری بولی خراب کردی۔ حسن آرا۔ لو اور سُنو وہی کہاوت ہے گدھے کو نون دیا اس نے کہا میری آنکھین دکھتی ہین۔ خیرالنسا۔ یہ بڑی شہر والی ہین اور انکو اپنی گفتگو پر بڑا ناز ہے نہ سمجھین نہ بوجھین کہہ دینے سے کام۔ حسن آرا۔ سیدھی تو بات ہی پہیلی نہین جیسا تم نہین سمجھنے کو کیا ہوا تم نے کہا ہی نہ کہ شہر والون نے میری بولی کو بگاڑ دیا۔ خیرالنسا۔ ہان ہان بگاڑ دیا اب خدا کریگا مین پھر اپنے گھر جاؤنگی تو وہان والے میری بات پر ہنسینگے اور میری نقلین کرینگے۔ استانی جی۔ خیرالنسا سچ کہتی ہین بڑی خرابی کی بات ہے شہر کی بولی بولو تو گانوٗن والے ہنسین اور دیہات کی بولی بولو تو شہر والے چھیڑین۔ حسن آرا۔ دس نکٹون مین ایک ناک والا انکو اب کیا نکٹون کے ڈر سے

آدمی ناک کٹا ڈالے خیر النسا شوق سے تم یہی بولی بولنا۔ خیر النسا نہین بوا
مین تو جیسا دیس ویسا بھیس شہر مین آئی کتا[1] بلی کرنے لگی گھر گئی پھر وہی
اٹّار وٹی[2]۔ حسن آرا۔ گاؤن مین تم جاؤ سہی مگر ممکن نہین کہ وہان تمہارا جی
لگے انشاء اللہ اگلے ہی مہینے اُلٹے پاؤن بھاگو گی۔ خیر النسا ہم گاؤن
والیون کا خدا ایسا دیدہ ہوائی نہ کرے کہ گھرون مین جی نہ لگے اس
مکتب کے سوا اور بھی کوئی چیز ہے جس کو مین گانون مین جا کر یاد کرونگی
حسن آرا۔ ہزارون لاکھون چیزین یاد کرنے کی ہین ایک بات ہو تو کہون
بڑے سویرے بچھونے سے نہین اُٹھے کہ چنے پرمل والون کی آوازین
آنی شروع ہوئین اور خیر النسا۔ اے لاحول ولا قوۃ چنے بھی کوئی آدمیونکا
کھانا ہی یا جانورون کا دانہ بس دیکھی شہر والونکی نزاکت حسن آرا۔ وہ دیہاتی چنے
ہین جن کا تم مذکور کرتی ہو شہر کے چنے سبحان اللہ کھلتے ہوئے گرما گرم سوندھے
خستہ اور ٹھڈی کا نام نہین نرم ایسے کہ بے تکلف پوپلے کھاتے ہین شہر با نو۔
اور لطف یہ ہی کہ کوڑیون اور لوہے کی کیل پُرانے ٹاٹ اور گوڈڑ کے بدلے چنے
لے لیجیے حسن آرا۔ او چنے والا ابھی گلی سے باہر نہین نکلا کہ خوانچے والا آموجود
ہوا تازہ حلوا پوری تازہ خستہ کچوریان تازی مٹھائی ہمہ نعمت موجود ایک گیا ایک آیا
ایک گیا ایک آیا پہر رات گئے تک یہی تار لگا رہتا ہی برتن کپڑا گوٹا کناری برف میوہ
پھول ترکاری جو چیز چاہیے گھر بیٹھے لے لیجیے کتنے بڑے آرام کی بات ہی کتنا ایک سی ایک

[1] یہان کتا اور بلی بے تشدید پڑھنا چاہیے اسواسطے کہ خیر النسا کو شہر والونکی تخفیف سے غرض کرنا منظور ہی ۱۲

[2] دونون کو مشدد پڑھا جاے جیسا کہ دیہات نواح دہلی مین بولتے ہین ۱۲

چٹپٹے۔ مزیدار مٹھائیاں ایک سے ایک تحفہ خوشگوار اچھی کوڑی کا سودا لو تو بھی دونے
میں دینگے یہ نہیں کہ سودا لینے جاؤ تو بھیک کا پیالہ گھر سے لیکر نکلو سودے والوں کی
صدائیں سننے والوں کے دلوں کو لبھائیں حق تو یہ ہے کہ دنیا کی بہشت شہر
ہے خدا رکھے تو شہر میں ورنہ گاؤں کے جینے سے مجھکو تو مرنا قبول ہے۔
خیر النسا۔ اللہ ری چٹوری منہ سوئی پیٹ کوئی بس کھانے پر مرتی ہیں ہم
دیہاتیوں میں بھلے مانسوں کی بہو بیٹیاں بازار کی چیز زبان پر بھی نہیں رکھتیں
ہم لوگوں میں تو اس کا بڑا عیب گنا جاتا ہے حسن آرا۔ آپ بڑی بھلی مانس بڑی
اشرافت کیوں ہو شریف ہو رہیں نہ آپ رہتی ہیں ادھر ہم شہر والے کمینے اور رذالے
خیر النسا۔ کیوں کیا باہر والوں کی شرافت میں بھی کچھ کلام ہے ہم لوگ ٹکسالی
اشراف ہیں حسن آرا۔ تمہاری ذات کیا ہے۔ خیر النسا۔ پیاز سے پتلی دال
کے کھانے والے شیخ حسن آرا۔ میں تو مغل ہوں کیوں بوا کیا اس مکتب
میں کوئی اور شیخ نہیں۔ حلیمہ۔ میں ہوں۔ کلثوم۔ میں بھی شیخ ہوں۔ زبیدہ
ہم بھی شیخوں کے نام لیوا ہیں۔ خیر النسا۔ حلیمہ اور کلثوم کا حال تو میں کچھ جانتی
نہیں زبیدہ جیسی شیخوں کی نام لیوا ہیں مجھکو خوب معلوم ہے اور زبیدہ انے
کہا بھی ٹھیک اپنے تئیں شیخ نہیں کہا شیخوں کی نام لیوا کہا۔ زبیدہ تم شیخوں میں
کون شیخ ہو۔ زبیدہ۔ کون شیخ تو میں جانتی نہیں شیخ البتہ سنا کرتی ہوں۔
خیر النسا۔ اجی قریشی ہو عثمانی ہو صدیقی ہو ہنس کر ڈفالی ہو۔ زبیدہ۔ یہ
مجھکو نہیں معلوم مگر ڈفالی تم ہوگی۔ خیر النسا۔ تمہارے ناموں کا کیا نام ہے
زبیدہ۔ مرزا یاور علی بیگ۔ خیر النسا۔ اور خالو۔ زبیدہ۔ میر تقی۔ خیر النسا۔ اور

ہنوئی۔ زبیدہ۔ دلاورخان۔ خیرالنسا۔ تو بوا تم خاصی ست نجی شیخ معجونی ہو ایک گھر
مین چارون ذات۔ خیرالنسا۔ بگیم صاحب شہر کے شیخون کو آپنے دیکھا حسن آرا
دوسری ذات مین رشتہ ناتا کرنا کیا کچھ منع ہے۔ خیرالنسا۔ شریعت مین تو منع نہین مگر
باہر کے اشراف منع سے بڑھکر جانتے ہین ہم لوگ سید دن تک کو بیٹی نہین دیتے
مغل پٹھان کی کون کہے اور تمھارے شہر کا یہ قاعدہ ہے کہ ذات جماعت کچھ نہین
دیکھتے صورت شکل اور روپیہ پیسا دیکھ لیا پھر نہ بیٹی لینے کا مضائقہ نہ بیٹی دینے مین
عار اور دیہات والون مین استخوان اچھی چاہیئے دولت ہو یا نہو۔ محمودہ۔ بھلا
اس سے حاصل جب خدا رسول کے نزدیک منع نہین تو ذات کوئی چیز نہین۔
خیرالنسا۔ حاصل حصول تو مین کچھ جانتی نہین بہرگونہ ایک بات ہوتی چلی آئی ہے
استانی جی۔ دنیا مین بیوجہ کوئی رسم جاری نہین ہوئی۔ ذات سے کبھی بڑے بڑے
فائدے تھے اور اِن دنیا مین ذات سے زیادہ پُرانی کوئی رسم نہین اور کچھ نہ کچھ
تو فائدہ اس رسم سے ہے کہ آجتک یہ رسم موقوف نہین ہوئی شروع پیدایش دنیا
سے کئی ہزار برس تک بادشاہت کا انتظام بیٹھنے نہین پایا چارون طرف لوٹ
کھسوٹ مچی رہتی تھی آئے دن ڈاکے پڑا کرتے تھے اور ہمیشہ آپس مین مارکٹائی ہوا
کرتی تھی اُن دنون جان و مال دونون غیر محفوظ تھے اسواسطے پہلے لوگ جتھے باندھ
باندھکر رہتے تھے اور ایک دادا پردادا کی اولاد ایک گروہ بجاتی تھی جس گروہ
مین آدمی زیادہ ہوتے تھے وہی گروہ بڑا زبردست گنا جاتا تھا اسواسطے ہر گروہ
مین یہ عہد و پیمان ہوتا تھا کہ آپس ہی مین شادی بیاہ ہو اور اس گروہ کی طاقت کو
گھٹنے نہ دین یون ذات برادری کی رسم دنیا مین پھیلی جو آجتک چلی جاتی ہے کچھ

ذاتین پیشونکے اعتبار سے بھی الگ ہوئین مثلاً جولاہے موچی لہار بڑھئی وغیرہ اور
اس سے یہ فائدہ تھا کہ اُس ذات کے لوگ اپنے تئین اس پیشے کا ٹھیکہ دار سمجھکر اطمینان
کے ساتھ کام کرین اور غیر آدمی اُس کام کو ہاتھ نہ لگائے چنانچہ یہی دستور اتبک چلا
جاتا ہی ہوتے ہوتے بادشاہت کا انتظام اب بخوبی بیٹھ گیا جان و مال کی حفاظت
کے لیے اب نہ جتھا درکار رہے نہ گروہ ویسے ہی ذات برداری کا بچاؤ کم رہگیا ہی اور
شہرون سے تو اب بالکل اُٹھ ہی گیا۔ پیشون کے اعتبار سے جو ذات کا امتیاز
تھا اُس مین بھی کمی ہے۔ خیر النسا۔ تو ذات کچھ فخر کی بات نہین۔ استانی جی۔
آدمی آدمی سب برابر فخر کی بات اگر ہی تو ہنر ہے۔ خیر النسا۔ مگر ذات پہلے سے
چلی آتی ہے تو ذات پر فخر بھی پہلے سے چلا آتا ہے۔ استانی جی۔ جن لوگون سے
ذاتین چلین وہ بڑی نمود کے لوگ تھے اور اپنے گروہ مین سردار تھے اگر
فخر کرین تو وہ لوگ۔ اور یون تو ذات پر برابر فخر ہوتا چلا آیا ہی کوئی زمانہ ایسا
نہین گذرا کہ اسمین لوگ شیخی خورے نہ رہے ہون جب لیاقت والے بزرگ
مر گئے جنکا نام تھا اُنکی اولاد مین کوئی نام نمود والا ہوا نہین اب یہ فخر کرین تو
کس بات پر پچھلے مردون ہی کی ہڈیونکو چچوڑ رہے ہین خیر النسا۔ کچھ ہو مگر دھنے
جولاہونکی برابری تو نہین ہو سکتی استانی جی۔ پھر حسن آرا بیگم کی امیری پر ناحق کا اعتراض
ہی انکو امیری کا گھمنڈ تو کسیقدر جا سے بھی ہی انکو خدا نے دولت تو دے رکھی ہے
تمھارے پاس نری شیخی کے سوا اور کیا ہے اور خدا کے یہان تو اسکی پرسش
ہی نہین دیکھو اس زمانے کی سیدانیان اپنے تئین کتنا دور کھینچتی ہین اور پیغمبر صاحب
نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کو جنسے سیدونکی جڑ بنیاد ہی بلا کر فرمایا کہ اے فاطمہ اس

دھوکے مین مت رہنا کہ مین پیغمبر کی بیٹی ہون بلکہ عاقبت کے لیے سامان کر جب خود حضرت فاطمہ کا یہ حال ہے تو اب اور کس گنتی مین ہین مہندی کا ایک دوہا کیا ہی اچھا ہی ذات پات پوچھے نہ کوے - ہر کو بھجے سو ہر کا ہوے - حسن آرا - کیون خیر النسا اب تو کبھی ذات کا نام نہ لوگی - خیر النسا - تم تو بات بات مین امیری نہ جتاؤ گی - استانی جی - ذات اور امیری پر کیا موقوف ہی غرور تو کسی بات پر کرنا ہی نہین چاہیئے - حسن آرا - دیہات والے چاہے ٹکسالی اشراف ہون مگر عجیب واہی بھدی اور بھنگم صورتین ہوتی ہین کہ بے اختیار ہنسنے کو جی چاہتا ہی نزاکت تو کسی کو چھو نہین گئی اپنی بھی بھی صورت کو بگاڑ دیتے ہین - خیر النسا - شہر والون کی وضع اور خراش تراش کا جواب تو مین پہلے ہی دے چکی ہون اگر وضعداری بے پردگی کا نام ہی تو ایسی وضعداری کو سلام ہی اور ذرا مجھکو نزاکت کے معنی سمجھا دیجیے - حسن آرا - مجھکو تو ایسی مہندی کی چندی نہین آتی - محمودہ - نزاکت یہ کہ دبلا دبل سوکھتے ہوئے ہاتھ پانون کم خوراک محنت اور تکلیف کی برداشت نکر سکے - خیر النسا - کیون بیگم صاحب نزاکت کے یہی معنے ہین نہ جو محمودہ بیگم نے بیان کیے - حسن آرا - بیشک - خیر النسا - بین ہاری اور تم جیتین خدا ہم دیہات والیونکو روگی اور اپاہج نہ کرے کیا الٹی سمجھ ہے معذوری پر فخر اور مرض پر ناز - اسکے بعد سب نے سکوت کیا تو خیر النسا بولی اور بھی کسیکو دیہات والیون پر اعتراض کرنے کا حوصلہ ہو تو کہہ گذرو - حسن آرا - ابھی تو میرے ہی اعتراض باقی ہین دیہات والیون کے بے سلیقہ ہونے مین بھی کچھ کلام ہے - خیر النسا - مین شہر والیونکے لغت کم سمجھتی ہون پہلے یہ تو فرمائیے کہ سلیقہ کہتے کس کو ہین - حسن آرا - نشست برخاست

بات چیت کا دستور سلیقہ بولا جاتا ہے۔ خیر النسا۔ یہ واللہ باللہ اور قبلہ و کعبہ
اور تمھارا اور کورنش اور مزاج مقدس یہی نہ۔ حسن آرا۔ ہاں یہ بھی داخل سلیقہ ہے
دیہات والیوں کی طرح بے بو تو سلام۔ حسن آرا نے اس طرح پر دیہات
کی بولی کی نقل کی کہ سب لڑکیاں ہنس پڑیں اور خود خیر النسا بھی ہنسی کو ضبط
نہ کر سکی۔ خیر النسا۔ یہ تو پھر وہی بولی کا طعنہ ہوا جھوٹے تپاک ظاہر داری کے
اشتیاق بناوٹ کی لگاوٹ منھ دیکھے کی محبت دکھاوے کے پیار کس کام
کے ہم باہر والے سیدھے سادے منھ پر کم اور دل میں بہت۔ پچھ میں وزیر بیگم
کے ہاتھوں اسی ظاہر داری کے دھوکے میں تو ماری پڑی تھی پھیری زہر کی
بجھی چھری منھ خاکساری اپنے بیٹھے چپکے نہیں جانتی بیلو کا روگ تھا رے سلیقے
اور اونچی دکان پھیکا پکوان میں تمھاری سے وشئے سے واقف ہوں بس بہت
منھ مت کھلواؤ ابھی تک کہنے کا انداز او پھیر کر کہہ دوں گی۔ محمودہ بیگم صاحب اب بس
کیجئے انکو وزیر بیگم کی بیوفائی پر غصہ آگیا اور خیر النسا ہر گز تمھکو غصہ نہیں چاہئے انکو
اعتراض کرنے دیجئے میں انکو قائل کر کے رہونگی۔ حسن آرا۔ ہاں خیر النسا۔ ہاں
اور ہاں حسن آرا بھلا سچ کہنا دیہات والیاں سب بے ہنر ہوتی ہیں یا نہیں۔
خیر النسا۔ قصور معاف۔ یہ عرض آپ کے منھ سے اچھا نہیں لگتا کوڑی اور لڑکی کہتے
جواب دو۔ حسن آرا۔ کھسیانی ہو کر میرا کیا مذکور تھا میں اب تک تو ولت کو سمجھتی
ہوں۔ اب تو شاید بھلا بھلا تھوڑا بہت سیکھ ہی لونگی مگر ہنرمند وہ شہر کے شہر اٹے پڑے ہیں
بہتر سے بہتر سلائی بہتر سے بہتر کاڑھنا بہتر سے بہتر کام ہر ہر گلی کوچے میں۔ خیر النسا
سچ کہو دیہات میں ایسے ہنرمند ہوتے۔ اور حسن آرا بھلا شکر ہے تم نے ایک بات تو

مانی۔خیر النسا۔ ذرا سن تو لیجئے ان ہنرون کے نہ جاننے کی وجہ یہ ہی کہ دیہات مین
ان چیزونکی قدر نہین اور نہ دیہات والونکو ایسے تکلفات کی ضرورت اور عادت
ہی حسن آرا۔ نہین گانوءن والون مین کچھ عقل بھی واجبی ہی واجبی ہوتی ہے۔
محمودہ۔ عقل کی ترقی کے سامان گانوءن والون کو میسر نہین زمین سے غلہ پیدا کرلینا
اور مویشیون کو پالنا بس یہی دو بڑے کام ہین۔ خیر النسا کھیتی بھی بجاے خود
بڑا مشکل کام ہی ذرا دولت مند کو دیکھو زمین کو درست کرنے اور جنس کو اعلی
اور عمدہ بنانیکی کیا کیا نادر تدبیرین لکھی ہین مگر سچ یہ ہی کہ کوئی کرتا کراتا نہین زمین جوتکر
بیج بو دیا اللہ اللہ خیر صلاح حسن آرا۔ کیا دیہات مین عورتین بھی کھیتی کرتی ہین۔
خیر النسا۔ غریب آدمی جنمین پردے کا رواج نہین انکی بہو بیٹیان مردونکے برابر
کھیتون مین کام کرتی ہین مگر ہم لوگون مین ایسا نہین ہوتا ہماری یہی کھیتی ہے
گھر مین ترکاریان بولین امرود انار آڑو فالسہ کھرنی لیمون نارنگی بیر آم اس طرح
کے میوہ دار درخت جگہ ہوئی تو لگائے یا جی بہلانیکو ایک آدھ کیاری مین پھول
مگر پھر بھی دیہات والے خدا کے اس نمونۂ قدرت سے ایسے ناواقف نہین ہوتے
کہ خشکے کے پیڑ اور تنجن کے درخت کو حیرت کرین۔ استانی جی۔ دیہات والیونکے
حال پر البتہ مجھکو بھی اس خیال سے تاسف ہوا کرتا ہے کہ انکی عقل کی اصلاح کا
کچھ سامان بہم نہین پہونچتا بیچاریان انواع واقسام کے اوہام مین مبتلا رہتی ہین
ٹونے ٹوٹکے اتارے چڑھاوے نظر گذر جن آسیب بھوت پریت چڑیل فال
شگون جھاڑ پھونک جادو منتر نذر منت ان چیزونکا بیچار گانوءن والونمین اکثر
کرتے ہوتا ہی۔ شہر مین بھی یہ خرابی کیون نہین تھی اب خدا خدا کرکے مولویون نے

درس سنا سنا کر کفر توڑا ہے یہی خیر النسا موجود ہین انکی چھوٹی بہن کو کس کس مصیبت سے مین نے چیچک کا ٹیکا دلوایا ہے کہ معاذ اللہ۔

عورتون کے متوہمات کی ایک حکایت طولانی

دیہات والونکے خیالات مین بیدینی بہت ہی سبب کیا ہی علم کی کمی عقل کی کوتاہی ہمارے دور کے رشتے کی ایک نانی تھین کوئی چار برس ہوئے پورے سو برس کی ہوکر مرین اُنکے حالات سُنو تو نہایت تعجب کرو ایک تو اگلے وقتون کی آدمی دوسرے مدتون رہین باہر۔ دیہات والیون کی خو بو انمین اتنا اثر کر گئی تھی کہ بس وہم کا پتلا بن گئی تھین اتنا پھونک پھونک کر تو قدم رکھتی تھین مگر بیچاری رہین سدا غمزدہ میان بھائی جوان جوان بیٹے جوان جوان بیٹیان سب ایک ایک کرکے اُنکے رو برو مرے اب اپنی مرتون کو شہر مین آکر رہین تو صرف ایک بھتیجا ساتھ تھا بھرے گھر مین یہ ایک بچہ بچا تھا یون ہی اسکی اللہ آمین تھی اور اُسپر (اللہ جنت نصیب کرے) نانی کی احتیاط ابن کہہ نہین سکتی کس آفت مین وہ لڑکا مبتلا رہتا تھا کوئی دُکھ ہو دوا تو اُس بیچارے لےجانی ہی نہین کس کو کہتے ہین بس ٹونے ٹوٹکون پر اُسکی زندگی تھی جب نانی اسکو لیکر شہر مین آئین تو کوئی چار مہینے کا بچہ تھا لڑکا لنگوٹا اسوکھکر کانٹا ہوگیا تیلیون جیسے ہاتھ پانون رنگت جیسے کسی نے منہ پر ہلدی ملدی ہو کانون پر آنکھون پر ہاتھ پانون پر اچھا خاصہ ورم موجود تلی اتنی بڑھی ہوئی کہ پیٹ مین سانس مشکل سے سمائے اور اُسکے ساتھ کھانسی کھانسی بھی ایسی کھانسی کہ رات دن دم نہ لینے دے یہ تو حال تھا مگر ادھی کی دوا نہین ملتی تھی خدا نہ کرے کچھ پیسے کا لالچ نہین اس لڑکے

کے لیے نانی کو اپنی جان تک دریغ نہ تھی اور سوائے اُسکے اُسکا اور تھا کون آپ گود
مین پانون لٹکائے بیٹھی تھین مال و متاع جو کچھ تھا اسی لڑکے کا تھا جون ہی پالنے سے
اس نیجان لڑکے کو لیکر اُترین ہم سب تو اُسکی صورت دیکھکر ڈر گئے۔ مین۔ ابھی
نانی اس لڑکے کا کیا حال ہی اور کب سے بیمار ہی۔ نانی۔ تیزی کا چاند دیکھکر جو پڑا ہی
تو ابتک نہین سنبھلا مرت بیاہی کے بچون کی ہی تو خرابی ہی بات بات مین ہٹ
بات بات مین ضد اسکی ضد نے اسکو بھی اس ہدرے کو پہونچایا اور مین تو اسکی
بیماری مین مردے سے بدتر ہو رہی ہون کھانیکا مجھکو ہوش نہین اپنے تن بدن
کی مجھکو خبر نہین دھڑکون مین جان جاتی ہی۔ مین۔ ابھی پھر اس شہر مین کوئی حکیم
کوئی ڈاکٹر نہ تھا۔ نانی۔ بہتیرے حکیم بہتیرے ڈاکٹر۔ مگر جب یہ کسی کے بس کے ہین
مین۔ کیا یہ دوا نہین پیتا پرہیز نہین کرتا۔ نانی۔ نہین دوا تو پی لیتا ہے اور پرہیز
کو تو اب پانچوان مہینا ہے اماں کھچڑی کے سوا دوسری چیز زبان پر رکھی ہو تو
حرام۔ مین۔ پھر کیا علاج نے فائدہ نہین کیا۔ نانی۔ حکیمون کا علاج تو کیا ہی
نہین۔ مین۔ ابھی حکیم کسی اور دن کے واسطے ہین۔ یہ حال لڑکے کا ہو گیا ہے
اور ابھی تک دوا مطلق نہین کی یہان شہر مین ایک سے ایک بڑھے چڑھے حکیم ہین
دوا ابھی عمدہ سے عمدہ ملتی ہے بسم اللہ کرکے کل ہی سے علاج شروع کر دیجیے۔
نانی۔ حکیم کا علاج کرنے تو مین یہان نہین آئی البتہ کچھ منتین ہین اُنکو اتارنا ہے
مین۔ حکیم کی دوا کرنے مین تامل کی کیا وجہ ہے۔ نانی۔ یہ مرض حکیمون کے
قابو کے نہین ہین اس لڑکے کی ماں کو کوکھ کا خلل تھا پانچوان برس لگتے
کو لگا اور رخصت ہوا یہ لڑکا دسوین جگہ ہے نہین معلوم کہان کہان کی خاک

چھاتی اور اس لڑکے کے پیچھے مین نے اپنا لہو اور پسینا ایک کر دیا اس دکھ کا دستور ہی کہ بارہ برس تک اس کا زور رہتا ہی ایک چار مہینے مصیبت کے اور مین یہ سمجھا ئین تو خاطر جمع ہو۔ مین۔ اس طرح کے دکھ لوگون سے تو مین بھی سنتی ہون مگر کچھ دل سے مین اسکی قائل نہین میری سمجھ مین نہین آتا کہ دکھ ہو مان کو اور بچون پہ بارہ بارہ برس تک اُس کا اثر رہے اور کوئی دکھ ہو اسکی کچھ دوا ہی یہ کیسا لاعلاج دکھ ہی کہ طبیب اسکے قائل نہین اور بید اسکو تسلیم نہین کرتے ڈاکٹر اسکو نہین مانتے اور نہ کچھ اسکی کیفیت معلوم ہوتی ہی کہ ہے کیا بلا۔ نانی۔ ہان اس تیرھوین صدی مین یہ نئی حکمت ایجاد ہوئی ہے ورنہ ہمارے خسر کیسے بڑے مولوی تھے کہ دنیا جہان مین انکا فتوی چلتا تھا خود اسکے عامل تھے اب برکت والے علم والے لوگ اُٹھ گئے کٹھ ملا رہ گئے ہین جنکو نماز تک کی نیت نہین آتی نئے نئے مسئلے نکالے ہین پیغمبر کے درود فاتحہ کو حرام بتائین۔ سہرے کنگنے کو منع کرین شادی بیاہ مین نوبت نقارہ سب بند تیرتہوار پیغمبرون سے چلے آتے ہین سب موقوف محرم کا شربت حرام شب برات کا مانڈا حلوا حرام عید کی سویان حرام مرد تو بگڑے ہی تھے انھون نے عورتون کو بھی اپنے ساتھ خراب کیا وہی کہاوت ہے مصرع مین تو ڈوبا ہون مگر تجھکو بھی لے ڈوبونگا۔ اُنکی سہاگنین رانڈون سے بدتر نہ کپڑون مین رنگ نہ منھ مین مسی نہ ناک مین نتھ نہ ہاتھون مین چوڑیان ہین۔ یہ سب کچھ ہے مگر اس سے کوئی خرابی تو پیدا نہین ہوئی بلکہ سردست ایک فائدہ ہوا کہ رسمون کی پابندی مین جو تکلیف ہوتی اُس سے محفوظ رہے نانی۔ جب سے رسمین اُٹھ گئین دنیا سے رونق برکت محبت سبھی کچھ تو اُٹھ گیا

رہا کیا ہے میاں بی بیوں مین وہ اگلے وقتون کے سے اخلاص نہ رہی بھائی
بہنوں مین پہلی سی محبتین نہ رہین نہ وہ سستے سمے ہین نہ وہ فراغتین ہین اب تو گھر گھر روٹیون
کے لالے پڑے ہین۔ نانی۔ بین ہود اور تکلف کی چیزین نئی نئی بہت چل نکلی ہین
اس سے سب کے خرچ بڑھ گئے ہین اور ملک مین ہر طرف امن ہونے سے ایک
جگہ کا پیداوار تمام ملک مین پھیل جاتا ہے دو سال اسطرف خشکی رہی کلکتے تک
سے غلہ کھنچا چلا آتا تھا دوسرے آدمیون کا شمار بہت بڑھ گیا ہی اناج سستا ہو
تو کیونکر ہو۔ نانی۔ اے چل لڑکی ہین ایسے ڈھکوسلے نہین بھتی میرے گھر آپ کھیتی
ہوتی ہے پچھلے مین دس من ہوتا تھا تو اب دو من نہین ہوتا۔ بین۔ نانی مین نے
کھیتی نہین کی لیکن اس فن مین دو ایک کتابین دیکھی ہین اسمین شک نہین کہ
اگلے زمانہ کی نسبت ان دنون زمین کا پیداوار گھٹ گیا ہی سو اُسکا سبب یہ
اگلے زمانہ مین عملداری کا انتظام خراب تھا لوٹ کھسوٹ کے ڈر سے کھیتی کم
ہوتی تھی اور بہت زمین پڑی رہا کرتی تھی اور پڑے رہنے سے اس کی طاقت
بڑھتی تھی جب بوئی جاتی تو بڑے اناج ہوتے اب کسی سال زمین پڑی نہین رہتی
پیداوار تو گھٹا ہی چاہے۔ نانی۔ بیٹی وہ پہلے کی سی برسات ہی نہین ہوتی اتنی عمر
ہونے آئی ایک چورانوے کے کال کے سوا ہم نے تو قحط کا نام نہین سنا تھا
اب تو قحط ایک معمولی بات ہوگئی چار برس ہوئے اڑیسہ خاک سیاہ ہوگیا دو برس ہم
لوگون نے مصیبت جھیلی امسال یہان فصل اچھی ہی تو پنجاب بگڑا ہوا ہے غرض کسی
نہ کسی طرف ضرور کال رہتا ہے۔ بین۔ نانی مین تو جانتی ہون برساتین جیسی سدا سے
ہوتی آئی ہین ویسی ہی اب بھی ہوتی ہین بلکہ نہرون کے جاری ہونے سے جابجا پانی کی

افراط ہوگئی ہے مگر اگلے وقتون مین ہم کو اور شہرونکا حال معلوم نہین ہوتا تھا اب ایک جگہ ذرا سی خرابی ہوتی ہے تو تمام ملک مین ڈھنڈورا پٹ جاتا ہے۔ نانی۔ ایک برسات کچھ ایسا لیل و نہار بدلا ہی کہ نہ گرمی مین گرمی رہی نہ جاڑے مین جاڑا ہمین عجب کیا ہی ہزارون کوس کے جنگل کٹ کر آباد ہوگئے جا بجا نہر جاری ہے آبادی ڈیوڑھی ہوگئی ان باتون نے آب وہوا پر ضرور اثر کیا ہوگا۔ نانی۔ اثر کیسا ان بیماریون کا نام نہین سُنا تھا برس مین دو دو بار اُنکا دورہ ہوتا ہے۔ کوئی سال تو ہیضے اور چیچک سے خالی نہین جاتا۔ مین۔ نانی کیا ہیضہ اور چیچک پہلے نہین تھے۔ نانی۔ ہیضہ ہوتا تھا مگر وہی گرانی اور بدہضمی کے ہیضے ہوتے تھے۔ وہبھی شاذ و نادر اب تو عالمگیر وبا ہوتی ہے چیچک البتہ پہلے سے چلی آتی ہے جو آدمی کے جتنے مین آیا ہی چیچک سی نہین بچا قبر کے اندر تک تو نکلتی ہے۔ مین۔ نانی اس کا تو انگریزون نے ٹیکا وہ حکمی علاج نکالا ہی کہ کبھی خطا ہی نہین کرتا۔ نانی۔ اے ہی آگ لگے اس ٹیکے کو مین پانچ مہینے سے وہی دکھڑا جھیل رہی ہون اس لڑکے کو اور روگ کیا ہی اسکے باوا نے میرے بے پوچھے ٹیکا لگوا دیا آجتک مصیبت سے پناہ نہین مین دانہ اٹھا تھا۔ نانی۔ اٹھنا کیسا ساری بانجھ مہینون پکا کی۔ مین۔ پھر چیچک تو نہ نکلی ہوگی۔ نانی۔ بڑی ذات کی تو نہین نکلی اور بڑی نکلی ہوتی تو بھلے ہی دن ہوتے۔ مین۔ پھر اچھی تو وہ کچھ ایسی خطرناک نہین ہوتی۔ نانی۔ اوپر والون کی بے تدبیری نے بگاڑ دیا اول تو ٹیکا لگوایا دوسرے انکے نکلنے مین جو پرہیز ہوتے ہین وہ نہ کیے۔ مین۔ پھر اسمین کچھ پرہیز بھی ہوتا ہے نانی۔ کیون نہین گھر مین بگھار نہ لگے دھوبی کے گھر کے دھوے ہوے سفید کپڑے

گھر مین کوئی نہ بدرے باہر سے اول تو کوئی آنے نہ پاے اور جو ایسی ہی ضرورت ہو
تو تھم کر اور دم لیکر خوشبو کسی قسم کی پاس نہ آئے دوا تو اس بیماری مین کرنی ہی نہین چاہیئے
گرج کی آواز بچے کے کان مین نہ پڑے اسی طرح کے بہتیرے پرہیز ہین مگر کرنیوالے کو
سوا انکے باوا انھین بگڑے ہوے مولویون مین ہین انکے یہان نہ کچھ پرہیز نہ احتیاط
بلکہ اسکو شرک اور کفر بتاتے ہین اس لڑکے کو کھسرا نکلی تو ضد کرکرکے بدپرہیزیان
کین کھسرا مڑے پر آنکھین دکھنے آئین تو کحال کا علاج ہوا مین ہرچند کہتی رہی کہ
دیکھو کھسرا کی آنکھین ہین دوا مت کرو ایک نہ مانی ایسی آنکھون کی دوا یہی ہوتی ہے
چنے کی دال اتار رکھی سات پھول اتار کر رکھد چھوڑے آنکھین اچھی ہوئین نہر مین
بہادیے خیر انھون نے آنکھین تو اچھی کردی لین مگر آنکھون کا اچھا ہونا تھا کہ بخار
آنے لگا تب تو مین نے کہا کہ بلا سے شرک کرتے ہین تو ہم کرتے ہین مگر ہماری
بات مین دخل مت دو انکے باوا تو اسی بات پر لڑکر علاقے پر چلے گئے تب سے
انھون نے یہ نہین پوچھا کہ لڑکا مرتا ہے یا جیتا ہے مین اسکے پیچھے دیوانی بن رہی
ہون دنیا بھر کی تدبیرین کر چکی بخار ہے کہ ایکدن کو پیچھا نہین چھوڑتا ہین۔ ابھی نانی
تم کہتی ہو حکیم کا علاج نہین کیا پھر وہ دنیا بھر کی تدبیرین کیا تھین جو تم کر چکین
نانی۔ جھینون تو شربت کی گٹھلیان اتار کر چوراہے مین رکھوائین تباکو کا ہاتھی
بناکر رات کو بلاناغہ سرہانے رکھا رتھ کے پھندنے اسکے گلے مین لٹکائے
سیکڑون دفعہ پانی اور انگارے اس پر سے اتارے ہین۔ نانی انگارے کیونکر اتارتے
ہین۔ نانی۔ پانی اور سات انگارے سرکیطرف سے پانون تک اتارے اور گھر کی
موری کے پاس لیجاکر ٹھنڈے کردیے اور ٹھنڈا کرتے وقت منہ سے کہدیا کہ بھوکا ہی

تو آگ تھا اور پیاسا ہے تو پانی پی ہین۔ اچھی پھر یہ سب کچھ تو کر چکین اور کچھ
فائدہ نہین ہوا روز بروز لڑکے کی حالت ردی ہوتی گئی تو اب حکیم کا علاج بھی
کر دیکھو۔ نانی۔ یہ سب بگاڑ علاج ہی سے تو پڑے ہین اب پھر علاج کرون تو لڑکے
سے ہاتھ دھو بیٹھون۔ مین معلوم ہوتا ہے کہ کھسرا کی گرمی اندر بھر گئی ہے
اسکو ٹھنڈائی نہین پہونچی۔ نانی۔ اس لڑکے کی افتاد تو مان کے پیٹ سے بگڑی
ہوئی ہے آج کل کی لڑکیان بڑے بوڑھون کو تمھاری طرح احمق تو سمجھتی ہی ہین
اسنے بھی میرے کہنے پر کبھی خیال نہ کیا اچھوتی کوکھ کو بیٹھے بٹھائے روگ لگا لیا
مین۔ کیا کچھ کھانے پینے مین بے احتیاطی کی۔ نانی۔ نہین اس روگ کی روک
ایسے ہو سکی ہین۔ اچھی نانی مجھکو تو بتاؤ کس کس بات سے اسکی روک ہوتی ہی
نانی۔ آٹا چھاننے مین جو آٹے کا کھیرا زمین پر پہنچا تا ہے اُس کو لانگھنے سے یہ
دکھ ہو جاتا ہے دونون وقت ملے جا ضرور جانے سے کسی کے ساتھ برابر کھڑے
ہو کر گھڑے لگنے سے ڈوپٹے کا پلہ زمین مین گھسنے سے چراغ کا ہاتھ پیٹ کو چھو جانے
سے درخت تلے نہانے سے دکھ والی کے نہانے کا پانی لانگھنے سے۔ مین۔ تو
معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بدنی بیماری نہین۔ نانی۔ توبہ توبہ ایک طرح کا آسیب ہے
اور آدمی سے آدمی کو از کر لگجاتا ہے۔ مین آخر سب سے پہلے جس عورت کو دکھ ہوا ہوگا
تو از خود ہوا ہوگا۔ نانی۔ خدا کی پناہ لڑکی تو تو بلا کی حجتی ہی مین نے کہا نہین کہ از خود
بھی یہ روگ پیدا ہو جاتا ہی۔ مین۔ نانی تم تو خفا ہوتی ہو اب تم سے نہ پوچھین تو کس سے
پوچھین۔ نانی۔ لے چل مکارہ مین خوب سمجھتی ہون تو مجھکو باتون مین بناتی ہی۔ مین۔
اے ہے نانی مین اور تمکو بناؤنگی۔ نانی۔ بالکل تیری ہی سی طبیعت اس لڑکے کی مان

کی تھی وہ بھی بات بات مین ناحق کی حجتین نکالا کرتی تھی جب تک جی خوشی نصیب ہوئی اب آپ تو چل بسی آفت ہمارے سر پر ہے اور مان باپ کے اختیار مین ہتا تو توبہ توبہ کیا یہ جیتا وہ تو جس دن سے یہ روح پڑی مجھی سری کی تھی کہ ہر طرح کی خبرگیری کرتی رہی گنڈے اور توشے اور منتین اور چڑھاوے کوئی بات تو مین نے اٹھا نہین رکھی۔ بہن نانی بہت ہی بُرا عقیدہ تمھارا ہے توبہ کرو توبہ اب مرنے کے دن قریب آئے خدا کو کیا جواب دوگی سوائے خدا کے مرنا جینا بھی کسی کے اختیار مین ہے یہی شرک ہے۔ نانی۔ خدا برحق اور اسکی قدرت برحق یہ باتین بھی اسی نے بنائی ہین دکھا تو کون سے قرآن مین لکھا ہی کہ بچہ پیٹ مین ہو اور دُھرے دُھرے گہن پڑین اور بچے والی آنگن مین چلے پھرے اور کام کرے بتا تو کونسی حدیث مین آیا ہے کہ بچون کو مکان مین اکیلا چھوڑ دیا کرو اور الگتیون کے تلے درختون کے نیچے بے تامل دودھ پلایا کرو۔ مین۔ قرآن اور حدیث مین سیکڑون جگہ لکھا ہے کہ موت وحیات صرف خدا کے اختیار مین ہے اور بندہ عاجز ہی اور نہین اس کے سوا طاقت کسی مین نہ کہ کام آئے کسی کی بیکسی مین نہ نانی۔ بھلا آگ کا کام جلانا ہے یا نہین۔ مین۔ ہی اور خدا نے یہ تاثیر آگ مین رکھ دی ہے۔ نانی۔ بس نظر اور پرچھانوے مین بھی خدا ہی نے یہ تاثیر رکھی ہے۔ مین۔ تم نے زبردستی یہ ناحق کی تاثیرین مان رکھی ہین کہین سے اسکی اصل نہین پائی جاتی۔ نانی۔ اے لڑکی نظر کی تاثیر مین بھی کلام ہے نظر تو مشہور بات ہے پتھر کو توڑ دیتی ہے آدمی تو آدمی جانور کی نظر لگ جاتی ہے۔ مین۔ کس جانور کی۔ نانی۔ کتے کی چھپکلی کی۔ مین۔ در و دیوار کی نظر لگنے لگی تو غضب ہے کہان زمین کے پرندون مین

آدمی جاکر کھائے۔ نانی۔ زمین کے پردون مین نہ جائے تو ایسی بے احتیاطی بھی نہ کرے کہ ہر کس و ناکس کے سامنے کھانے لگے تم علاج علاج بہت پکارتی ہو دیکھو ایک نظر ہی ہے لاکھ علاج کرو جبتک وہ چیز نظر والے کو نہ پہونچ جائیگی کوئی علاج تو فائدہ کرنے ہی کا نہین ہین۔ آخر نظر کا کچھ دفعیہ بھی ہے۔ نانی نظر والے کے پاؤن تلے کی مٹی یا لہسن پیاز مرچ نمک چولھے مین جلاتے یا وہی کھانا ہوتا ہے مین رکھوا دیتے یا نظر والے کو کھلا دیتے یا نظر رسیدہ کے ہاتھ سے انگشت چھوا کر سیلیون کو دیدیتے ہین بعض لوگ کھانے سے پہلے حق نظری نکالکر رکھ چھوڑتے ہین کچھ روپے صدقہ اور صدقہ دیا دہلا ثواب کا ثواب اور علاج کا علاج ہین۔ نہ ثواب نہ علاج ثواب تو جب ہو کہ صرف خدا واسطے کو دیا جائے ایسا دینا تو ایک طرح کا بھینٹ ہوئی اور علاج سے تو کچھ علاقہ ہی نہین۔ نانی جو تم سمجھو مگر نظر کے زہر کے اتار کا منتر اگر ہے تو یہ ہے ہین۔ نانی تم اتنی تو احتیاط کرتی ہو مگر کہو اس کا ثمرہ تو خاک نظر نہین آتا جتنے تو تمکو سدا روتے ہی دیکھا تم سے ہزار درجہ تو وہ لوگ خوش ہین جو ان باتون کی کچھ بھی پروا نہین کرتے نانی بیٹی میرے رونے کی کچھ نہ پوچھو جب سے آنکھ کھلی ہے یہ ستے اُٹھا آنسو نہین تھما مین پھر اس بیچارے لڑکے کو اسی طرح جھلائے گا یا کچھ تدبیر بھی کیجئے گا۔ نانی اسکو کھانسی اور بخار دو روگ ہین سو کھانسی کو تو ابھی چار دن اور مین نہین چھیڑتی ہمین۔ کیون۔ نانی۔ اس کی کھانسی کالی کھانسی ہے اور اسکی بڑی عمدہ دوا یہی کہ کالے گھوڑے کے سوار سے پوچھے جو کہے سو کرے سو گیارہ دن ہوئے ایک شخص کالے گھوڑے پر چڑھا جاتا تھا اس سے پوچھا تو اُس نے کہا دو ہفتے مین آپ

اچھی ہو جائے گی رہا بخار سو اسکی منتین اتارنی مقدم ہین دیکھتی ہو چار چار چوٹیان
سر پر ہین گردن مین ہنسلیون اور چاندونکا ڈھیر ہو گیا ہی کہین کی چادر دینی ہے
کہین کا بکرا مانا ہوا ہے یہ منتین اترین اور بخار کو اترا سمجھو تکلیف اسکو ہے مین
جانتی ہون مگر میری خاطر جمع ہے مین اسکو خواب مین مردہ دیکھ چکی ہون اور
جسکو مردہ دیکھو اسکی زندگی دراز ہوتی ہے۔ غرضکہ ہزار ہزار تدبیر کی کہ علاج ہو نہوا
آب وہوا کی تبدیل سے خود بخود لڑکے کی طبیعت بہت کچھ سنبھل گئی تھی یکایک
سنا کہ نانی کل جا رہی ہین۔ مین۔ ابھی نانی ایسی جلدی۔ نانی۔ ہان بوا مکان اچھا
نہین کیا کرون۔ مین۔ ہان کچھ بند بند سا ہے ہوا کم لگتی ہوگی رات کو بالاخانے
پر سو رہا کرو۔ نانی۔ آگ لگے اس گھر کو اور اسکے بالاخانے کو کوئی آدمیون کے
رہنے کا ہی۔ مین۔ نانی ایسا بہت چھوٹا تو نہین ہی اور بالاخانہ تو خوب ہی ہوادار ہے
نیچے کا صحن البتہ ذرا بھچا بھچا ہے۔ نانی۔ تم ہوا ہی کو بیٹھی ہو رات بھر بچہ اچھل اچھل
پڑتا ہے اور کچھ ایسا بھیانک بھیانک ہی کہ خود مجھی کو ڈر لگتا ہی تمام رات بُرے بُرے
خواب نظر آتے ہین۔ مین۔ کبھی کچھ آنکھون سے بھی دیکھا ہی۔ نانی۔ جھوٹ کیون کہدون
دیکھا بھالا تو کچھ نہین خدا نہ دکھائے مگر نہین بوا مکان بُرا ہی ہے۔ مین۔ اچھی
کیا بُرائی ہے۔ نانی۔ تمام رات تو کمبخت بلیان روتی ہین پچھواڑے بڑ کا درخت
ہے اُس پر اُلو رہتا ہے رات کو جب آنکھ کھُلی گلی مین کتون کو روتے سنو کوٹھا سب سے
زیادہ خراب ہے۔ مین۔ دو برس تک ایک کرایہ دار بال بچون سمیت اسی کوٹھے پر
رہا ہم نے تو کچھ شکایت نہین سنی۔ نانی۔ اس کے اُٹھ جانے پر خراب ہو گیا ہوگا
مین۔ اچھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ نانی۔ کیون اچھے گھر مین چالیس دن چراغ نہ جلے تو

اس مین دخل کر لیتے ہین ۔ مین ۔ نانی شہر کی ہوا لڑکے کو خوب راس آئی ہی دیکھو تو پہلے کی نسبت ماشاء اللہ کتنا فرق ہے مہینہ سوا مہینہ اور رہجاؤ تو یہ لڑکا بالکل اچھا ہو جائے ۔ نانی ۔ اجی انکا تو وہی منتون کا تقاضا تھا سو مین کر چکی اب کچھ ڈر کی بات نہین اصل خیر سے اسکی سالگرہ ہو جائے تو پھر مجھکو کسی طرح کا کھٹکا نہین مین تو آپ اہر سے گھبرا اٹھی ہون اسکی سالگرہ ہوئی اور مین سبکو ساتھ لیکر آئی ۔ غرض ایسا وہم دل مین سمایا کہ نہ ٹھہرین پر نہ ٹھہرین ۔ دیکھو ان ہماری نانی کے کیسے خیالات تھے جنکو دین اور عقل سے کچھ واسطہ نتھا اور یہ سب دیہات کے رہنے کا اثر تھا سب سے بڑا عیب تو دیہات مین یہ ہی دوسرے عورتون پر کچھ اس طرح کی سختی اور قید ہے کہ بیان نہین ہو سکتا آٹھ آٹھ دس دس برس کی بیاہی ہوئین اور تین تین چار چار بچون کی مائین مگر گھونگھٹ کا تو بڑا ابر ھاہوا ہی بات چیت سے معذور گفت و شنود سے محروم غرضکہ شرعی پردہ داری کیساتھ جو آزادی عورتون کو حاصل ہونی چاہیے دیہات مین میسر نہین غلامی کی حالت مین بیچاریون کی زندگی بسر ہوتی ہے ۔ ازبسکہ حسن آرا کی ننگی طبیعت ہوئی تھی اس بات کو سنکر ایسے سناٹے مین ہوئی کہ پھر بولی ہی نہین ۔ جب شام ہونے آئی استانی جی نے کہا لڑکیو تمکو خدا کی سنوار ہے مسیح الملک کی کہانی کو کچھ ایسی گھڑی کا نذر کیا ہے کہ پھر اس کا نام تک نہین لیا کوئی معمول ہو ایک روز بھی ناغہ ہو جاتا ہے تو چالیس دن کی برکت اٹھ جاتی ہے تمکو کہانیون مین کھیل سوجھتا ہے اور مین سلق سے بڑھکر انکو ضرور سمجھتی ہون جاؤ کتاب نکال لاؤ ۔

حسن آرا نے مسیح الملک کی کہانی پڑھ کر سنائی

اس اثنا مین حسن آرا نے بھی چپکے چپکے اتنی استعداد پیدا کر لی تھی کہ عبارت پڑھ لے سکتی تھی فرائے کے ساتھ تو نہین پڑھا جاتا تھا مگر اٹکتی بھی نہ تھی شاذونادر کوئی عربی فارسی کا لفظ آ گیا تو ذرا کے ذرا اٹکی اور چل نکلی۔ کہانی شروع ہونے کا نام سنکر حسن آرا کے دل مین گدگدی ہونے لگی اور محمودہ کے پاس جا کر آہستہ سے کہا کہ آج جی چاہتا ہے کہ مین پڑھون۔ محمودہ۔ بسم اللہ۔ حسن آرا۔ استانی جی سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ محمودہ۔ شرم کی کیا بات ہے مین کہدون۔ حسن آرا۔ کسیکو میرے پڑھنے کا حال معلوم نہین سنکر سب کو تعجب ہوگا۔ محمودہ۔ ہوگا تو سہی۔ حسن آرا۔ سب کان لگا کر سنین گی ایسا نہو میری سٹی بھول جاے۔ محمودہ۔ انہین کوئی غیر آدمی نہین ہے پڑھتے مین کتاب کے سواے تم دوسری طرف خیال نہ کرنا حسن آرا۔ آگے کی کہانی کچھ بہت مشکل ہے۔ محمودہ۔ نہین منتخب الکلیات تم بے تامل پڑھتی ہو اس سے تو کہین سہل ہے۔ حسن آرا۔ تم میرے پاس بیٹھی رہنا ضرور۔ حسن آرا۔ اُستانی جی تو کچھ خفا نہون گی۔ محمودہ۔ ہرگز نہین خوش ہونے کی بات ہے یا خفا ہونے کی۔ حسن آرا۔ اے ہے جی ڈرتا ہے۔ محمودہ۔ استانی جی کی خفگی سے۔ حسن آرا۔ نہین سب کے سامنے پڑھنے سے۔ محمودہ۔ ابھی آنکھین نیچی کرکے تم پڑھ چلنا تھوڑی دیر مین حیا کھل جائیگا۔ اتنے مین رابعہ کتاب نکال بیٹھی ہوئی چاہتی تھی کہ پڑھے محمودہ نے کہا استانی جی آج حکم ہو تو حسن آرا بیگم کہانی پڑھین یہ سنکر سب کو حیرت ہوئی۔ استانی جی۔ ہان محمودہ۔ حسن آرا بیگم کئی مہینے سے چپکے چپکے مجھ سے پڑھتی تھین اب عبارت پڑھنے لگی ہین۔ استانی جی۔ شروع کرو

ایک مرتبہ انھون نے مجھ سے پڑھنے کو کہا تھا مین نے اس خیال سے روک دیا
کہ انکا شوق خوب تیز ہولے تب شروع کراؤن پھر انھون نے کچھ تذکرہ نہین
کیا مین سمجھی کہ ابھی ارادہ نہوگا۔ محمودہ۔ جناب اُسی دن سے اُنھون نے پڑھنا شروع
کیا ماشاءاللہ ایسا ذہن ہی کہ مین نے تو نہین دیکھا ایک دن مین تو انھون نے ساری
الف بے پہچان لی تھی اور کچھ ایسا حافظہ خدا نے دیا ہی کہ جو پڑھا بس پتھر کی لکیر

غیرت اور غرور

استانی جی۔ حسن آرا بیگم محمودہ سے تمھارے پڑھنے کا حال سنکر مین بہت خوش
ہوئی اور اتنی تھوڑی مدت مین جو تم نے عبارت پڑھ لینے کی استعداد حاصل
کی ہین سب لڑکیون کے روبرو تمکو اسکی شاباش دیتی ہون مین جانتی ہون کہ
محمودہ سے چھپکر پڑھنے کا یہ سبب ہوا ہے کہ تمھاری غیرت نے چھوٹی لڑکیونکے
روبرو جو کتابین پڑھتی ہین الف بے پڑھنا پسند نہین کیا مین تمھاری اس
غیرت پر آفرین کہتی ہون غیرت آدمی کو خدا نے اسیواسطے دی ہی کہ وہ نیک کامونمین
اس سے مدد لے۔ غیرت سستی اور کاہلی کا تازیانہ ہے۔ غیرت سے شوق کو تیزی
اور ارادون کو پائداری حاصل ہوتی ہی۔ غیرت ہمارے حق مین امداد الٰہی اور تائید
غیبی ہے۔ مشکلون پر غالب آنے اور دقتون کے رفع کرنے کے لیے غیرت
ایک عمدہ ہتھیار ہے۔ غیرت محنت کو راحت اور تکان کو آسایش کر دیتی ہی۔
غیرت ہمارے دلونکی توانائی اور ہماری جانونکی قوت ہی۔ غیرت وہ تیر ہی جس کا
نشانہ کبھی خطا نہین کرتا۔ غیرت وہ تدبیر ہے جسکا نتیجہ ہمیشہ کامیابی اور فتحمندی ہے
خوش نصیب ہین وہ لوگ جن کے مزاج غیور ہون اور اقبالمند ہین وہی جو غیرتمند

ہین حسن آرا بیگم ہزار خوبیونکی ایک خوبی تم مین یہ غیرت ہے اے لڑکیو تم سب اسکا اہتمام کرو کہ تمھاری غیرتین ماند اور مدھم نہ ہونے پائین حسن آرا بیگم یہ دو تین مہینے جو تم نے پڑھنے مین صرف کیے تم خود سمجھ گئی ہوگی کہ تمھاری عمر کا یہ بہت چھوٹا سا حصہ کیسا عمدہ تھا ایسے ایسے نہین معلوم کتنے ہم نے تمنے باتون اور نیند مین ضایع کر دیے اور اگر اسوقت کی طرح انکو بھی کام کی باتون مین لگاتین تو کیا کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا ہوتا افسوس آدمی وقت پر قابو پاکر اس کو اکارت کرے۔ حسن آرا بیگم اب تم نے اس نیک کام کو شروع کیا ہے تو تندہ ہو کر اسکو ختم تک پہونچاو وہ شخص جو شوق کرتا ہی مگر ناتمام اور ارادہ کرتا ہے مگر ناقص اُس سے زیادہ برا ہے جو بالکل بے شوق ہے۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ جن لوگون نے تمھارا پڑھنا سنا وہ کبھی یہ بھی سُنین کہ حسن آرا بیگم نے پڑھنا چھوڑ دیا حسن آرا بیگم کسی آدمی کو اپنی نادانی کی انتہا معلوم نہین جسکو جتنا آتا ہے وہ اس چوہے کی طرح جو ہلدی کی ایک گرہ پا جانے سے اپنے آپکو عطار خیال کرتا تھا بڑا عالم سمجھا کرتا ہے اور تھوڑی ہی معلومات پر فخر کیا کرتا ہے عجب نہین کہ تمکو بھی اپنی حالت پر ناز ہو کہ جو کتاب سامنے آجائے مین پڑھ سکتی ہون اور سب کچھ مجھکو آگیا خبردار ہرگز ہرگز ایسا خیال اپنے دل مین مت آنے دینا مین نے تمسے پہلے بھی کہا ہی کہ دریاے علم کی تھاہ کسی نے نہین پائی عبارت پڑھ لینے کو علم نہین کہتے یہ تو علم حاصل کرنیکا ذریعہ ہی علم وہ باتین ہین جو کتابون مین لکھی ہین حساب جغرافیہ تاریخ اخلاق طبعیات طب صرف نحو منطق ہندسہ ریاضی وغیرہ حسن آرا بیگم بہت چیزونکے جاننے اور بہت کتابونکے پڑھنے سے چندان فائدہ نہین ہی تمام تر علمون کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی

ہر ایک چیز کی اصل اور ہر ایک بات کی تہ کو دریافت کرے تم شروع سے سوچنے اور غور کرنے کی عادت ڈالو کوئی چیز جو دیکھو اسکی حقیقت اور کوئی بات جو سنو اسکی وجہ سوچنی چاہیئے۔ جو چیزین ہم رات دن دیکھتے ہین کچھ ایسی سرسری نظر سے دیکھتے ہین کہ گویا بالکل انسے بیخبر ہین پانی ہوا آگ درخت غلہ کپڑا زیور برتن بلکہ ضرورت اور خانہ داری کی سب چیزین آسمان ستارے کبھی کبھی کسی نے غور کیا ہی کہ کیا ہین اور جنھون نے کیا تو سمجھا کہ ایک ایک چیز بجاے خود ایک علم ہے سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہی۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار ٭ غرض ذہن کو خوض و فکر کی عادت رہے اور عقل کو تفتیش کا روگ لگجائے یک من علم را دہ من عقل باید کا ہی تو مطلب ہی ورنہ طوطی کی طرح پڑھا بھی تو کیا کتنا طوطے کو پڑھایا پردہ حیوان ہی رہا۔ ہان صاحب اب کہانی شروع ہو حسن آرا نے پڑھنا شروع کیا دو چار جملون تک تو آواز لڑکھڑائی مگر پھر تو صاف پڑھنے لگی

مسیح الملک کی باقی حکایت۔ اس کا بعد معزولی حج کو جانا اور اسکی بیٹی ناز پرور دکا جس نے امیرزادیونکی طرح تربیت پائی تھی بدّوونکے ہاتھ مین ہوشمند کنیز کے ساتھ گرفتار ہونا اور اس حالت بے ہنری سے تکلیف پانا اور ہوشمند کی کوشش سے رہا ہونا۔

مسیح الملک کی شامت جو آئی بیٹی کا بیاہ کرنے اٹھے پہلا کام تھا پس و پیش کچھ نہ سوچا اوگونکے حق مار مار کر زور و ظلم سے جو کچھ جمع کیا تھا سب خرچ کر ڈالا بلکہ ہزارون کا قرضہ سر کر لیا اور نام و نمود کے پیچھے مرمٹے شادی کے سامان دیکھ کر جہان پناہ

کو بدگمانی ہوئی اور ستم رسیدون کو کہنے سننے کا موقع ملا غرض دفتر شاہی سے نام کٹ گیا نام کا کٹنا تھا کہ قرض خواہون نے تنگ کرنا شروع کیا متوسلان شاہی ناراض تو تھے ہی راہ مین چلتے پھرتے آوازے کسنے لگے مسیح الملک سے سوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑی کہ کعبۃ اللہ جائین نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی سفر کا نام سنکر نوکرون چاکرون نے ٹکا سا جواب دیا گھر کے لونڈی غلام کنی کاٹ گئے اتنی بڑی بھیڑ مین سے صرف ایک کنیز ہوشمند نام ساتھ ہوئی اس کو حکیم صاحب کی چھوٹی بیٹی نازپرورد سے ساتھ کھیلنے اور ہم عمری کی وجہ سے بڑی محبت تھی اور اسی تعلق سے اُس نے نازپرورد کی رفاقت اختیار کی۔ ہوشمند تھی تو کنیززادی مگر بڑی ہی عقلمند اور اسم بامسمی تھی گو عقلمندی کے سبب سب اہل خدمت مین ممتاز اور سلیقہ مند اور صاحب شعور تھی مگر اس کی عقل آزادی چاہتی تھی اپنی حالت کو نہایت ناپسند کرتی اور جی ہی جی مین غور کیا کرتی کہ گھر بین تین قسم کے آدمی ہین ایک تو خود گھر والے جنکو سب طرح کا آرام اور اختیار حاصل ہے دوسرے نوکر کہ یہ لوگ گھر والونکی ٹہل خدمت تو کرتے ہین مگر خاطر خواہ اپنی مزدوری لیتے ہین اور جب کوئی نوکری سے ناخوش ہوتا ہے تو چھوڑ کر چلدیتا ہے۔ تیسرے ہم لوگ ہین جو لونڈی غلام کہلاتے ہین ہماری محنت اور مصیبت کی کچھ انتہا نہین نہ ہم چھوڑ کر کہین جاسکتے نہ کچھ تنخواہ کا استحقاق رکھتے سب مین ہم ہی کمبخت گئے گذرے ہوے ہین۔ ہوشمند اسکے سبب کی تفتیش مین تھی کہ آخر مین نے ایسا قصور کیا کیا ہے کہ اُسکی پاداش مین مجھکو عمر قید ہے بہتیرا سوچی کچھ پتہ نہین چلتا تھا دو ایک مرتبہ اُسنے قصد کیا کہ اپنے ہم جنسو نمین اس کا تذکرہ کرے

مگر کسی کو اس دل و دماغ کا نہ پایا دہ لوگ سب کے سب اسیقدر عقل رکھتے تھے
کہ کسی دن کام زیادہ پڑ گیا یا مارے پیٹے گئے تھوڑی دیر کو رو دھوئے
پھر ویسے کے ویسے مصرعہ چکنے گھڑے پہ بوند پڑی اور پھسل پڑی مگر ہوشمند
ہمیشہ اپنے تئین سیئے رہتی تھی مارنا پیٹنا کیسا کوئی سخت بات بھی کہتا تو مہینوں
اس پر صدمہ رہتا ہر وقت اپنی حالت اسکو پیش نظر رہتی اور اسیوجہ سی اداس
رہا کرتی تھی اکیلی ہوتی تو کبھی اپنی مصیبت پر رو یا بھی کرتی آزادی کا تصور
اس کے ذہن مین ایسا سما یا تھا کہ کوئی چیز اسکو خوش نہ آتی اور جس قدر ہوشمند
آزادی کی خواہشمند تھی اُسیقدر گھر والون کی نظرون مین ذلیل تھی خصوصاً ناز پرور[^1]
اسکی دماغداری سے نہایت جلتی اور کہا کرتی تھی لونڈی ہوکر اس کے یہ دماغ
ہین جھونپڑون مین رہنا اور محلون کے خواب دیکھنا۔ ہوشمند اپنے ذہن مین
چپکے چپکے اپنی نسبت یہ تحقیق کیا کہ چورانوے کے قحط مین اس کی مان کو
اس کا نانا دو روٹیون پر بیچ گیا تھا اس وقت اس کی مان چھ سات برس
کی تھی جب بڑی ہوئی تو حکیم صاحب نے کسی اپنے غلام سے نکاح کردیا
یہی ہوشمند ایک لڑکی ہوئی تھی کہ مان باپ دونون مرگئے ہوشمند کو جب
یہ حال دریافت ہوا تو دل مین کہنے لگی کہ البتہ اس گھر کا مجھ پر بہت بڑا احسان
ہے کہ مجھکو اور میری مان کو پرورش کیا مگر نرے حق پرورش سے یہ لازم نہین
آتا کہ مین تمام عمر کے لیے ایسی ذلت اور مصیبت مین رکھی جاؤن حق پرورش
جیسا مجھ پر ویسا خود گھر کے بال بچون پر بس کیا سبب کہ مین بڑی ہوکر لونڈی رہون

[^1]: ان لفظون کا یہ مطلب ہے کہ ناز پرور دنے ہوشمند کی شانمین اور بھی الفاظ نا ملائم کہے مگر وہ لکھے نہین گئے۔

اور یہ لوگ برابری کے درجے مین سمجھے جائین یہی نہ کہ میرا نانا قحط مین دو روٹیون
کا حاجت مند تھا اور اُس وقت دو روٹیان دے کر ان لوگون نے میرے
نانا کی جان بچائی لیکن جب ان کو اتنا مقدور تھا تو ان پر بھی میرے نانا کی مدد کرنی
فرض تھی دنیا مین اس سے بڑھ بڑھ کر لوگ سلوک کرتے ہین لیکن کوئی کسی کو
غلام نہین بنا لیتا اور یہ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ نانا نے میری مان کو بیچ کیونکر دیا ضرور
میری مان ان کی بیٹی تھی مگر کسی کو کسی کے بیچ دینے کا اختیار تو ٹھیک نہین معلوم
ہوتا غرض اس طرح کے بیسیون منصوبے ہوشمند کے ذہن مین بھرے تھے جب
حکیم صاحب کا کام بگڑا اور سب لونڈی غلام شتر بے مہار کی طرح چلتے پھرتے نظر
آئے ہوشمند کی نسبت بھی کسی کو اطمینان نہ تھا بلکہ سب کے بعد اس کا ٹھہرا رہنا
اور کاروخدمت مین پہلے سے زیادہ تند خو ہونا ہر ایک کو موجب حیرت تھا آخر
جب روانگی مین دو دن رہ گئے تو نازپرورد نے خود کہا کہ کیون ہوشمند وہ آزادی
جسکی تمنا تجکو برسون سے تھی اب یہ وقت ہی بسم اللہ جہان جی چاہے چلی جا
ہوشمند نے کہا البتہ مین آزادی کی بڑی قدر کرتی ہون مگر اس کا یہ مطلب نہین تھا کہ
مین اس گھر سے چلی جاؤن آپ سے جدائی اختیار کرون دنیا مین اس گھر کے سوا مجھکو
کسی سے تعلق نہین اگر اس بگڑے وقت مین میری جان بھی آپ کے کام آئے
اور حق نمک اور حق پرورش ادا ہو جائے تو مجھکو اسکے صرف کرنے مین بھی انشاء اللہ
دریغ نہ ہوگا غرض حکیم صاحب بی بی اور چھوٹی بیٹی اور ہوشمند کو ساتھ لے بمبئی
پہونچے اور یہان جواہر بیش بہا جو پاس تھے بیچ سامان ضروری اور نقد روپیہ جہاز
مین رکھ سولھوین دن جدے مین جا داخل ہوے حج کو ابھی بہت توقف تھا یہ صلاح

ہوئی کہ چلو پہلے مدینے ہو آئین راہ مین بدّوون نے آگھیرا مال ومتاع ذرا ذرا کرکے لوٹ لیا ہوشمند اور نازپرورد دونون کو جابر بدوی پکڑکر لیگیا اور گھر لیجا بی بی کے حوالے کیا کہ لو ان دونون کو لونڈی بناؤ گھر کی ٹہل خدمت ان سے لو جب ریحانہ اور ضیمران[۱] کا نکاح کرین گے تو یہی لونڈیان ان کے جہیز مین دینگے بیچاری نازپرورد کے حق مین تو گویا مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا گھر چھوٹا دیس چھوٹا مان باپ چھوٹے عزیز ویگانہ چھوٹے بیگم سے لونڈی بنی اور اس پر طرہ یہ کہ لونڈی بھی بنی تو نکمی اور ذلیل۔ جابر کے گھر چھالیا کترنی نہ تھی پان بنانے نہ تھے ورنہ شاید گھر در ویش برجان درویش نازپرورد کی بھی گذرتی یہان تو بھیڑ بکریون اور اونٹون کو چرانا پانی پلانا دودھ دوہنا گھر کا پیسنا پکانا یہ کام تھے سو انمین کوئی بھی نازپرورد کے بس کا نہ تھا نازپرورد کو دن رات رونے سے کام تھا اسکی مصیبت کو دیکھ دیکھ ہوشمند کا کلیجہ بھی منہ کو آجاتا تھا دو چار دن تو کسی نے ان سے کچھ پوچھا گچھا انھین جابر اپنی بی بی بیٹیون سے شاید انکے بارے مین کچھ کہتا سنتا ہو وہ انھون نے سمجھا نہین نازپرورد تو روتی ہی رہی مگر ہوشمند نے گھر کے کام کاج مین ہاتھ لگانا شروع کردیا ایک دن جابر اپنی بی بی سے باتین کرتا تھا اور نازپرورد کی طرف آنکھین نکال نکال دیکھتا بھی جاتا تھا ہوشمند سمجھی کہ اب اسکو نازپرورد کا رونا اور کام نہ کرنا ناگوار ہے ڈری اور نازپرورد سے جاکر کہا کہ تقدیر کا جو لکھا تھا سو ہوا اور جو کچھ اور لکھا ہے سو ہوگا مگر رونے سے حاصل کیا پانچ پانچ چھ چھ دن ہوئے دانہ اتبک آپکے منہ مین نہین گیا آنکھین تمام سوج گئی ہین ذرا دل کو مضبوط کیجیے۔ یہ کہنا تھا کہ نازپرورد

---

[۱] جابر بدوی کی دونون بیٹیون کا نام ہے۔

اور پھی بے اختیار ہو کر رونے لگی تھوڑی دیر بعد ہوشمند نے کہنا شروع کیا کہ رونا
کچھ آج تھوڑا ہی ختم ہوا جاتا ہے یہ تو عمر بھر کا روگ لگا ہیں گے تو بہتیرا روئین گے۔
نازپرورد۔ کیا کرون دل ہے کہ اُمڈا چلا آتا ہے اندر سے۔ ہوشمند۔ سچ ہی مصیبت
سی مصیبت ہی جتنا رنج کیجئے تھوڑا ہے مگر مین کہتی ہون اسکا انجام کیا ہوگا۔ نازپرورد
مین اسی طرح اپنی جان دونگی۔ ہوشمند۔ اے کاش جان کا دینا اپنے اختیار مین ہوتا
تو بھلی ہی بات نہ ہوتی مجھکو مرنا قبول تھا مگر آپ کی تکلیف دیکھنے کا یارا نہین۔
نازپرورد۔ غش پہ غش تو مجھکو آنے ہی لگے ہین دو ایک دن مین جان بھی نکل جائے گی۔
ہوشمند۔ سب کچھ تو ہوا مگر خدا نے اس وقت تک بے حرمتی نہین کی اب مجھکو اس کا
بھی کھٹکا ہے۔ نازپرورد یہ سُنکر چونک پڑی اور پوچھا کیا۔ ہوشمند۔ وہ بدوجو ہمکو
پکڑ لایا ہے اُسکا نام جابر ہے آج وہ اپنی بی بی سے باتین کر رہا تھا اور آپکی طرف
آنکھین نکال نکالکر دیکھتا جاتا تھا اسکے تیور اچھے نظر نہین آتے۔ نازپرورد۔
آخر کیا کہتا تھا۔ ہوشمند۔ اپنی بولی مین بہت دیر تک نہین معلوم کیا کہتا رہا مگر
تھا ضرور آپ ہی کا مذکور۔ نازپرورد۔ تمکو کیا معلوم ہوا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔
(آج یہ پہلا مرتبہ تھا کہ نازپرورد ساری عمر مین ہوشمند سے تم کہکر بولی) ہوشمند۔
میرے قیاس مین وہ یہی چاہتا ہے کہ آپ رونا دھونا موقوف کر کے کام کاج
کرین۔ یہ کہنا تھا کہ نازپرورد پھر بیتاب ہوگئی اور بہت دیر کے بعد سنبھل کر کہنے
لگی کہ اگر مین اسکی مرضی کے موافق نہ کرونگی تو یہی نہ کہ مجھکو مار ڈالے گا سو مین
خود جان دینے کو موجود ہون۔ ہوشمند۔ مرنے پر آپ سے زیادہ مین دلیر ہون
مگر وہی خوف ہے کہ شاید اسنے جان سے نہ مارا اور کچھ بے حرمتی کی۔ نازپرورد

پھر کیا کرنا چاہیے۔ ہوشمند۔ سنگ آمد و سخت آمد اٹھانا چاہیے۔ نازپرورد۔ تم جانتی ہو مجھکو کوئی کام کرنہین آتا۔ ہوشمند۔ کام تو مین کرونگی صرف آپ میرے ساتھ چلتی پھرتی رہیے۔ نازپرورد۔ کیا یہان سے رہائی کی کوئی تدبیر نہین۔ ہوشمند۔ کون تدبیر ہے۔ نازپرورد۔ رات کو چھپکر بھاگ چلین۔ ہوشمند۔ اجنبی ملک اجنبی لوگ نہ شہرون کے نام معلوم نہ کہین کی راہ معلوم پانون مین چلنے کا بوتا نہین کہان بھاگ کر جا سکتے ہین۔ نازپرورد۔ ابا کی کچھ خبر نہین۔ ہوشمند۔ کچھ نہین۔ نازپرورد۔ یہ جابر تو ضرور جانتا ہوگا۔ ہوشمند۔ بیشک۔ مگر پوچھے کون اول تو اس کی بولی نہین آتی۔ دوسرے وہ کچھ اس طرح کا سخت مزاج آدمی معلوم ہوتا ہے کہ خود اسکی بیٹیون کا اسکی صورت دیکھنے سے دم فنا ہوتا ہے ڈر کے مارے سامنے تک تو جاتین ہین نہین۔ نازپرورد۔ عورتون مین کوئی بھلی مانس ہے۔ ہوشمند۔ ابھی کیا معلوم مگر منجھلی بیٹی ثمران کچھ ملنسار معلوم ہوتی ہے وہ جب ہملوگون کی طرف دیکھتی ہے تو اسکی نگاہ مین ایک رحم پایا جاتا ہے۔ نازپرورد۔ چلو اسی سے اپنی مصیبت بیان کرین۔ ہوشمند۔ کس زبان مین۔ نازپرورد۔ کچھ اشارون ہی سے اس کو سمجھائین۔ ہوشمند۔ ابھی جلدی نہین کرنی چاہیے۔ نازپرورد۔ زبان کے نہ جاننے سے کیسی خرابی آتی ہے۔ ہوشمند۔ مین تو سمجھتی ہون کہ زبان کا نہ آنا اس وقت ہمکو بہت فائدہ دے رہا ہے۔ اول تو اگر ہم کوئی کام ان لوگون کی مرضی کے موافق نہ کر سکین تو نہ سمجھنے کا عذر معقول ہے دوسرے میرے اور آپ کے ارادے ان پر ظاہر نہین ہو سکتے بے تکلف ہم لوگ باتین کیا کرین انکو خاک خبر نہین ہوتی۔ نازپرورد۔ جابر کی بی بی اور بیٹیان تو اپنے ہاتھون سب کام کرتی ہین اب کیا یہ لوگ سارا کام ہمارے سر

ڈالکر الگ ہو جائینگے۔ ہوشمند۔ نہین یہ تو ان لوگون مین ایک بڑا عمدہ دستور معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ لونڈی غلامون کو کام اور کھانے اور کپڑے اور سب باتون مین گھر والون کے ساتھ برابر رکھتے ہین۔ غرض ہوشمند کے ڈھارس دلانے سے نازپرور بھی اُٹھنے بیٹھنے لگی مگر کام کی عادت تو تھی ہی نہین اُسپر سے دل مُردہ کچھ ہوتا ہوا نہ تھا اور بے سلیقگی کے سبب سے جس کام کو ہاتھ بھی لگاتی خراب کرتی جابر کے گھر والے اس کو نری احمق اور نری کام چور جانتے تھے وہ تو ہوشمند ہر ایک کام مین اُس کی شریک ہو جاتی تھی اس سے نازپرور کا پردہ ڈھکا چلا گیا ورنہ خدا جانے کیا نوبت ہوتی ہوشمند اپنی ہڈیان پیلتی اور اکیلے دم پر تمام مصیبت جھیلتی مگر نازپرور کی تکلیف گوارا نہ کرتی اور جہان تک ہو سکتا اسکو کسی کام مین ہاتھ نہ لگانے دیتی۔ جابر بدوی کے گھر جا کر نازپرور کو اپنی ساری حقیقت کھل گئی ہوشمند کے ساتھ اپنی حالت کو مقابلہ کرتی تو آپ اپنی نظرون مین تھوڑی تھوڑی ہو کر رہ جاتی اب اسنے جانا کہ جن لوگون کو نظر حقارت سے دیکھتی تھی واقع مین وہی بڑے کام کے تھے اور مین ہی بڑی نکمّی بے مصرف دوسرون کی محتاج دوسرون کی دست نگر ہون اب اُسنے سمجھا کہ آزادی کیا چیز ہے اور دوسرون کی لونڈی ہو کر رہنا کتنی بڑی تکلیف کی بات ہی اب اسکو ہوشمند کی قدر آئی کہ آزادی کی تمنا اس کو بیجا نہ تھی اس پر بھی یہ غنیمت تھا کہ جابر کے گھر یہ دونون ایسی ذلیل نہ تھین جیسی خود اسکے اپنے گھر کی لونڈیان یہان تو جس طرح ضیمران اور ریحانہ جابر کی دونون بیٹیان رہتی تھین اسی طرح نازپرور اور ہوشمند تھین کھانا ایک کپڑا ایک سب کا کام برابر یہ نہین کہ دلی لکھنؤ کی بیگمون کی طرح جابر کی بی بی بیٹیان پلنگون پر لدی

بیٹھی رہین اور ہلکر پانی تک نہ پئین کچھ ایک جابر پر کیا موقوف تھا اس ملک کا دستور ہی ایسا ہے کیسے ہی بڑے امیر کیون نہ ہون کام کرنا عار نہین سمجھتے جابر جھا تو لٹیرا مگر خوش حال تھا سو اونٹ تو لدو تھے ہزار کے قریب بھیڑ بکریان رہی ہونگی یہی اُسکا دھن دولت تھا اور جو کبھی برس دو برس مین کچھ لوٹ ہاتھ لگ گئی تو وہ علاوہ باآنہمہ اُس کی اور اس کے گھر والونکی زندگی نہایت سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ تھی ہر شخص سیر چشم مہمان نواز سخی دلیر محنتی جفاکش وعدے کا سچا اور قول کا پکا۔ ہر چند کہ یہ سب باتین مدت تک نازپرورد کو عجیب معلوم ہوتی رہین مگر چونکہ سب مین نیکی کا پرتو تھا رفتہ رفتہ نازپروردان کو پسند کرنے لگی اور ہوشمند سے کبھی کبھی کہا بھی کرتی کہ یہ جنگلی بدو گو وحشی ہین مگر بہت باتین مین ان ہین شہر والون سے بہتر پاتی ہون۔ ہوشمند۔ ایک بات تو مجھکو بھی اس ملک کی بہت پسند آئی وہ یہ کہ عورتون کی اس طرف زیادہ قدر ہے۔ نازپرورد آخر اسکا سبب کیا معلوم ہوتا ہے۔ ہوشمند۔ ایک تو یہ کہ عورتین اپنی رائے سے شادی کرتی ہین اب دیکھئے غیر مردان کی باتین ادھر ادھر سے آتی ہین وہ غیر مردان سے بے تامل ان ہین گفتگو کرتی ہے ہمارے ہندوستان مین اول تو لڑکیون کو ایسی چھوٹی سی عمر مین بیاہ دیتے ہین کہ انکو ایسی باتون کی تمیز ہی نہین ہوتی اور جو لڑکی بڑی عمر کی بھی ہو جائے تو اپنی شادی مین وہ کچھ بول نہین سکتی اسکو بیحیائی قرار دے رکھا ہے دوسرے عورتونکی زیادہ قدر ہونے کا ایک بڑا سبب اور ہے وہ یہ کہ نکاح کے بارے مین جیسی آزادی مردون کو ہے ویسی ہی عورتون کو ہے مرد یہان کئی کئی نکاح کرتے ہین عورتون کا بھی یہی حال ہے طلاق یہان عیب نہین دوسرا نکاح عورتون کو

یہان منع نہین عذرا[۵] کا حال آپ کو معلوم ہے یہ جابر ساتوین جگہ ہے اور پھر دیکھیے تمام گانون مین ساری بی بیان عذرا کی کیسی عزت کرتی ہین نکاح کا تعلق اس ملک مین ایسا قوی تعلق نہین ہے جیسا ہمارے ملک مین ہی تھوڑے تھوڑے مہر ہوتے ہین مرد ناخوش ہوا فوراً طلاق دیدی عورت ناراض ہوئی جھٹ سے خلع کر لیا پھر اب یہ نہین کہ طلاقن ہے تو کوئی اُس کو عیب لگائے نہین ہزارون اس کے خواہان سیکڑون اسکے طالب ہمارے ہندوستان مین مردون نے اپنی آزادی تو قائم رکھی جسکا مقدور ہوا وہ دو دو تین تین چار چار بیبیان کر لیتے ہین عورتون پر قید ہے کسی حالت مین دوسرا نکاح نہین کر سکتین اس سبب سے مرد کے مقابلے مین عورت بہت دبی ہوئی ہے۔ اس اثنا مین ضیمران کا نکاح بھی ٹھہر گیا ضیمران بدوونکا ایک سردار تھا اسی کے بیٹے ثابت سے قرار پائی جابر کے گھر تو بڑی خوشیان ہونے لگین مگر ہوشمند اور نازپرور دکے غم پھر تازہ ہو گئے کیونکہ جابر اسی نیت سے ہوشمند اور نازپرور کو لایا تھا کہ اپنی بیٹیون کے جہیز مین دے سو اب ہوشمند اور نازپرور دکے ایک دوسرے سے جدا ہونے کا وقت آپہونچا جابر نے ضیمران کو اختیار دیا کہ ہوشمند اور نازپرور د سے جسکو پسند کرے لے ضیمران نے ہوشمند ہی کو لیا ضیمران مزاج کی ایسی نیک تھی کہ اگر ہوشمند کہتی سنتی تو وہ اس کے عوض نازپرور دکو لے لیتی مگر باوجودیکہ نازپرور دکی جدائی نہایت شاق تھی ہوشمند نے ضیمران کے ساتھ اپنا ہی جانا مناسب سمجھا اسواسطے کہ اتنی مدت جابر کے یہان رہی اور کسی وقت فکر آزادی سے غافل نہ تھی مگر کوئی سبیل نہ نکلی ہرچند کوئی وجہ

[۵] ریحانہ اور ضیمران کی مان کا نام ہے۔

امید کی نہ تھی مگر ہوشمند کا دل اندر سے خود بخود گواہی دیتا تھا کہ مغبرہ کے گھر
جا کر ضرور کوئی صورت رہائی کی نکلے گی اور اس امید کو ہوشمند نے اس طرح وثوق
کے ساتھ ناز پرورد کے روبرو بیان کیا کہ اسکو بھی تسلی ہو گئی ضیمران کا بیاہ ہوا تو وہ
بھی سادہ اور بے تکلف شرعی نکاح تھا اور رہمانی اور جہیز کا سامان بھی اتنا مختصر
کہ اگر جابر دہلی یا لکھنؤ مین ایسا مقدور رکھکر یون بیٹی کا بیاہ کر لیتا تو دنیا تھڑی تھڑی
کرتی غرض ضیمران مان باپ سے رخصت ہو کر مغبرہ کے گھر آئی ہوشمند ساتھ تھی
تھوڑے دنون کے بعد کیا اتفاق ہوا کہ ہوشمند ثابت اور ضیمران کو کھانا کھلاتی تھی
ثابت کے ہاتھ پر جو ہوشمند کی نگاہ جا پڑی تو اسکو بعینہ اسی طرح کی انگوٹھی پہنے
دیکھا جیسی حکیم صاحب پہنے رہا کرتے تھے تا بدیر غور سے دیکھتی رہی ہی حلقہ وہی
نگین ایک دو دفعہ موقع پا کر ثابت کے سونے کی حالت مین بھی ہوشمند نے اُس
انگوٹھی کو دیکھا اور اچھی طرح یقین کر لیا کہ ضرور انگوٹھی ہی حکیم صاحب کے ہاتھ کی
اب اس بات کے درپے ہوئی کہ یہ انگوٹھی ثابت تک کیونکر پہونچی بدو بٹے اٹھائو ہوتے
ہین اور چھوٹی چھوٹی باتو نمین کشت و خون پر آمادہ ہو جاتے ہین ضیمران کو سسرال
گئے ہوئے تیسرا یا چوتھا مہینا تھا کہ دفعۃً مغبرہ کے یہان لڑائی کی طیاریان ہونے
لگین اور اُسنے یہ صلاح کی کہ عورتون کو شیخ بصرہ کے گھر پہونچا دے یہ ایسی بات نہ تھی کہ
ہوشمند کو اسکی وجہ معلوم کرنے مین کچھ دقت ہوتی تھوڑی ہی تفتیش سے یہ امر
دریافت ہوا کہ مغبرہ بدوون کے ایک بڑے گروہ کا سردار ہے اور وہ لوگ جہان کہین
لوٹ مار کرین مغبرہ کو گھر بیٹھے عشر یعنی دسوان حصہ بھیجتے ہین پار سال حج سے
پہلے مدینے کی راہ مین ہند کا قافلہ لوٹا گیا تھا اور اُس لوٹ مین شداد نامے مغبرہ

کے گروہ کا ایک شخص بھی شریک تھا اُسنے لوٹ مین سے جسقدر حصہ پایا تھا اسکے
عشر کی عوض ایک انگوٹھی جو ثابت کے ہاتھ مین تھی مغیرہ کو دی اب چند روز ہوئے
مغیرہ کو یہ خبر پہونچی کہ شداد میر قافلہ کو بھی پکڑ لایا تھا اور اسکو غلام بنانا چاہا وہ شخص
پیر مرد تھا اسنے کہا کہ مین ضعیف ہون کار و خدمت کے لائق نہین مجھکو غلام بنا ئیے
تجھکو کیا حاصل ہوگا تب اس سے یہ شرط کی کہ تو مجھکو ہزار درہم دے تو چھوڑ دون وہ
پیر مرد ہندی طبیب بھی تھا چنانچہ مکے مین آکر کچھ اپنے پیشے سے کمایا اور کچھ اپنے
ہموطنون سے لیا اور ہزار درہم شداد کو دیے مغیرہ نے اس ہزار درہم کا عشر شداد کو
مانگ بھیجا شداد نے انکار کیا اسی بات پر تکرار بڑھتے بڑھتے لڑائی ٹھہری پہلے تو شداد نے
اس ہزار درہم سے انکار کیا مغیرہ کو پکی خبر ملی تھی کہ وہ طبیب ہندی ہنوز مکے مین
ہے اسنے اپنے دوست شریف مکہ کی معرفت دریافت کرایا تو ہزار درہم کا ملنا صحیح
تھا مغیرہ نے عشر کے لیے تنگ طلبی کی اب تو ہوشمند کو حکیم صاحب کا ٹھیک
ٹھیک پتہ ملگیا نہایت خوش ہوئی اور جی مین کہنے لگی ہائے پر ہوتے تو اسی
وقت اڑکر جاتی اور ناز پرورد کو خوشخبری سناتی حقیقت حال سنتے کے ساتھ
ہوشمند دل مین منصوبے کرنے لگی کہ حکیم صاحب مکے مین ہین تو وہان سال بسال
ہر طرف سے آدمی حج کو جاتے ہین کہلا بھیجنا کچھ مشکل نہین مغیرہ اور شداد مین جو
لڑائی ہونے والی تھی حج کے دن قریب آجانیکی وجہ سے وہ بھی ملتوی ہوگئی ہوشمند
نے تحقیق کیا تو متوکل نامی ایک معلم مغیرہ کے گانونکا رہنے والا ہندی لوگون کو
مناسک حج کی تعلیم کے لیے ہر سال مکے مین جایا کرتا تھا یہ شخص ایک طرح کا مجاور
تھا یلملم مین جہاز سے اترتے اترتے ہندیونکو جا لیا اور دس بیس کو حج کرادیا انھدنون

نے اس خدمت کے صلے مین جو کچھ دیدیا یہی متوکل کی معاش تھی متوکل بڑا نیک دل اور خدا پرست آدمی تھا اور بدو اسکے زہد و صلاح کے بہت معتقد تھے خصوصًا غیرہ ہوشمند جو کچھ مغیرہ کے گھر سے پاتی اپنا پیٹ کاٹ کر متوکل کے گھر دے آتی رفتہ رفتہ جب ہوشمند نے متوکل سے اچھی طرح تعارف پیدا کر لیا اور اسکی دینداری اور امانت پر اسکو اعتماد ہو گیا تو اسنے متوکل سے کہا کہ مجھکو آپ سے ایک حاجت ہے وہ یہ کہ آپ مکے جائیے تو شریف مکہ کے پتے سے ایک ہندی طبیب مسیح الملک کا پتہ لگا کر اتنا اُن سے کہہ دیجیے گا کہ ناز پرور نے جو بیر الاعراب[1] مین جابر بدوی کے پاس ہے آپکو سلام کہہ دیا ہے متوکل نے بہت وثوق کیساتھ وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمھارا پیام مین ضرور ضرور مسیح الملک تک پہونچا دونگا غرض یہ کہ جانے کیساتھ متوکل نے مسیح الملک کو ڈھونڈھا تو جلدی سے پتہ مل گیا اس واسطے کہ مسیح الملک خود شریف مکہ کے ہان معالج تھے جون ہی مسیح الملک نے ناز پرور کا نام سُنا بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے متوکل چونکہ خدا پرست آدمی تھا مسیح الملک کو روتے دیکھ پوچھنے لگا کہ آپ کی مصیبت مین مجھسے کچھ مدد ہو سکے تو انشاء اللہ تعالیٰ مین دریغ نہ کرونگا تب مسیح الملک نے اسکے ہو جانے اور قید رہنے کا قصہ بیان کر کے کہا کہ ناز پرور مجھی بدبخت کی بیٹی ہے مجھکو صرف اتنی تدبیر بتا دیجیے کہ اسکی رہائی کی عمدہ تدبیر کیا ہے متوکل نے کہا تمام اعراب اگرچہ خود سر ہین مگر چونکہ مکہ کا ادب کرتے ہین اگر شریف ساعی ہو تو آپ کی بیٹی کی رہائی بہت سہل ہے مسیح الملک یہ سنکر بہت خوش ہوے اور فوراً

[1] عرب گانون کا نام ہے جس مین جابر کا گھر تھا۔

شریف مکہ سے جاکر عرض حال کیا شریف نے اسیوقت نامہ لکھدیا اور اپنا خاص
خادم مسیح الملک کے ساتھ کردیا مسیح الملک خادم شریف کو ساتھ لے بیرالاعراب
مین گئے اور جابر کو شریف کا نامہ دیا جابر نے خط پڑھنے کے ساتھ مسیح الملک کو
بہت خاطرداری سے اپنے گھر مین لیجانا چاہا مسیح الملک نے تامل کیا جابر نے کہا یہ
ہرگز قرین انصاف نہین ہے کہ آپ کی بیٹی برس روز سے میرے اہل وعیال مین
داخل رہے اور مین اسکے ناموس کا حافظ رہون اور آپکو اجنبی سمجھون غرض جابر مسیح الملک کو
گھر کے اندر لے گیا نازپرورد باپ کو دیکھتے ہی دوڑ قدمون سے لپٹ گئی اور جدائی
کے حالات جو دونون کو یاد آئے تو بیٹی باپ دونون ایسی دھاڑھین مار مار کر
روئے کہ جابر کے گھربھر کے دل ہل گئے ؎ وہ رو رو کے اس طرح دونون ملے
کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے ٭ نازپرورد نے تھمتے کے ساتھ اپنی ماں کی
خیریت پوچھی۔ مسیح الملک۔ تمھاری مفارقت مین زندہ درگور ہوئی۔ پھر ہر ایک نے
اپنی اپنی مصیبت کا تذکرہ کیا۔ مسیح الملک پر متوکل سے نازپرورد کا سلام اور
پتہ سنکر ایک شادی مرگ کی حالت طاری ہوگئی تھی اس وقت اس نے متوکل
سے کچھ اور نہین پوچھا اس واسطے مسیح الملک کو اس وقت تک ہوشمند کا حال
معلوم نہین تھا بلکہ جب اس نے ہوشمند کو نازپرورد کے پاس نہین پایا تو یہ جانا
کہ شاید وہ کہین اور ہوگی نازپرورد نے مسیح الملک سے پوچھا کہ یہ میرا پتہ آپ کو
معلوم کیونکر ہوا مسیح الملک۔ مجھ سے متوکل نامی ایک معلم نے تمھارا سلام
اور پتہ بیان کیا۔ نازپرورد۔ مین تو متوکل کے نام سے بھی واقف نہین شاید
خدائے تعالیٰ نے میری مصیبت پر رحم کرکے رجال الغیب مین سے کسیکو آپکے

یا میں بھیجا ہو یا ہوشمند یہاں تھی اسنے کسی سے کچھ تذکرہ کیا ہو مگر مجھکو معلوم نہیں ۔
مسیح الملک ہوشمند بھی تمھارے ساتھ تھی. نازپرورد شروع سے وہ تو
اب پانچواں مہینا ہے کہ جابر کی بیٹی ضیمران کے جہیز میں دیگئی اور انکے ساتھ
روانہ ہوئی مسیح الملک ضیمران کہاں بیاہی گئی. نازپرورد. یہاں سے چھ یا سات
منزل کوئی مقام عمران ہے وہاں معیز کے بیٹے ثابت سے. مسیح الملک متوکل کا
تخت عجب ہے. نازپرورد. فی الواقع عجب ہے جابر سے پوچھیے شاید کوئی
شخص بیرالاعراب میں اس نام کا ہو مسیح الملک نے جابر سے پوچھا تو اس نے
کہا یہاں تو نہیں ہے عمران دیار [illegible] مسیح الملک اور نازپرورد کو یقین ہوا کہ انکی
رہائی میں ہوشمند نے شرکت کی ہے نازپرورد نے ہوشمند کی وفاداریاں
اور اسکے احسان اور مہربانیاں سب مسیح الملک سے بیان کیں مسیح الملک نے
دل میں کہا ہر گز اتفاق [illegible] صورت [illegible] ذکر میں نازپرورد کو کہا کہ ان اور
ہوشمند کا [illegible] میں [illegible] کرو [illegible] سے عمران جانے کا ارادہ کیا اور جابر
سے [illegible] کا حال پوچھنے لگا جابر نے کہا کہ آج شام تک ایک قافلہ عمران سے
آنے والا ہے اس سے ٹھیک حال معلوم ہوگا گھڑی بھر رات گئے قافلہ آیا اور ہوشمند
بھی اسکے ساتھ تھی مسیح الملک کو دیکھتے ہی قدموں پر سر رکھدیا مسیح الملک نے
پوچھا تو سارا حال بیان کیا کہ متوکل حج سے واپس آیا تو میں نے اپنے پیام کا حال اس سے
پوچھا معلوم ہوا کہ آپ سے اور [illegible] بیوی کی رہائی کی تدبیر ہو گئی اور شریعت کا
نامہ لیکر آپ بیرالاعراب روانہ ہوئے متوکل نے مجھ سے آپ کا ماجرا پوچھا

[illegible] یعنے نازپرورد۔

مین نے شروع سے آخر تک بیان کیا تب اسنے مجھسے پوچھا کہ تو نے اپنی رہائی کی کچھ فکر نہ کی مین نے جواب دیا کہ مجھکو رہائی کی ضرورت نہین مین تو تمہاری کنیز رہنا منظور ضرورت ہو خدا انکو نصیب کرے متوکل کو نہین معلوم کیا سوجھی اور کیا غیرت آئی غرض مجھکو آزاد کر دیا مین نے کہا کہ مین یہ احسان اپنے سر نہین لے سکتی تاوقتیکہ اپنی آقا کو آزاد نہ دیکھ لون یہان قاصد آنیوالا تھا مجھکو اسکے ساتھ کر دیا یون خدا نے ناز پرور اور ہوشمند دونو کی رہائی کی اور مسیح الملک بھی خوشی خوشی دونو کو ساتھ لیے ہوے رخصت ہوے مسیح الملک نے ہوشمند کو بیٹی اور ناز پرور نے اسکو اپنی بہن بنایا کہانی ختم ہوئی تو سب لڑکیون نے تعریف کی کہ سبحان اللہ بڑی عمدہ اور بڑے مزے کی کہانی ہے ناز پرور اور ہوشمند کی وفاداری پر حسن آرا عرب مین تو لوگ حج کرنے جاتے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان دینداری کا چرچا زیادہ ہے پھر بدوون نے ان بیچارون کو کیون لوٹا اور بیچاری دو بیٹیون کو پکڑ کر کس طرح لونڈی بنایا۔ استانی جی کلثوم نے عرب کا جغرافیہ عرب کی تاریخ بہت کچھ پڑھی ہے وہ انکا کچھ حال تو حسن آرا بیگم کو سناؤ

عرب کا جغرافیہ اور بدوون کے حالات

کلثوم۔ عرب ایک ویران ملک ہے اس کا نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آبادی بہت کم ہے صدہا کوس کے ریگستان پڑے ہین جن مین نہ پانی ہے نہ درخت نہ گھاس نہ بستی اگر عرب مین مکہ مدینہ نہ ہوتا تو کوئی عرب کی طرف منہ بھی نہ کرتا اور ملکون مین جو لوگ جاتے ہین تو آخر کسی غرض سے جاتے ہین کہین غلے کی افراط ہے کہین میوے کی کثرت کہین جواہرات پیدا ہوتے ہین غرض کوئی نہ کوئی چیز نایاب یا کثرت سے اس ملک مین ہوتی ہے کہ اُسکی ضرورت لوگون کو کھینچ بلاتی ہے سو عرب

ہین صرف خدا کا نام ہے نہ غلہ نہ میوہ نہ جواہرات نہ کچھ نہ کچھ محمودہ۔ کیون عرب
کے اونٹ عرب کے گھوڑے تمام جہان مین نامی ہین اونٹ تو بھلا خیر ہندوستان
مین بیکانیر کی طرف یورپ افریقہ کے ملک مین بھی ہوتا ہی مگر گھوڑے جیسے عرب
ہین عمدہ اور بیش قیمت ہوتے ہین کسی ملک مین نہین ہوتے۔ کلثوم آپنے درست
کہا عرب مین گھوڑے بڑے نفیس ہوتے ہین مگر گھوڑا ایسی عام ضرورت کی چیز نہین
عرب مین تجارت کیلئے لوگ بہت کم جاتے ہین البتہ حج کیلئے ہر سال اطراف وجوانب سے
لاکھون آدمی مکہ مین جمع ہوتے ہین اور بعض دیندار لوگ ہجرت کر کے بھی عرب مین
جا رہے ہین وہانکے اصلی باشندے بدو ہین جنکا نہ کوئی شہر ہے نہ گھر یہ لوگ اس ملک کے
کنجرون کی طرح خانہ بدوش ہوتے ہین سرکی کی جگہ چرمی خیمون مین رہتے اور بال بچے مویشی
ساتھ لیے پھرتے جہان پانی قریب ہوا اور مویشیون کا چارہ پا یا رہ پڑے جب
پانی گھاس کی تکلیف ہونے لگی دوسری جگہ جا رہے لوٹ کھسوٹ ان لوگون کا
موروثی پیشہ ہے ہر سال حج کے دنون مین دو چار کمزور قافلے لوٹ لیتے ہین

عام جغرافیہ مختصر

حسن آرا۔ کیون بوا کلثوم یہ سب حال تمنے کس کتاب مین پڑھا کلثوم جن کتابون
مین شہرون اور ملکون کا حال لکھا ہوا ہی انکو علم جغرافیہ کی کتابین کہتے ہین اس علم
مین بہت سی کتابین ہین مگر حال مین بابو شیو پرشاد صاحب نے جام جہان نما
ایک کتاب لکھی ہی بڑی اچھی کتاب ہی حسن آرا۔ کیا تمام روے زمین کے شہرون اور
ملکونکا حال اسمین ہی کلثوم بیشک تمام روے زمین کی مختصر کیفیت بھی اُس کتاب کے پڑھنے
سے بخوبی معلوم ہو جاتی ہے مگر ایشیا اور خاصکر ہندوستان کا حال تو نہایت تفصیل

سے لکھا ہے۔ حسن آرا۔ ایشیا افریقہ نئے نئے لفظ سننے مین آتے ہین انکا مطلب مین خوب نہین سمجھتی۔ محمودہ۔ مین آپ کو سمجھادون جس طرح مکان مین ہر ایک حصے کا کچھ نام رکھ لیتے ہین غسل خانہ آبدار خانہ باورچی خانہ توشے خانہ بالاخانہ صحن غلام گردش سایبان صطبل خانہ باغ پائین باغ شہ نشین دالان کوٹھری وغیرہ اسی طرح زمین کے حصون کے نام رکھ لیے ہین جو حصہ سمندر کے پانی مین ڈوبا ہوا ہے اُسکو تری یا بحر اعظم کہتے ہین اور جو پانی سے کھلا ہے اس کو خشکی یا بر اعظم۔ بحر اعظم کے بھی ٹکڑے کر لیے ہین۔ لال سمندر کالا سمندر ہند کا سمندر شمالی سمندر جنوبی سمندر انھین ٹکڑون کے نام ہین خشکی کے دو بڑے حصے ہین بڑا پرانی دنیا اور چھوٹا نئی دنیا حسن آرا۔ نئی پرانی کیسی دنیا؟ محمودہ۔ نئی دنیا کا حال پہلے کسیکو معلوم نہ تھا اب کوئی چار سو برس سے معلوم ہوا کہ یہان بستی ہے نئی دنیا کو امریکا کہتے ہین۔ اُس کے دو ٹکڑے ہین شمالی امریکا اور جنوبی امریکا۔ ہم لوگ پُرانی دنیا مین رہتے ہین اسکے تین ٹکڑے ہین ایشیا یورپ افریقہ ایشیا مین ہندوستان چین افغانستان عرب ایران توران وغیرہ ہین یورپ انگریزون کا ملک ہے اور افریقہ حبشیونکا مجمل حال تو یہ ہے اور مفصل سے کتابین بھری پڑی ہین اگر آپ نقشہ دیکھیے تو خوب سمجھ مین آلے ہاجرہ ذرا وہ کتاب تو دو جسمین نقشے ہین۔ محمودہ نے ہاجرہ سے کتاب لے پہلے کرہ زمین کا نقشہ حسن آرا کے روبرو پھیلا دیا اور کہا کہ دیکھو یہ تمام زمین کی تصویر ہے۔

کرہ زمین کا نقشہ مع حالات عامہ

حسن آرا۔ تم تو کہتی تھین زمین گول ہے یہ چکی کے سے دو پاٹ الگ الگ کیسے ہین محمودہ۔ ان دونون کو جوڑ کر بیچ مین مٹی یا کچھ اور چیز بھر دو تو ٹھیک زمین کی شکل بنجائے

ایک سٹی کا گولہ بنا کر اُس پر موقع موقع سے ملکون اور سمندرون اور پہاڑون اور ندیون کے نشان بنا دیتے ہین وہ خوب ہوتا ہی اسکو کرہ کہتے ہین ہمارے یہان کا کرہ انگلستان سے مدرسے کی استانی جی نے منگوا بھیجا ہی وہ ہوتا تو اس سے خوب سمجھ مین آتا مگر اسی نقشے مین دیکھئے کہ نیلی پیلی لال سبز لکیرون سے جو جگہ گھری ہی وہ تو خشکی ہے باقی جو جگہ آپ خالی دیکھتی ہین تمام سمندر ہے۔ حسن آرا۔ آہا ہر چہار طرف سمندر ہی سمندر پھیلا ہوا ہے۔ محمودہ۔ بیشک مین نے آپ سے کہا تھا نہ کہ تین حصے کے قریب سمندر ہے اور ایک حصے کے قریب خشکی۔ حسن آرا۔ اکھڑا ہوا ٹکڑے کی طرح کیا بنا ہے۔ محمودہ۔ امریکا ہین۔ حسن آرا۔ امریکا مین پہاڑون کی بڑی کثرت معلوم ہوتی ہے۔ محمودہ۔ واقعی۔ حسن آرا۔ اور یہ لہریے دار لکیرین کیا ہین۔ محمودہ۔ دریا ہین۔ حسن آرا۔ ہماری دلی اس نقشے مین کہان ہے۔ محمودہ۔ دلی [illegible] ایک ... مین تمام زمین ہے اسمین اتنی گنجائش نہین ہو سکتی کہ تمام شہرون کے نام لکھے جائین ورنہ نقشہ ایسا گچ پچ ہو جاتا کہ پڑھا بھی نہ جاتا مگر یہ دیکھیے ہندوستان ہے۔ حسن آرا۔ ایک بڑا گھنگھورا یہان بھی چل رہا ہی۔ محمودہ۔ یہان یہی ہمالیہ پہاڑ ہے جس پر اُس طرف سپاٹو شملہ منصوری لنڈھور نینی تال وغیرہ مقامات واقع ہین جہان گرمی کے دنون مین انگریز جا کر رہا کرتے ہین۔ حسن آرا۔ بھلا یہ دکھن کی طرف ایک ٹھیلا سا کیا لٹک رہا ہے۔ محمودہ۔ ہندوؤنکی لنکا جسکے قصے کی نقل رام لیلا دسہرے مین بناتے ہین یہ لنکا ٹاپو ہے۔ حسن آرا۔ خالی میدانون مین جو رنگین نقطے نقطے دیے ہین یہ کیا ہین۔ محمودہ۔ چھوٹے چھوٹے ٹاپو۔ حسن آرا۔ ٹاپو کیا۔ محمودہ۔ چارون طرف سمندر بیچ مین ذرا سی زمین جسپر آدمی بستے ہین۔ حسن آرا۔ ٹاپوؤنکے رہنے والے کہین آتے جاتے کیونکر ہونگے

محمودہ - کشتیون اور جہازون پر۔ حسن آرا - دونون سرون مین نہ آبادی کا نشان ہے نہ سمندر کا یہ کیا بات ہے۔ محمودہ - زمین کے دونون سرے قطب کہلاتے ہین ایک شمالی دوسرا جنوبی - آجتک کوئی وہان پہونچ نہین سکا غضب کی سردی ہے سمندر مارے خنکی کے جم گیا ہے۔ حسن آرا - کیا تمام روے زمین پر سردی گرمی یکسان نہین محمودہ - ہرگز نہین بیچ مین جو یہ لکیر کھنچی ہوئی ہے اسکو خط استوا کہتے ہین اسپر آفتاب کی کرنین سیدھی پڑتی ہین اور اس بلا کی گرمی ہے کہ سمندر بھی کھول رہا ہے اور زمین توے کی طرح تپ رہی ہے اس خط سے جتنی دور چلو اثر گویا کم ہوتا جائیگا سردی زیادہ ہوتی گئی کہ قطبون پر دوزخ کی سردی ہے۔ حسن آرا - یہ جو آپ نے ابھی بتائی تو انگریزون کا ملک ہمارے ملک کی نسبت بہت سرد ہوگا اور افریقہ گرم۔ محمودہ - تم بہت ٹھیک سمجھین واقعی ایسا ہی ہے۔ حسن آرا - حبشی شاید گرمی ہی کے سبب بہت کالے ہوتے ہین۔ محمودہ - آدمی تین رنگ کے ہوتے ہین کالے گورے اور تانبے کے رنگ کے ٹھنڈے ملکون کے رہنے والے گورے ہوتے ہین گرم ملک کے کالے اور بیچ والون کا رنگ تانبے کا سا ہوتا ہے۔ حسن آرا - سردی گرمی کے اعتبار سے ہمارا ملک بیچ کی راس ہوا سے ہے اور ملک والے بھی یہین آ رہتے۔ محمودہ - جو جس ملک مین پیدا ہوا ہے اسی کو پسند کرتا ہے خدا نے انکی ویسی ہی طبیعت پیدا کی ہے اور انکی ضرورت کی چیزین اُسی ملک مین بآسانی میسر آتی ہین۔

ایشیا - یوروپ - افریقہ کے نقشہ جات

حسن آرا - بھلا اس کتاب مین اور نقشے کیسے ہین - ہاجرہ - یہ نقشہ تمام زمین کا تھا اس سے آگے صرف ایشیا صرف افریقہ صرف یوروپ صرف شمالی امریکا صرف جنوبی امریکا

کے ہین پھر ایشیا مین جتنے ملک ہین ہندوستان عرب چین افغانستان وغیرہ سب کے الگ الگ نقشے ہین اسی طرح ضلعے اور پرگنے اور گانون اور مکان کے نقشے ہوتے ہین حسن آرا۔ یہ کیا بات ہے تمام زمین کا نقشہ تو چھوٹا اور ہندوستان کا بڑا محمودہ یہ تو پیمانے کا فرق ہے پرگنے کا نقشہ بڑے پیمانے کا ہوتا ہے یعنے مثلاً ایک میل کا ایک انچ ضلع کا نقشہ اگر اتنے پیمانے پر بنائین تو مکان مین نہ سمائے اسواسطے پیمانہ چھوٹا کر دیتے ہین چار میل کا ایک انچ اور ہندوستان کے اس نقشے مین پچاس میل کا ایک انچ ہے اور کرۂ زمین کے نقشے مین پانچ سو میل کا ایک انچ نقشہ ایک تصویر ہے اور اُس کا چھوٹا بڑا بنا لینا اپنے اختیار مین ہے حسن آرا اگر پرگنے کا پیمانہ رکھین تو تمام زمین کا نقشہ خدا جانے کتنا بڑا ہو قطب صاحب تک تو پھیلے محمودہ عجب کیا ہی

سمندر کے منافع

حسن آرا۔ سمندر تو خدا نے ناحق ہی بنایا تمام زمین خشک ہوتی آدمی مزے مین ادھر سے اُدھر چلتے پھرتے جہانتک جا بستے بسلاتے۔ استانی جی۔ یہ بڑا کفر کا کلمہ ہے توبہ کرو توبہ دنیا مین کوئی چیز بیفائدہ اور بے مصلحت نہین ہے اور خدا کے جتنے کام ہین سب عقل اور حکمت سے بھرے ہوئے ہین آدمیون نے اتنا غور کیا مگر اُسکی حکمت کا ایک شمہ بھی نہین سمجھ پایا حسن آرا۔ (کلون پر ہولے ہولے طمانچے مارکر) لے ہی میری توبہ ہے الٰہی توبہ مگر استانی جی ذرا سمندر کے فائدے مجھکو تو بتائیے استانی جی۔ ہین دو چار فائدے جو مجھکو معلوم ہین بتاؤن گی لیکن انسان ایسا ضعیف العقل ہے کہ وہ بہت سی چیزونکا فائدہ سمجھنے سے قاصر ہی تو اس کا یہ مطلب نہین کہ آدمی اپنے قصور فہم کیوجہ سے انتظام الٰہی پر اعتراض کر بیٹھے انتظام الٰہی عقل

انسان کے لیے ایک کسوٹی ہے جب عقل کوئی بات خلاف انتظام الٰہی سوچتی ہے تو یہ دلیل غلطی عقل ہے سمندر کے فائدون مین تمکو شک ہے تو لو سنو ایک فائدہ تو یہ ہے کہ سمندر سے لاکھون روپے کے بیش بہا موتی نکلتے ہین جو ہم عورتون کے لیے موجب زینت ہین سمندر مین لاکھون قسم کی مچھلیان ہوتی ہین جن کو آدمی کس خواہش سے کھاتے ہین مچھلیون کی چربی جلانے کے کام آتی ہے بلکہ بعض مچھلیون کا تیل بہت سی بیماریون کی دوا ہے سمندر مین مچھلیان اتنی بڑی بڑی ہوتی ہین کہ تم سنو تو حیران ہو جاؤ ایک قسم کی مچھلی وہیل ہوتی ہے سیکڑون گز کی لمبی چوڑی ہزارہا من کی وزنی یعنی بجاے خود جہاز کا جہاز پھر سمندر مین مال سے لدے ہوے بڑے بڑے جہاز چلتے ہین اگر اتنا مال خشکی کی راہ لیجائین تو بڑی محنت بڑی دیر اور بڑے خرچ اگرچہ جہاز دخانی سمندر اور بڑے دریاؤن مین اسی طرح چلتا ہے جیسے خشکی مین ریل مگر صدہا جہاز صرف ہوا کی مدد سے چلتے ہین اور ہوا موافق ہو تو سیکڑون کوس ایک دن مین چل جاتے ہین یہ تھوڑے فائدے ہین ورنہ فائدے تو ایسے ہین کہ سمندر نہ ہو تو کسی کی زندگی ہی نہ ہو حسن آرا۔ جناب لاکھون آدمی ہین جنھون نے سمندر کی صورت بھی نہین دیکھی بلکہ شاید نام بھی نہ سنا ہو۔ استانی جی۔ یہ مین نے کب کہا کہ دیکھنے اور نام کے سننے پر موقوف ہے مین نے تو یہ کہا کہ سمندر نہ ہو تو کسی کی زندگی ہی نہ ہو حسن آرا۔ مہربانی فرما کر مجھکو اس کی وجہ سمجھا دیجیے استانی جی۔ وجہ تو ظاہر ہے کھانے کے انواع واقسام کے غلے سب مینھ سے پیدا ہوتے ہین اور مینھ سمندر سے آتا ہے حسن آرا۔ آہا تبھی لوگ کہا کرتے ہین کہ بادل سمندر مین پانی پینے جاتے ہین استانی جی۔ یہ کہنا تو غلط ہے مگر مینھ ضرور سمندر سے آتا ہے۔ رابعہ۔ تم نے ابھی چند روز ہوا

ہوی مینھ اوس کہر قوس قزح بجلی اور اولونکا حال پڑھا ہی حسن آرا بیگم کے روبرو بیان کرو

مینھ بجلی بادل وغیرہ اور روشنی اور ہوا کی رفتار

رابعہ۔ گرمی کی وجہ سے سمندر اور دریاؤن اور ہر ایک گیلی اور سیلی چیز مین سے بھاپ نکلتی ہے اور چونکہ سمندر کا پانی ہزارون کوس مین پھیلا ہوا ہے سب سے زیادہ بھاپ سمندر سے اٹھتی ہے اس بھاپ کا نام بادل ہی جو ہلکی ہونیکے سبب ہوا پر جاکر آفتاب کے عکس سے ہمکو رنگ برنگ کی نظر آتی ہین یہ بھاپ بلندی پر پہونچکر خنکی پاتی اور مینھ بنکر برستی ہی اور کبھی خنکی کی وجہ سے جمکر اولا ہو جاتی ہی حسن آرا۔ مینھ تو وہ بھاپ ہوئی جو سردی پاکر پانی بنگئی تو بجلی وہ بھاپ ہوگی جو آگ بنجاتی ہوگی اوپر کی خنکی بھاپ کو پانی تو بنا دیتی مگر کیا اس آگ کو نہین بجھا سکتی۔ رابعہ نے تامل کیا۔ محمودہ۔ کوئی چیز گرمی سے خالی نہین یہان تک کہ جمی ہوئی برف مین بھی گرمی رہتی ہے اور دو چیزون کو آپس مین گھسنے اور رگڑنے سے یون بھی گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ستارہ جو ٹوٹتا ہے ہوا کی گرمی کوئی تحریک پاکر بھڑک اٹھتی ہی اور اس قاعدے کے نہ جاننے سے لوگون نے بڑے بڑے دھوکے اٹھائے ہین قبرستانون اور مرگھٹون اور پرانی عمارتون اور باغون اور جنگلون مین جو کبھی ہوا بھڑک اٹھتی ہے لوگ جانتے ہین بلا ہے بجلی وہ گرمی ہے جو بادلون مین رہتی ہی اور گرمی کا یہ بھی خواص ہی کہ جب دو چیزین ایسی برابر رکھی جاوین جن مین سے ایک مین زیادہ گرمی ہو اور دوسری مین کم تو زیادہ گرمی والی چیز سے گرمی نکل کر کم گرمی والی چیز مین جائے گی یہانتک کہ دونون چیزون مین برابر گرمی

ہو جاے گی مثلاً ٹھنڈے پانی مین ہاتھ ڈالو تو ہاتھ کی گرمی پانی مین جاے گی
یہانتک کہ دونون مین یکسان گرمی ہو جاے اور تھوڑی دیر بعد پانی کی ٹھنڈ جو ہاتھ کو
محسوس نہین ہوتی اسکی یہی وجہ ہے اسیطرح سے جس بادل مین گرمی زیادہ ہوتی ہے وہ پاس
کے کم گرمی والے بادل مین زور سے جاتی ہے اسکا نام کڑک ہے جسکی آواز ہم لوگ سنتے ہین
حسن آرا۔ ٹھنڈے پانی اور ہاتھ کی مثال جو آپنے دی ہے اسمین تو ہمکو ہاتھ سے آگ نکلتی نظر
نہین آتی مگر بجلی مین تو ایسی آگ ہوتی ہے کہ آنکھ چوندھیانے لگتی ہے محمودہ۔ گرمی سے آگ
نکلنا کونسی تعجب ہے پتھر کو پتھر پر مارو صاف چنگاریان جھڑتی ہوئی نظر آئینگی۔ خیرالنسا نے
مجھ سے بیان کیا تھا کہ ان کے وطن مین ایک مرتبہ آندھی آئی بانسونکی رگڑ سے جنگل
مین اس بلا کی آگ لگی کہ تمام نیستان جلکر خاک سیاہ ہو گیا۔ حسن آرا۔ بجلی تو زمین پر بھی
گرا کرتی ہے اسکا سبب۔ استانی جی۔ جب بادل زمین کے قریب ہوا نزدیک ہونیکی
وجہ سے زمین اس گرمی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ حسن آرا۔ کیا یہ بادل آسمان مین
نہین ہوتے۔ استانی جی۔ اکثر میل دو میل سے زیادہ اونچے نہین ہوتے اور پہاڑون
پر تو گھرونمین بادل گھستے پھرتے ہین بیٹھے بیٹھے ہین کہ یکایک کہر کی طرح دھوان
سا اُٹھا تھوڑی دیر بعد چاندنا ہوا تو دھوان ندارد۔ پانی مین تر بتر۔ حسن آرا۔ بجلی تو
بڑی آفت ہے کچھ اسکی روک بھی ہے مین نے تو جہان کڑک کی آواز سنی اندر بھاگ جاتی ہون
استانی جی۔ آواز کے سنتے پیچھے بھاگنا تو بیوقوفی ہے۔ بجلی گرتی ہے تو آواز پہونچنے سے پہلے
گر چکتی ہے ہوا کی نسبت روشنی کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے تمنے کاہے کو دیکھا ہوگا غدر
کے دنونمین ہم لوگ کوٹھے پر سے باڑے کی توپون کو دیکھتے تھے کہ رنجک کی چمک پہلے
نظر آتی تھی اسکے چند لمحہ بعد توپ کی آواز سن پڑتی تھی یہی حال بعینہٖ بجلی اور کڑک کا ہے خوب

دھیان لگا کر جب چاہو آزما لو پہلے چمک نظر آتی ہے اس کے تھوڑی دیر بعد کڑک کی آواز سنائی دیتی ہی اور بجلی کے روک کی جو تم نے پوچھی تو ہان عقلمندون نے اسکی تدبیر بھی نکالی ہی بجلی سے تو نقصان کی چیز عقل کے زور سے اسکو فایدہ مند کر لیا تار برقی کا نام سنے سنا ہی حسن آرا۔ ہان دو چار مرتبہ بڑے ابا کے پاس سی سنا کہ تار مین خبر آئی۔ استانی جی دیکھو انگریزون کی ولایت یا پانچ ہزار کوس دور ہی مگر تار کے ذریعہ سے چار پانچ گھنٹے مین خبر آنے لگی ہی یہ سب بجلی کے کھیل ہین حسن آرا۔ روک کی نسبت آپنے کچھ نہ فرمایا۔ استانی جی دھات کی چیزین لوہا تانبا پیتل وغیرہ بجلی کو کھینچتی ہین میگزینو مین بارود کی حفاظت کیواسطے بجلی کی روک کرنی پڑتی ہی چھتو نکے پہلو مین لوہی کی سلاخین گاڑ دیتی ہین کہ بجلی گرے تو سلاخو نکی راہ زمین مین چلی جائے۔ میرے پاس ایک رسالہ ہی جس مین تار برقی کا سب حال لکھا ہے اس مین بجلی کے عجب عجب خواص لکھے ہین جب تم زیادہ پڑھ لوگی تو اسکو دیکھنا

انگریزون کا حال

حسن آرا۔ انگریز بھی نرے عقل کے پتلے ہین۔ استانی جی۔ قوم کی قوم کا یہی حال ہے عقل کے پتلے نہ ہوتے تو کاہے کو سون آکر بادشاہ کس طرح بن بیٹھتے ذرا انگلستان کی تاریخ پڑھو تو تمکو معلوم ہو کہ ابتدا ان لوگون کی کیا تھی نرے وحشی تھے جانورونکو مار کر گوشت کھاتے اور چمڑا پہنتے۔ پہاڑونکی کھوہون مین رہتے کھیتی باڑی اور مکان بنانے تک کی عقل نہ تھی رومیون کی سلطنت تھی انھین سے انگریزون نے عقل و سلیقہ سیکھا یہانتک کہ رومیون کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا اب یہ وہی انگریز ہین کہ روے زمین پر کوئی قوم ایسی دانشمند اور ایسی شایستہ نہین ہی حسن آرا۔ ابتک مین یہ سمجھتی تھی کہ خدا نے سب آدمیون کو برابر عقل دی ہی مگر آپکے فرمانے سی معلوم ہوتا ہے

کہ انگریزونکے ملک کی آب وہوا مین ایک خاص تاثیر ہی کہ وہان کے لوگ زیادہ عقیل ہوتے ہین میری کتاب مین بھی کئی جگہ دانشمندان فرنگ آیا ہی جسمین دوسرے ملک والونکا کیا دوش ہی۔ استانی جی عقل واقعی خداداد ہی مگر اسکی ترقی بے علم کے نہین ہوتی ایسطرح جسم بھی خداداد ہی مگر اسکی توانائی اور بالیدگی غذا پر موقوف ہے عقل کی غذا علم ہی سو افسوس ہی کہ علم ہندوستان سے بالکل اٹھ گیا اور جو ہی وہ جہل سے بدتر۔ ناحق ناحق کی کٹھ حجتی اور جھوٹی شاعری کے سوا ہندوستان مین کچھ اور بھی ہی حسن آرا کیا انگریز بڑے مولوی ہوتے ہین استانی جی۔ لفظ مولوی کا استعمال تمکو اس مقام پر نہین کرنا چاہیئے۔ مسلمان عالم مولوی کہلاتے ہین ہندو پنڈت مگر کچھ شک نہین کہ جو علم بکار آمد ہین انگریز سب سے زیادہ جانتے ہین اسی علم کے زور سی وہ وہ نادر کلین ایجاد کی ہین اور آئے دن ہوتی جاتی ہین کہ سنکر عقل دنگ ہوتی ہی دنیا کا تمام کام کلونسے لیا جاتا ہی کلین سوت کاتین کلین کپڑے بنین اور کلین آٹا پیسین کلین کتابین چھاپین کلین باجے بجائین کلین لوہار بڑھئی کا کام دین بلکہ کلین وہ کام کرین جو آدمی سے نہو سکے حسن آرا کیا انکی میمین بھی اسی طرح کی عقلمند ہوتی ہین۔ استانی جی۔ بیشک عورتین بھی سبکی سب پڑھی لکھی ہنرمند اور ممکن نہین کہ مرد اس درجہ کے لائق ہون اور عورتین ہم کمبختونکی طرح بے علم بے ہنر حلیمہ کے ہمسایے مین ایک میم رہتی ہین ذرا انکا حال سنو حلیمہ بوا کہو تو۔

ایک انگریزی خاندان کا حال اور اسکی نیک زندگی

حلیمہ جناب ہمارے مکان سے ملا ہوا مکان (وہ بھی ہمارا ہی ہی) پانچ چھ مہینے ہوئے ایک میم نے کرایے پر لینا چاہا ہمارے محلے کی بھشتن میم صاحب کے پاس آیا گری ہین نوکر ہے وہی پیام لائی میم کا نام سنکر اماجان نے صاف انکار کیا کہ ہم میم کو مکان نہین دیتے

بھشتن۔ بیوی ڈیوڑھا دونا کرایہ ماہ بماہ لو ایسا گھر اگر ایہ دار نہین پاؤگی اماجان
کرایہ سے گر کیا چولھے مین ڈالنا ہے دیوار بیچ تو مکان لگا ہے لڑکیون بالیون کی
آواز برابر جاتی ہے میان مرزائی اپنے کارخانے کے لیے منتین کرتے رہے مین نے
نہ دیا بھونگی تو کسی اشراف کو ورنہ بلا سے خالی پڑا رہنا اچھا۔ بھشتن۔ بیوی میم صاحب
بھی بڑی ہی اشراف آدمی ہین ہین تو غیر قوم غیر مذہب مگر مجھے اپنے بچھو کے سر کی
قسم بڑی ہی بھلی مانس ہین اور پاس کے رہنے سے آپ حال کھل جائیگا اگر میری بات
مین فرق پایا میری ناک چوٹی کاٹ لینا۔ اماجان بھلا اُن کے یہان انگریزون کی
آمد و رفت رہتی ہوگی۔ بھشتن۔ بیوی صاحب تار گھر مین نوکر ہین رات کو نو بجے
آتے ہین اور صبح کو چار بجے کام پر چلے جاتے ہین ان کی ساتھ ہی بیوی جاتی ہے اور کوئی
باہر کا نہ آتا ہے نہ جاتا ہے چھوٹے چھوٹے بچے ہین بڑی بیٹی مس بابا اسل خیری تمہاری
لڑکی سے عمر مین تو کم ہے مگر میری آنکھون دیکھی قد مین کوئی دو انگلی نکلتی ہوئی ہے
اماجان گو باہر والون کی آمد و رفت نہو خود میم صاحب تو باہر نکلتی پھرتی ہین۔
بھشتن۔ صبح و شام بابا لوگ یعنی بچون کو ساتھ لے ہوا کھانے کو انگریزی دوا خانے
کے پاس جایا کرتی ہین۔ اماجان میم صاحب یار نکے کبھی ہمارے گھر مین تو نہ چلے
آیا کرینگی۔ بھشتن۔ بے پوچھے ہرگز نہین۔ اماجان۔ دیکھو کچھ قباحت نہو مجھے تو ڈر ہی
لگتا ہے۔ بھشتن۔ بیوی کچھ شبہہ مت کرو میرا ذمہ۔ غرض کہ میم صاحب آرہین دو چار
دن اماجان ہم سب بچون پر آہستہ بولنے کی تاکید کرتی رہین۔ اور کوٹھے پر چڑھنے کو
بھی منع کر دیا تھا اور ہم لوگون نے بھی اتنے دنون میم صاحب کی طرف سے آواز
تک نہین سُنی اور بیگانہ پھیلی ہوئی تھی اس کے لینے کو امان سے پوچھ کر کوئی

چار گھڑی دن رہے مین دبے پانؤن چڑھی دیکھتی کیا ہون باہر صحن مین میز بچھی ہے
اور میم صاحب اور لڑکے بچے آس پاس کرسیان بچھائے سب کے سب کچھ پڑھ رہی
ہین چھت پر میرے چلنے کی دھم دھم سنکر چھوٹی لڑکی نے مجھکو دیکھ لیا اور دیکھتے ہی
آپ سے آپ سلام کیا اسکا سلام کرنا تھا کہ سب کے سب مجھکو دیکھنے لگے تب تو مین نے بھی
میم صاحب کو سلام کیا میم صاحب نے نہایت مہربانی سے میرا سلام لیا اور جلدی کی چھت کے
نیچے آکھڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ ہم لوگون نے تم سے جان پہچان پیدا کرنے مین
جلدی کی ہو تم اس بات سے کچھ ناخوش تو نہین ہوئین میم صاحب کو آتے ہوئے دیکھ
ہی مین آیکہ بھاگ جاؤن لیکن انکی بات سنکر تو دل مین کچھ دلیری سی آگئی اور مین نے
کہا جناب اس مین ناخوشی کی کیا بات ہے آپسے تعارف کرنا تو ہمارے لیے فخر ہے میم صاحب
مجھکو ایک بات پوچھنی ہے اگر تمھاری اماجان مہربانی کر کے اپنے کوٹھے پر ذرا دیر کو
آکھڑی ہون تو بڑا احسان کرین اپنی اماجان سے میرا بہت بہت سلام اور یہ پیام
کہنا کہ مین نے کہا بہت خوب مین ابھی جا کر کہتی ہون نیچے آکر مین نے اماجان سے سب
حال بیان کیا پہلے تو اماجان نے بھی کچھ تامل سا کیا بارے چلی گئین میم صاحب
(سلام کے بعد) مین نے آپ کو صرف اتنا پوچھنے کیلئے تکلیف دی ہو کہ اس آنیکے
سوا اگر کچھ اور تکلیف ہم لوگون کے رہنے سے آپ کو پہونچی ہو تو مہربانی فرماکر مجھے
اس سے اطلاع دیجئے اماجان۔ آپکے منھ پر کہنا تو خوشامد ہی مجھکو تو آجتک یہ بھی
نہین معلوم ہوا کہ اس مکان مین کوئی رہتا بھی ہی یا نہین ایسا تو کوئی ہندوستانی بھی
آکر نہین رہا ہم لوگون مین کمبخت پردے کی بڑی قید ہی بس اسی کا خیال تھا میم صاحب
ہون تو مین بیشک انگریز مگر مین اسی ملک مین پیدا ہوئی اور اسی ملک مین ہوش

سنبھالا مین بڑے آدمی کی بیٹی ہون ماں باپ دونون غدر مین مارے گئے اکیلی
رہ گئی شادی کرلی خدا کے فضل سے چار بچے ہو گئے ہین انکو پرورش کرتی ہون اور مین
آپ لوگونکے دستورسے بخوبی واقف ہون خدا نے چاہا تو کوئی بات مجھ سے ایسی نہوگی کہ آپکی
اذیت کا باعث ہو ہماری کتاب مین ہمسایے کے بہت بڑے حقوق لکھے ہین سو اگر
مجھ سے وہ حق نہبھی ادا ہون تاہم مین امید کرتی ہون کہ میرے سبب سے آپ کو
کسی طرح کی تکلیف بھی نہ پہونچیگی۔ اماجان۔ آپکے رہنے سی تو سراسر راحت ہی مگر ہم لوگونکی
وجہ سے عجب نہین آپ کو ایذا ہوتی ہو مین اللہ رکھے میرے بھی چار ہی بچے مگر دن
بھر آپس مین ادھم مچائے رہتے ہین ہتیرا گھرکتی ہون کوستی ہون اور عاجز آکر
ایک آدھ طمانچہ بھی مار بیٹھتی ہون لیکن دن بھر مجھکو پریشان کیے رہتے ہین سگے
بھائی بہن ہوکر ایک لمحہ کو ایک کی ایک سے نہین بنتی جب سی آپ آ کر رہی ہین ذرا
امن بھی ہی مین بات بات پر روکتی رہتی ہون پھر بھی کیا اثر ہوتا ہے ممکن نہین کہ انکا
شور وغل آپ کو تکلیف نہ دیتا ہو۔ میم صاحب۔ کیا ہوا بچے ہی تو ہین کھیلنے کودنے
کی تو انکی عمر ہے شرارت کیا ہی کرتے ہین انکے شور وغل ہی کی تو گھر مین بستی ہی۔
اماجان۔ مجھکو حیرت ہی کہ آپ کے بچے کیون نہین غل کرتے۔ میم صاحب۔ کرتے ہین
مگر نہ ہر وقت۔ اماجان۔ برائے خدا کوئی تدبیر مجھے بھی بتائیے مین ان بچونکے ہاتھ
سے سخت عاجز ہون نہ اپنا دیکھین نہ پرایا انکو لڑنے سے کام انکی وجہ سی مین نے شادی
بیاہ مین جانا کم کر دیا لوگ کہتے ہین نوج کیسی بے سری اولاد اٹھائی ہے ناحق
شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ میم صاحب۔ یہ کوئی ایسی بڑی بات نہین ہے جسکے واسطے
آپ اتنا سوچ کرتی ہین بڑے ہوکر آپ درست ہو جائینگے۔ اماجان۔ کیا بڑے ہونیکے

لیے کوئی اور زمانہ آئے گا اللہ رکھے تیرھوین برس مین تو یہ میری علیمہ ہے بہتیرا کہتی
ہون تم بڑی ہو سمجھ دار ہو چھوٹونکے منہ مت لگا کرو چھیڑ چھیڑ کر لڑتی ہو کچھ ان دقتون
مین ایسے خون سفید ہو گئے ہین نہ چھوٹون کو بڑونکا ادب ہی نہ بڑونکو چھوٹونکی محبت
میم صاحب۔ بچون سے کچھ آپ کام بھی لیتی ہین۔ اما جان۔ کام کیا ہے خدا کے دیے
نوکر چاکر گھر مین ہین انکا یہی کام ہے کھائین اور کھیلین میم صاحب۔ بس یہی خرابی ہے
مین نے تو ہر ایک بچے پر اسکی بساط کے موافق اتنا کام ڈال رکھا ہی کہ اسکو اسی سے فرصت نہین
ملتی ہم سب لوگ چھوٹے بڑے چاہے کوئی موسم ہو صبح کے پانچ بجے اٹھ بیٹھتے ہین ایک نے
غسل کیا کپڑے بدلے اور تھوڑا سا ناشتہ کھایا چھ بجتے بجتے مین ان سبکو لیکر شہر کے باہر
ہوا کھانے چلی جاتی ہون اور کوئی ساڑھے سات بجے آٹھ بجے لوٹ آتی ہون آتے
کے ساتھ سبکو لیکر نماز پڑھتی ہون پھر سبکو سبق پڑھاتی ہون گیارہ بجے سبق سنکر کھانا
کھاتی ہون اسکے بعد کوئی لکھتا ہے کوئی سیتا ہی دن کو ہم لوگ کبھی نہین سوتے
تین بجے پہلے کچھ کھا لیا پھر دوسرا سبق دیا جاتا ہی پانچ بجے پھر غسل کیا اور کپڑے بدلے
ہوا خوری کو نکل گئی سات بجے واپس آئی اتنے مین صاحب آجاتے ہین سب بچون کا
سبق سنتے اور ہر ایک کا کام دیکھتے اور پھر سب ملکر نماز پڑھتے ہین نماز کے بعد کھانا
کھایا سو رہے فرمائیے اب انکو لڑائی کی فرصت کہان ہی اور اگر مین انکو آپسمین لڑتا
دیکھون تو کیا توقع رکھون جب یہ آپسمین ملاپ نہ رکھین تو دنیا مین دوسرے
لوگون کے ساتھ کیونکر گذر کرینگے۔ اما جان۔ سبحان اللہ آپنے بڑا عمدہ انتظام کر رکھا
ہی اور تبھی تو تم لوگ سلطنت کر رہے ہو ہم ہندوستانیون مین عورتونکے یہی کام ہین دو چار
کھانونکی ترکیب سیکھ لی اپنے ہاتھون اپنی کپڑے سی لیے پڑھنے لکھنے کا تو دستور ہی

نہین نوکر چاکر رکھنے کا مقدور ہوا تو اعدی بنکر بیٹھ رہے میم صاحب۔ ہم لوگون
مین ضرورت کی نظر سے ہنر نہین سیکھتے بلکہ ہنر کو باعث عزت سمجھتے ہین مجھکو اپنے
باپ کی ایک بات یاد ہے کہ جب مجھکو انھون نے ولایت پڑھنے کیلیے بھیجا تو چچا کو چٹھی
لکھ دی تھی کہ اسکو کسی اچھے مدرسے مین داخل کر دینا چچا نے لکھا کہ فلانے مدرسے مین
بڑی عمدہ اور اعلی درجے کی تعلیم ہوتی ہے مگر وہان فیس بہت ہے یعنی بڑی فیس ہے میرے باپنے
لکھا کہ دو سو روپیہ مہینہ مین نے اسی لڑکی کے حق کا خیال کر رکھا ہے اس مین اگر کچھ
بچے گا وہ اسی کے واسطے جمع ہوتا جائیگا لیکن اگر اسکا کل روپیہ اسکی تعلیم پر صرف ہو
تب بھی مین سمجھونگا کہ ہنر کا جمع کیا جانا روپیہ کے جمع کیے جانے سے کہین بہتر ہے چنانچہ
مجھکو چچا نے اسی بڑے مدرسے مین داخل کیا تیسرے مہینے اور ضروری خرچ ملا کر دو سو روپیہ
کا دو سو روپیہ مہینا خرچ ہو جاتا تھا جب میرے باپ غدر مین مارے گئے تو سب کہین
سہارا ٹوٹ گیا ناچار مجھکو مدرسہ چھوڑنا پڑا ایک برس کی اور کسر رہ گئی اور مین ایک
سال اور پڑھتی تو باپ کے ساتھ جانیکا رنج اور مدرسے کی بھی مجبوری کیا تھا چھوٹنے کا
صدمہ ہی تھی ان دونون نے میرے دل پر برا اثر کیا ہرچند مین ناتمامی کی
حالت مین مدرسے سے نکلی تھی مگر پھر بھی میری لیاقت کا چرچا دور دور تھا اور مدرسے
سے نکلنے کے ساتھ جب لوگون نے جانا کہ مین شادی کرنے کو آمادہ ہون تو سیکڑون
آدمیون نے مجھ سے شادی کی درخواست کی ہم لوگون مین یہ بہت اچھا طریقہ ہے کہ شادی
لڑکا لڑکی کی رضامندی سے ہوتی ہے مین نے کتابون مین پڑھا ہے کہ رضامندی
آپ لوگون کے مذہب مین بھی شرط ہے مگر مین دیکھتی ہون کہ اسکا برتاو کچھ بھی نہین
ہوتا اکثر بے تمیزی کی حالت مین آپ لوگ اولاد کو بیاہ دیتے ہین اور یہی وجہ ہے

کہ آپ لوگون مین اکثر زن و شوہر مین بے لطفی اور ناسازگاری رہا کرتی ہے جب کثرت
سے لوگ خواہان ہوئے تو مجھکو انتخاب مین بڑی دقت پیش آئی کبھی حسن صورت پر
دل فریفتہ ہوتا تھا کبھی طمع دولت رغبت دلاتی تھی کبھی فخر نسب کی خواہش ہوتی
تھی۔ مدرسے کی استانی جو مجھپر سگی ماںکی طرح مہربان تھین مین نے انسے مشورہ کیا انھون نے
مجھکو نیک صلاح دی کہ علم و لیاقت اور نیکی انسان کے بڑے جوہر ہین جسمین یہ صفتین
پاؤ اسیکو اختیار کرو چنانچہ خوب تحقیق تفتیش کرنے کے بعد ان صاحب کو پسند کیا۔
صاحب جیسے عالم ہین مدرسے سے خطاب فضیلت حاصل کیا ہے اور نیک اس درجے کے
ہین کہ یہان کے سارے انگریز پادری لوگ انکی تعظیم کرتے ہین اور [illegible] تو [illegible]
نیک مزاج ہین [illegible] خوش ہون [illegible] سلطنت کی خوشی بھی اُسکے مقابلے مین ہیچ نظر آتی ہے
صاحب کو تھوڑا [illegible] بہت نہین [illegible] پہنا پاتے ہین مگر [illegible] صاحب
مہربانی سے [illegible] بچون کو رکھنے مین [illegible] ہین کہ اس کا شکریہ ادا [illegible]
[illegible] پیار کو [illegible] سے رو [illegible] کی [illegible]
بچون کے ساتھ [illegible] کی [illegible] دل [illegible] کا [illegible] جب کبھی
آتے ہین تو بچون کو [illegible] خوشی ہوتی ہے مگر مجال نہین کہ کوئی انکی خلاف مرضی
بات کر سکے نہ [illegible] مین [illegible] کرتے مگر کچھ ایسا ڈھنگ کر رکھا ہے کہ [illegible]
[illegible] عجب پیار مین ڈر اور ڈر [illegible] کے انتظام سے ان بچونکی اصلاح بھی میری خاطر خواہ
ہوتی جاتی ہے خدا کا شکر ہے کہ بیٹے اور بیٹیان سب میری کہے مین ہین میری بڑی لڑکی
کا نام مس روز ہے آپنے تو کھڑکی مین قفل لگا رکھا ہے ورنہ میری لڑکیان تو ایسی ملنسار
ہین کہ دن مین سو سو بار کھڑکی کے پاس آکھڑی ہوتی ہین اور آپکے بچونسے ملنےکو ترستی ہین

قفل کھول دیتے ہین اگر کچھ قباحت نہو تو ایک دن آکر ذرا ہمارے گھر کو دیکھئے اس سے خاطر جمع رکھئے کہ سوائے میرے اور میرے بچونکے کوئی غیر اندر نہ رہنے پائے گا۔ اماجان انشاء اللہ تعالی مین کسی دن ضرور آؤنگی۔ اگلے دن اماجان ہم سبکو ساتھ لیکر گھر کی کی راہ میم صاحب کے گھر گئین۔ میم صاحب کے گھر مین گئے تو کیسا صاف ستھرا کہ صحن مین تنکے کا نام نہین خانہ داری کا اسباب اس سلیقہ کیساتھ اپنے اپنے موقع سے رکھا تھا کہ ہم لوگونین شادی بیاہ مین بھی ایسی آرایش نہین ہوتی صرف چیزنایاب اور قیمتی تو تھی ہی نہین اکثر چیزین ایسی تھین کہ ہمارے گھر مین بھی تھین مگر وہانکی چیزون پر اور ہی کچھ رونق تھی منھ دھونے کا طسلہ کیسا صاف منجھا ہوا کہ آنکھ نہ ٹھہرے بید کے مونڈھے کی بھی کچھ اصل ہی مگر تیلیان چمکتی ہوئین اور پر ایک دستکار جالی کا نفیس غلاف سادگی مین تکلف غرض جو چیز تھی صفائی کا نمونہ تھی۔ گھر مین جانیسے جی چاہی کہ صحن مین کھانا بکھیر کر کھایئے۔ وہانکا سامان دیکھکر مجھکو یقین ہوا کہ صفائی بڑی زینت ہے میم صاحب کے بچے اپنے اپنے کمرونمین کوئی لکھ رہا تھا کوئی سی رہا تھا سبنے ہمکو آتے دیکھا بھی مگر کیا مقدور کہ بے مان کی اجازت باہر نکل آئین میم صاحب نے ہم سبکو ملاقات کے کمرے مین بٹھایا ہملوگ تو ادھر اُدھر دیکھ ہی رہے تھے اماجان بھی کن انکھیونسے چیزون کو دیکھتی جاتی تھین۔ میم صاحب۔ کیا آپ کی تواضع کرون پان مین نہین کھاتی عطر ہم لوگونکا شاید آپ کو پسند نہو خشک مٹھائی کا تو کچھ پرہیز نہین ایک کنستر منگا طشتریون مین ہم لوگونکے روبرو رکھدیا ہملوگون نے تامل کیا۔ میم صاحب (ہنسکر) اجی بے تامل کھاؤ اسمین تو کچھ قباحت نہین اور یون آپکے مذہب مین تو ہمارے ساتھ کھانا جائز لکھا ہی اور روم اور مصر مین کوئی مسلمان بھی اسطرح کا پرہیز نہین کرتا۔

یہ ہندوستان کے مسلمانون نے نیا مسئلہ نکالا ہی۔ امان جان نہین پرہیز کی کیا بات ہی مگر ابھی سب کھانا کھا چکے ہین میم صاحب۔ کیا ہو آپ کچھ نقصان کا اندیشہ نہ کیجیے ہم لوگون کی مٹھائیونمین بھی دوا ہوتی ہی۔ غرض نہایت نفیس اور لطیف مٹھائی ہم سب نے کھائی اسکے بعد میم صاحب نے اپنے بچون کو بکارا سب آموجود ہوے میم صاحب نے بیٹھنے کا اشارہ کیا بچون کی عقل دیکھیے کہ ہر ایک اپنی اپنی ہمجولی کے پاس آکر بیٹھا مس وزیر پاس بیٹھین اور پہلا سوال انھون نے مجھ سے یہی کیا کہ آپ کیا پڑھتی ہین انکا پوچھنا تھا کہ مجھ پر گھڑون پانی پڑ گیا اور مین نے شرمندہ ہوکر کہا کچھ نہین مس وزیر نے میری بات کو نہایت تعجب سے سنا اور چپ ہوگئین پھر اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویرین اپنے بنے ہوے قیمتی اور عمدہ سے عمدہ تکیون اور کرسیدن کے غلاف میزونکی چادرین کپڑے کے پھول مونے کتاب مین رکھنے کی نشانیان گلوبند موبافت دستی رومال جھالرین ڈوری کے کام دکھاے مین تو مین اماجان حیران ہوکر رہگئین پھر میم صاحب سب کمرونمین ہمکو لے گئین کتابونکی الماری سے ایک کتاب نکالکر اپنے رشتے دارون اور دنیا کی عمدہ عمارتون اور نامی اور مشہور لوگونکی تصویرین دکھائین۔ گئے تو اس نیت سے تھے کہ ذرا کے ذرا جھٹ پٹ چلے آئینگے مگر کوئی چار گھڑی دن رہ گیا تب اماجان نے کہا کہ آج مین نے آپکا بڑا حرج کیا میم صاحب مجھکو آپکی ملاقات سے بڑی مسرت حاصل ہوئی اور ہرگز میرا کوئی حرج نہین ہوا۔ اماجان۔ مگر گستاخی معاف مین آپ کے پاس سے اداس ہوکر چلی میم صاحب خیر ہی بات تو کہیے۔ اماجان۔ اب اپنی حالت پر جو نظر کرتی ہون تو سخت افسوس ہوتا ہی بھلا یہ بھی کوئی زندگی کا ڈھنگ ہی خیر میری تو تیر ہوگئی افسوس یہ ہی کہ اولاد کو بھی مین نے اپنا ہی ایسا اٹھایا میم صاحب۔ افسوس

کی کیا بات ہی ہر ملکے وہر رہے۔ اماجان۔ آگ لگے اس ملک کو جسمین ہنر کا نام نہین
ہم لوگ شہر مین بڑے سلیقہ شعار کہلاتے ہین مگر سچ ہی کہ ہنر اور سلیقہ آپلوگون پر ختم ہے
غرض میم صاحب سے رخصت ہوکر گھر آے تو جدھر آنکھ پڑتی تھی ہر چیز حقیر او بھونڈی
نظر آتی تھی میرا تو یہ حال ہوا کہ اس رات رنج کے مارے مجھ سے کھانا تک نہین کھایا گیا
اگلے دن مین نے اماجان سے کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مین مس روز سے کچھ سیکھون
اماجان۔ بھلا بیٹی مس روز بھی اپنے دیس کی تو ہین نہین کہ جان پہچان کا پاس ہو
خدانخواستہ کچھ محتاج نہین کہ روپیہ پیسے کا لالچ کرین مین انسے کس منھ سے کہون
دیکھو کسی طرح انکی مان سے دریافت کرونگی۔ مین نے جاکر کھڑکی کھولی دیکھا تو مس روز
صحن مین ٹہل رہی تھین مجھ سے پوچھا آپ کہین تو مین آپ کے گھر آؤن۔ اماجان
شوق سے۔ اماجان نے مس روز سے آنے کو تو کہا مگر مین اپنے جی مین کہ رہی تھی خدا کرے
نہ آئین آئینگی تو کہان بٹھائینگے۔ حسن آرا۔ کیون کیا تمھارے گھر مین بیٹھنے کی جگہ نہ تھی
مین تو سنتی ہون تمھارا مکان بڑا عالیشان مکان ہے اور فرش فروش مونڈھے ہر طرح
کا ساز و سامان موجود ہے۔ علیمہ۔ خدا کا دیا سب کچھ ہی مگر مین میم صاحب کے یہان جاکر
دیکھ چکی تھی انکے لائق ایک چیز بھی نہ تھی ہمارے یہان وہ صفائی اور وہ اجلاپن کہان
حسن آرا۔ کچھ میم صاحب کی وقعت ہی تمھارے ذہن مین جم گئی ہی ورنہ ماشاء اللہ
تم بھی خاص صاف و ستھری رہتی ہو۔ علیمہ۔ ہان تم یونہین سمجھو مگر میری طرح میم صاحب
کا مکان دیکھے ہوتین تو جانتین کہ صفائی کسکو کہتے ہین۔ حسن آرا۔ بلاسی تمنے مس روز
کے لیے سفید سوزنی بچھوادی ہوتی۔ علیمہ۔ کچھ آپ کے فرمانے پر موقوف نہ تھا جلدی
جلدی جو کچھ ہو سکا کیا ہی مگر کس کس چیز کو چھپاتی جب مس روز چلی آئین تو مین نے

باورچی خانے کی طرف پشت کرکے کرسی بچھادی تھوڑی دیر مین آفتاب سامنے آگیا مس روز کرسی پھیر علین باورچی خانے کے سامنے ہو بیٹھین اور میرا یہ حال کہ انکو برابر باتون مین لگائے جاؤن تاکہ ادھر اُدھر انکی نظر نہ پڑے دو چار باتون کے بعد مس روز بولین کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ مجھکو بہن بنا لیجیے مین نے کہا بہن بننے کا تو مُنہ نہین مجھکو آپ شاگرد کیجیے اور کچھ سکھائیے تو بڑی مہربانی ہو مس روز۔ بسر وچشم۔ مین کیا سکھائیے گا مس روز۔ پڑھنا لکھنا تو آپ کو اپنے ملک کا سیکھنا چاہیے مس گربوز جو زنانے مدرسون کی انسپکٹر ہین مجھ سے (استانی جی کا نام لیا) انکے مکتب کی بہت تعریف کرتی تھین مگر سلائی ہر قسم کی مین سکھا دونگی اور اس سے زیادہ مجھکو کوئی خوشی نہین ہو سکتی کہ آپ مجھ سے کچھ سیکھین۔ مین۔ آپ کی اماجان تو ہمین کچھ مضائقہ نہ کرین گی۔ مس روز۔ مضائقہ لوگ انکے مزاج سے ابھی واقف نہین ہین میری والدہ ضرور ہین مگر از روئے انصاف مین نے ایسی نیک عورت کوئی نہین دیکھی زیادہ رہنے سے خود آپکو معلوم ہوگا دوسرے کے لیے مین تو جانتی ہون شاید اپنی جان تک کا انکو دریغ نہین ہے آپ سے تو ہمسایگی اور ملاقات ہی کوئی ہو انکو ہمدردی کرنی ضرور ہین۔ آپکی اماجان کبھی آپ کو منع کرتی تو نہین مس روز۔ انکو ہر ایک طرح کا اختیار مجھ پر حاصل ہے مگر خدا مجھکو ایسی نافرمان بیٹی نہ بنائے کہ میری اماجان کو منع کرنے کی نوبت آئے دنیا مین اس سے بڑھکر بھی کوئی نادانی کی بات ہوگی کہ مین اپنی پیاری اور مہربان اور خیرخواہ اور دلسوز انکے خلاف رائے کوئی بات کرون۔ مین۔ چھوٹے بھائی بہنونسے اور آپسکی باتون مین روک ٹوک ہوتی ہوگی اسوقت تو آپکی اماجان ضرور دخل دیتی ہونگی مس روز۔ اگر مین اپنے چھوٹونسے روک ٹوک کرون تو تم ہی میری بڑائی ہے مین اپنے سب چھوٹی بھائی بہنون کی

شکرگزار ہون کہ وہ لوگ ہر طرح میرا ادب کرتے ہین اور مین بھی سب کو جان کیطرح
عزیز رکھتی ہون اور سب پر دم دیتی ہون اور کیونکر نہ دون اپنے بھائی بہنونسے بھی کچھ
پیارا ہے ہین۔ کیا سچ مچ تم بھائی بہنون مین کبھی لڑائی جھگڑا نہین ہوتا مس روز بھائی
بہن تو بھائی بہن ہم لوگون کو تو خدا کے فضل سے غیرون کے ساتھ بھی لڑنے کا
اتفاق نہین ہوتا ہین۔ آپکی باتین سنکر مجھکو سخت تعجب ہوتا ہی ایسا تو ممکن نہین کہ اوپر
تلے کے بھائی بہنو نمین لڑائی جھگڑا نہ ہو مس روز اور مجھکو آپ سے یہ سنکر تعجب ہوا
کہ بھائی بہنون مین لڑائی کا ہونا ضرور ہے ہین۔ اجی لڑائی کچھ خدانخواستہ بیر نہین ہی
بحث و تکرار مس روز جی ہان ہین سمجھی کہ مجھکو حیرت ہی کہ وہ کیسے بھائی بہن ہین جو
آپس مین تکرار رکھتے ہین ہین۔ چھوٹے نا سمجھ کسی بات پر ضد کرین تو اس کا کیا علاج
مس روز۔ نرمی سے پیار کے ساتھ انکو سمجھا دینا نہ کہ ان سے لڑنا ہین۔ اور اگر وہ نہ سمجھین۔
مس روز۔ وہ سمجھین یا بڑا نہ سمجھے ہین۔ وہ ایک ہی بات ہی مس روز۔ تو یہ بڑے کا
قصور ہی ہین بھلا صاحب کھانے پہننے کی کسی چیز کو آپکا جی چاہتا ہوگا تو آپ کی
اماجان کسی بات مین روک ٹوک نہین کرتین مس روز۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ مجھکو
اپنے کھانے اور پہننے کے واسطے مطلق فکر کرنیکی ضرورت نہین مجھسے زیادہ اماجان کو میری
ضرورتونکا خیال رہتا ہے اور مین دیکھتی ہون تو جو چیز مجھکو درکار رہے اور میری
حالت کیلئے مناسب ہی اماجان بے کہے خود اس کا سامان کر لیتی ہین۔ پھر مجھکو اسمین
دخل دینے سے حاصل ہین۔ بھلا کبھی کسی نوکر چاکر پر آپ کو خفا ہونے کا اتفاق ہو۔
مس روز۔ میری اماجان نے تو مجھکو یہ تعلیم کیا ہے کہ اگر آدمی (جس کا بال بال گنہگار
اور خطاوار ہی چاہتا ہے کہ اسکی خطاؤنسے درگزر کیا جاے۔ تو چاہیے کہ وہ اپنے سپرد ستون

کی خطاؤن سے درگزر کرے پھر نوکرون پر خفا ہونے کا کیا موقع ہے۔ مین۔ تبھی
اتنے دن آپ کو اس مکان مین رہتے ہوے آواز تک نہین سن پڑی۔ مس روز۔
خدا کا شکر ہے جب سے مین نے ہوش سنبھالا ہے اسی طرح گھر کو غل غپاڑے سے خالی پاتی
ہون۔ مین۔ کیون صاحب کیا کسی بات پر چھوٹے بچون کو آپ کے گھر مار نہین پڑتی۔
مس روز۔ اگر خدانخواستہ بچون کو مارنے پیٹنے کی ضرورت ہو تو ہم سمجھین کہ انکی خرابی علاج
سے درگزری مار پیٹ آخری درجہ بچون کی سزا کا ہے جیسے پھانسی آخری درجہ مجرمون کی
سزا کا ہے۔ مین۔ پڑھنا لکھنا سینا پرونا آپنے اپنی اما جان سے سیکھا یا کسی دوسرے
سے۔ مس روز۔ بہت کچھ اپنی اما جان سے اور تھوڑا سا مدرسے مین۔ مین۔ پڑھنے
پر بھی آپ کی اما جان نے کبھی نہین مارا۔ مس روز۔ کبھی نہین۔ مین۔ (ہنسکر) آپ مجھکو
مارا کیجئے گا۔ مس روز۔ (ہنسکر) ضرور لیکن اسی طرح کی مار جیسی مین نے کھائی ہے۔ مین۔
کب سے شروع کرائیے گا۔ مس روز۔ ابھی۔ مین۔ آپ اپنی اما جان سے تو پوچھ لیجیے۔
مس روز۔ مین کہہ چکی ہون کہ ایسے کامون مین ان سے دریافت کرنیکی مطلق ضرورت
نہین۔ مین۔ کیا ہوا پھر بھی آپ احتیاطاً ان سے اجازت لے لیجیے۔ مس روز نے
جیب سے کاغذ پنسل نکال وہین بیٹھے بیٹھے انکو رقعہ لکھ بھیجا اُسکی پشت پر جواب
لکھا آیا کہ اگر تم ہمسائی کی بیٹی کو (کہ مجھے تمھاری طرح عزیز ہین) کچھ سکھا سکو تو جتنی
محنت تم نے ان کامون کے سیکھنے مین کی ہے اس سے بہتر اس کا انعام نہین اور
بیشک اگر ہم بھی ہمسائی کے بچون کو سکھانے مین کوشش نہ کرین تو ہمارا یہان رہنا
لاحاصل محض ہے اور جب یہان سے اٹھین گے تو یہ حق اپنی گردن پر لیجائینگے اگر تم کسی
تدبیر سے ان لوگونکو سیکھنے پر آمادہ کر سکو تو نہایت خوش ہونگی اور مین آیندہ کی

کوششون مین ہر طرح تمہاری شریک رہونگی۔ غرض یہ کہ اس دن سے مین نے اس
مکتب مین آنا شروع کیا اور مس روز نہایت مہربانی سے مجھکو سینا سکھایا کرتی
ہین مگر پھر اس طرح کا نیک ہی کہ مین نے تو اس قسم کے آدمی نہین دیکھے۔ دو ہی مہینے
مین تمام محلے کو گرویدہ کر لیا ہی غربا کو چپکے چپکے بہت کچھ ملتا ہی کوئی بیمار پڑے میم صاحب
اپنے پاس سے مفت دوا دیتی ہین اور دلجوئی کیسی کہ کوئی اپنا بھی نہ کرے ایک دن
حلیمہ میری چھوٹی بہن کا جی اچھا نہ تھا میم صاحب پہر دن رہے سے آدھی رات
تک بیٹھی رہین کبھی یہ دوا پلا کبھی وہ دوا پلا بہتیرا اماجان نے کہا آپ جا کر آرام کیجئے
بہت رات گئی مگر کہین تک نہین جب حلیمہ سو گئی اور آرام ہو گیا تب گئین یہ بات
مین نے انھین مین دیکھی اپنے اوپر مصیبت ہو تو بڑی مستقل مزاج بڑی مضبوط
بڑی صابر بھول کر بھی زبان پر نہ لائین اور دوسرے کی آنکھین دکھتی بھی سن
پائین تو پھر اُٹھین بیتاب ہو جائین۔ حسن آرا تم تو میم صاحب کی حد سے زیادہ
تعریف کرتی ہو لوگ تو انگریزون کو عموماً برا سمجھتے ہین۔ حلیمہ۔ ان کو انگریزون سے
سابقہ نہ پڑا ہوگا ہمارا بھی یہی حال تھا ڈرتے ڈرتے ہم لوگون نے میم صاحب
سے ملاقات کی اور بہت دنون تک دل مین کھٹکتے رہے معاملہ پڑا تو جانا۔ حسن آرا
اچھی بی نیک ہین تو باہر کیون نکلتی ہین استانی جی۔ اپنی رسم اپنا دستور پردے
کا دستور مسلمانون مین ہے اب ہندو بھی مسلمانون کی دیکھا دیکھی عورتون کو
پردے مین چھپانے لگے ہین ورنہ روے زمین پر اور کسی قوم مین پردے کا
رواج نہین۔

علم تاریخ کا تذکرہ اور آدمیون کی مختلف رسمین

حسن آرا۔ آدمی آدمی ایک ذات رواج کا مختلف ہونا بڑی حیرت کی بات ہے
اُستانی جی۔ ایک رواج کا اختلاف اجی صورتین قد و قامت لباس وضع بولی راہ
و رسم سبھی مین تو اختلاف ہے دنیا مین کوئی دو ہزار تو بولیان ہین راہ و رسم کے
اختلاف کا تو یہ حال ہے کہ سرحد چین پر اب تک یہ دستور ہے کہ جتنے سگے بھائی
ہون سب کی بی بی ایک اسی واسطے ان لوگون مین نسب مان کی طرف سے
لیا جاتا ہے جزیرہ انڈمان مین جسکو کالا پانی کہتے ہین مرد عورت سب مادر زاد
برہنہ پھرتے ہین سچ کہا ہے ہر ملکے و ہر رسمے ملکونکی تاریخ پڑھو تو معلوم ہو عجب عجب
دستور ہین تاریخ چین مین مین نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ وہان چھوٹا پانون بڑی خوبصورتی
کی بات سمجھی جاتی ہے بچپن مین لڑکیون کو لوہے کی جوتی پہنا دیتے ہین تاکہ پانون
بڑھنے نہ پاوے بڑے ہوے پر چھوٹے پانون بدن کا بوجھ نہین سہار سکتے اور چلنے مین
عورتین گر گر پڑتی ہین اور اسکو داخل نزاکت سمجھتے ہین چپٹی ناک کی بڑی تعریف ہے
بڑی بڑی حکمتون سے ناک کے بانسے کو دباتے ہین۔ مرہٹے بیوہ عورتونکا سر منڈوا
دیتے ہین راجپوت لڑکیون کو پیدا ہوتے کے ساتھ مار ڈالتے ہین عرب کی عورتین
کئی کئی نکاح کرتی ہین حسن آرا۔ آخر اس اختلاف کا سبب کیا ہے شروع مین تو سب
ایک آدم کی اولاد ہین۔ اُستانی جی۔ آدم کی اولاد جب بہت بڑھ گئی تو ایک جگہ رہ
نہین سکتی تھی دس دس ہزار بیس بیس ہزار کے غول اطراف و جوانب مین جا بسے
اور وطن اصلی سے کچھ تعلق نہ رہا شدہ شدہ اختلاف اس درجہ کو پہونچا کہ گویا دو
ملک کے لوگ ایک آدم کی نسل سے نہین ہین۔

اجرام فلکی اور علم ہیأت کے اصول سرسری طور پر اور تھوڑا سا چاند گہن اور سورج گہن کا بیان

حسن آرا۔ کچھ خدا کی قدرت مین عقل کام نہین کرتی کتنی بڑی زمین بنا دی ہے کتنے آدمی اسپر بسا دیے ہین ۔استانی جی۔ خدا کی قدرت کے آگے تو زمین نہایت چھوٹی ہی اس قادر مطلق نے تو ایسے ایسے عالم بیشمار پیدا کر دیے ہین کہ انکے مقابلے مین زمین کی کچھ بھی حقیقت نہین ۔حسن آرا۔ وہ کون ۔عالم عاقبت۔ استانی جی عاقبت نہین یہ ستارے جو تم آسمان مین دیکھتی ہو حسن آرا۔ یہ زمین سے بڑی ہین۔ استانی جی بہت بڑے ہین حسن آرا۔ بہت تعجب کی بات ہی سچ مچ مین کچھ اندھی تو نہین ہو گئی استانی جی۔ خدا نہ کرے ۔حسن آرا۔ یہ ستارے جو آسمان مین ٹمٹماتے ہین انکو آپ بڑا فرماتی ہین مجھکو تو ناخن سے بھی چھوٹے معلوم ہوتے ہین استانی جی۔ تم اکیلی کو کیا سبھی کو چھوٹے معلوم ہوتے ہین مگر واقع مین بہت بڑے ہین آنکھ کا قاعدہ ہے کہ دور کی چیز کو چھوٹا دیکھتی ہے اس نقص کے ۔ رفع کرنے کو عقلمندون نے دوربین ایجاد کی وہ بھی ایک قسم کا شیشہ ہے مگر دور کی چیز اسکے ذریعہ سے بڑی نظر آتی ہی جن کتابو نمین چاند سورج اور ستارونکا بیان ہوتا ہی وہ علم ہیات کی کتابین کہلاتی ہین مجھکو خوب یاد ہی کہ جب میرے والد نے اپنا تصنیف کیا ہوا رسالہ سیر آسمان مجھکو پڑھایا ہی تو بات بات پر تم سے زیادہ تعجب مجھکو ہوتا تھا بلکہ مین نے اپنے والد سے عرض بھی کیا کہ یہ باتین مجھی کو عجیب معلوم ہوتی ہین یا فی الواقع عجیب ہین۔ تو جناب والد نے فرمایا کہ انسان ناقص العقل جو کچھ زمین پر دیکھتا ہے اپنی کم فہمی کی وجہ سے جانتا ہی کہ خدا کی قدرت اسمین منحصر ہے اور اسکی کاریگری کے اسرار و کرشمے یہی

ہین اور خدائی کے کارخانے سب اس نے سمجھ لیے ہین انسان کا حال بعینہ گولر کے بھنگے کا سا ہے کہ وہ اسی کے اندر پیدا ہوا اور اسیکو جہان خیال کرتا ہے لیکن سچ یہ ہی کہ دنیا کی پیدایش سے لیکر اب تک جو کچھ انسان نے جانا اور سمجھا ہی وہ خداوند عالم کے کارخانہ قدرت مین ایسا ہے جیسے سمندر کے آگے ایک ننھی سی بوند بلکہ اس سے بھی کم۔ حسن آرا۔ اچھا پھر استانی جی کیا سچ مچ زمین سورج سے چھوٹی ہے استانی جی۔ ہان ہان چھوٹی بھی کیسی چھوٹی جیسے بڑے مٹکے کے آگے مٹر کا دانہ حسن آرا۔ بھلا آفتاب ہم سے دور کس قدر ہوگا۔ استانی جی۔ پونے پانچ کرور کوس حسن آرا۔ پونے پانچ کرور کوس اے ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ استانی جی مین آفتاب کی دوری تمکو دوسری طرح سمجھاؤن توپ کا گولہ کتنا تیز چلتا ہے بھلا تمھارے ذہن مین اُسکی رفتار کا کچھ اندازہ ہی۔ حسن آرا۔ کوئی ریل سے دونا۔ استانی جی نہین ایک منٹ مین ڈیڑھ میل یعنے گھنٹے مین کوئی سو میل اور ریل کو تو گھنٹے مین تیس میل سے زیادہ چلتے ہوے نہین سُنا شاید انگریزون کی ولایت مین کچھ زیادہ تیز ہوگی۔ حسن آرا۔ گھنٹے کا حساب مجھکو محمودہ بیگم نے بتایا تو تھا پر خیال سے اتر گیا ابھی استانی جی ذرا آپ پھر سمجھا دیجئے۔ استانی جی۔ دن رات کے چوبیس گھنٹے اور گھنٹے کا ساٹھوان حصہ منٹ حسن آرا۔ ہان تو گولہ ایک منٹ مین ڈیڑھ کوس جاتا ہے (پھر سوچکر) ایک منٹ مین۔ ڈیڑھ کوس۔ استانی جی۔ ہان ایک لاکھ توپ چھوڑی جاے تو ۱۹ برس مین گولہ آفتاب پر پہونچے۔ حسن آرا۔ اے ہی خدا کی پناہ کیا ٹھکانا ہے۔ حسن آرا۔ اور چاند زمین سے کتنا بڑا ہی۔ استانی جی۔ چاند بڑا نہین چھوٹا ہے۔ حسن آرا۔ تو کچھ پاس بھی ہوگا۔ استانی جی۔ ہان ایک لاکھ بیس ہزار کوس دور ہے۔ حسن آرا۔

اچھی استانی جی یہ نور کے اتنے بڑے بڑے گولے اللہ میان نے اسیواسطے بنائے ہونگے کہ زمین پر انکی روشنی پہونچے۔ استانی جی۔ آفتاب تو اپنی ذات سے روشن ہے مگر چاند کا یہ حال نہین وہ ہماری زمین کی طرح بے نور ہے۔ حسن آرا۔ کیا جس طرح آنکھ ستارون کے قدوقامت مین غلطی کرتی ہے انکی چمک مین بھی غلطی کرتی ہے۔ استانی جی۔ چمکدار تو سب ستارے ہین لیکن جو ستارے اپنی ذاتی چمک نہین رکھتے۔ آفتاب کی شعاع جس طرح زمین پر پڑتی ہے اور زمین چمک اٹھتی ہے اسیطرح وہ ستارے بھی آفتاب کی دھوپ پڑنے سے ہم کو چمکدار نظر آتے ہین حسن آرا۔ آپ کی باتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض ستارے بے نور ہین جیسے چاند اور بعض مثل آفتاب اپنی ذات سے روشن۔ استانی جی تمنے ٹھیک سمجھا یہی حال ہے۔ حسن آرا مگر آفتاب کی برابر تو کسی مین چمک نہین۔ استانی جی آفتاب تو پھر بھی پاس ہے ستارے اسقدر دور ہین کہ بیان نہین ہوسکتا۔ حسن آرا۔ بھلا جو ستارے اپنی ذات سے روشن نہین ہین کیا آفتاب کی شعاع انپر ہروقت رہتی ہے زمین پر تو ہر وقت نہین رہتی استانی جی۔ زمین پر بھی ہر وقت رہتی ہے۔ حسن آرا۔ استانی جی رات کے وقت جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو دھوپ کہین بھی نہین ہوتی استانی جی۔ زمین گول ہے جس طرف سے آفتاب کے سامنے ہوئی وہان دن ہوا اور دوسری طرف اندھیرا جسکو رات کہتے ہین اسیطرح ستارون کی بھی ایک نہ ایک طرف آفتاب کے سامنے رہتی ہے۔ حسن آرا۔ زمین تو بے دھوپ کے بھی نظر آتی ہے مگر تارے جتنے ہین چمکتے ہی ہوئے نظر آتی ہین اسکا کیا سبب ہے۔ استانی جی۔ اس کا سبب ہے دور ہونا۔ ستارے اتنی دور ہین کہ صرف

روشنی کے سہارے سے ہمکو ٹمٹماتے ہوئے بھی نظر آتے ہین ورنہ کیا امید انکے نظر
آنے کی ہی حسن آرا اسلئے دنکو کیون نہین دکھائی دیتے۔ استانی جی۔ خود آفتاب
کی دہکتی ہوئین شعاعین ہم پر ہوتی ہین تارونکی مدھم چمک نظر نہین آتی جیسے دن کو
چراغ کا نور پھیکا پھیکا ہو جاتا ہے حسن آرا۔ یہ جو آپ نے فرمایا کہ زمین کے ایک
طرف اجالا اور دوسری طرف اندھیرا رہتا ہے بات تو ٹھیک ہی گول چیز کو روشنی
کے سامنے رکھین گے تو سامنے والی طرف اجالا ہوگا اور دوسری طرف تاریکی
مگر چاہیے تھا کہ زمین پر جہان دن تھا سدا دن رہتا اور جہان رات تھی سدا رات
استانی جی کشش جانتی ہو حسن آرا نے تامل کیا۔ محمودہ۔ اُین بھول گئین وہ
کشش جسکے اثر سے چیزین زمین پر گرتی ہین حسن آرا۔ ہان ہان جانتی ہون پھر
استانی جی۔ وہ کشش کچھ صرف زمین ہین نہین ہی ہر ایک چیز ایکدوسری کو کھینچ
رہی ہی زمین چاند سورج ستارے سب ایک دوسرے کو اپنی اپنی طرف کھینچ رہی ہین
اس کھینچا تانی کا آخر کو یہ اثر ہوا کہ زمین ملا کر گیارہ ستارے آفتاب کے گرد گھومتے
ہین حسن آرا۔ زمین بھی ستارہ ہے استانی جی۔ بے شک۔ حسن آرا۔ اچھا زمین
آفتاب کے گرد گھومتی سہی اس سے رات دن کا ادل بدل تو لازم نہین آتا
استانی جی۔ سہی کیا معنے یون کہو گھومتی ہے اور رات کا ادل بدل یون ہی کہ
زمین اپنے اوپر بھی پلٹے کھاتی جاتی ہے ایک پلٹے کا نام رات دن ہی اور آفتاب
کے گرد ایک چکر کا نام برس حساب سے یہ نکلا کہ ایک گھنٹے مین اٹھاون ہزار میل
زمین اپنے چکر مین چلی جاتی ہے اور جس طرح ریل اور ناو کے بیٹھنے والونکو ریل اور
ناو کی حرکت معلوم نہین ہوتی ہم لوگون کو خبر بھی نہین ہوتی کہ زمین کہان جا رہی

ہے۔ حسن آرا۔ صرف گیارہ ستارے آفتاب کے گرد گھومتے ہین اور باقی۔
استانی جی۔ باقی ٹھہرے ہوئے ہین اور کون جانے شاید ان ٹھہرے ہوے
ستارون مین ایک ایک بجاے خود آفتاب ہو اور اُسکے گرداگرد اور ستارے گھومتے
ہون جو ہمکو نظر نہین آتے۔ حسن آرا۔ ایسا نہو گھومتے گھومتے یہ گولے ایک دوسرے سے
ٹکرا اٹھین۔ ابھی استانی جی تب کیا ہوگا۔ استانی جی۔ عجب نہین کہ قیامت
اسی طرح آئے بلکہ آفتاب کے گرد گھومنے والے چار ستارے انگریزون نے نئے
دیکھے ہین لوگ ایسا خیال کرتے ہین کہ وہ چار دن کبھی ایک تھے نہین معلوم کب
اور کیونکر ٹوٹکر چار بنگئے۔ حسن آرا۔ ان ستارونسے کچھ چندان روشنی تو ہمکو پہونچتی نہین
بھلا آفتاب ماہتاب تو قدرتی مشعلین ہین یہ ستارے اللہ میان نے کیون بنائے ہین
استانی جی۔ تمھین کو اللہ میان نے کیون بنایا ہی اپنی قدرت کے بھید وہی خوب
جانتا ہے جس طرح زمین ایک جہان ہے ہر ہر ستارہ بجای خود ایک جہان ہی شاید ان مین بھی
ہم جیسے انسان بستے ہون۔ حسن آرا۔ یہ صرف آپ قیاساً فرماتی ہین یا ستارونمین
آدمیون کا رہنا تحقیق ہوا ہے۔ استانی جی۔ قیاسی بات ہی لیکن قیاس معقول
ہی کچھ نامعقول نہین بعض ستارونمین پہاڑ سمندر برف بادل ہوا یہ چیزین تحقیق ہوئی
ہین پس کیا عجب ہی کہ آدمی بھی ہون۔ چاند مین جو ایک دھبا سا دکھائی دیتا ہی
جانتی ہو کیا ہے حسن آرا مین نے تو سنا ہے کہ کوئی بڑھیا چاند مین بیٹھی چرخہ کاتا
کرتی ہی (سب ہنسنے لگے) استانی جی۔ یہ پہاڑونکی بڑھیا ہی۔ حسن آرا۔ جتنی باتین
آپنے فرمائین سب میرے دل نے قبول کین اور علم ہیأت بڑی دلچسپ چیز ہے
اور مین وہ رسالہ سیر آسمان ضرور پڑھونگی۔ رابعہ نے آہستگی سے حسن آرا کے کانمین

کہا کہ چاند اور سورج کو کبھی گہن لگتا ہی اسکا سبب بھی استانی جی سی پوچھ لو حسن آرا۔
پوچھنے کی کیا ضرورت ہے تمام دنیا اسکا سبب جانتی ہے کہ یہ ایک طرح کا عذاب
الٰہی ہے۔ رابعہ۔ ہان لوگ تو کہتے ہین مگر شاید پوچھنے سے کوئی ٹھیک بات
دریافت ہو حسن آرا۔ مین تو ایسی موٹی بات پوچھ کر خفیف ہونا نہین چاہتی
استانی جی نے ان دونون کی سرگوشی سنکر پوچھا کیا ہے۔ حسن آرا۔ جناب کچھ
بھی نہین رابعہ۔ چاند گہن اور سورج گہن کا سبب دریافت کرتی تھین سو مین نے
بتا دیا۔ استانی جی۔ کیا۔ حسن آرا۔ عذاب الٰہی۔ استانی جی۔ عذاب نہین بلکہ خدا کی
قدرت اور اسکا جلال اور سبب گہن کا یہ ہوتا ہے کہ شعاع آفتاب اوٹ مین آجاتی
ہی۔ حسن آرا۔ کچھ خوب سمجھ مین نہین آیا۔ استانی جی۔ مین تم سے کہہ چکی ہون کہ زمین اور
چاند اپنی ذات سے نورانی نہین گھومتی گھامتی جب سورج اور چاند کے بیچ مین زمین
آپڑیگی چاند گہن ہوگا اور جب سورج اور زمین مین چاند حائل ہوگا تو سورج گہن مگر یہ
باتین بہت مشکل ہین اور ابھی تمکو انکا سمجھنا دشوار ہی انشاءاللہ جب تم رسالہ سیر آسمان کے
پڑھنے کی لیاقت حاصل کروگی تو میری باتین بخوبی تمھارے ذہن نشین ہوجائینگی

حسن آرا کا مکتب سے رخصت ہونا

ہم شروع کتاب مین لکھ چکے ہین کہ حسن آرا مکتب مین بیٹھی تو گیارھوین برس مین
تھی جب اسکو خیر سے چودھوان برس لگا تو جھجھ والون کی طرف سے بیاہ کا تقاضا
شروع ہوا۔ اس عرصے مین حسن آرا نے سارا قرآن مجید پڑھا اور چونکہ دو سیپارے
روز تلاوت کا معمول تھا ایسا یاد تھا کہ گویا حفظ ہے۔ اردو بے تکان بے تکلف
لکھتی پڑھتی تھی سواد خط بھی کچھ برا نہ تھا۔ قرآن کا ترجمہ اور کنز المصلے قیامت نامہ

راہ نجات وفات نامہ قصہ شاہ روم قصہ سپاہی زادہ معجزہ شاہ مین رسالہ مولد شریف
مشارق الانوار اتنی تو مذہبی کتابین اس کی نظر سے گذر گئین اور ان کے علاوہ
حساب کے ضروری قاعدے کسر تک اور ہندوستان کا جغرافیہ ہندوستان کی
تاریخ چند پند منتخب الحکایات مرآۃ العروس سب کچھ سیکھ پڑھ کر فارغ ہو گئی اُردو کے
اخبار بے تامل پڑھکر سمجھ لیا کرتی تھی اور سینے پڑھنے کے علاوہ خانہ داری کے
جو ہنر عورتون کو درکار ہین سب اس نے حاصل کیے اور معلومات مفید کا اتنا ذخیرہ
اس نے جمع کر لیا کہ وہ اس کو تمام عمر کی آسایش اور مسرت کیلئے کافی تھا کتاب کے ذریعہ
سے جو کچھ اسنے سیکھا اسکا ہزار چند استانی صغری خانم اور مکتب کی لڑکیون سے باتون
باتون مین حاصل کیا جب اسکے بیاہ کی تاریخ قریب پہونچی تو ہر چند گھر والون نے
اسکو مکتب جانیسے روکا مگر اسکو مکتب سے ایسا کچھ انس ہو گیا تھا کہ ایک لمحہ مکتب سے
جدا رہنا اُسکو شاق تھا حسب دستور مکتب مین آتی رہی یہانتک کہ مایون بیٹھنے مین
صرف تین دن باقی رہ گئے تب ناچار سلطانہ بیگم خود استانی صغری خانم کے پاس گئین
سلام و دعا اور مزاج پرسی کے بعد سلطانہ بیگم بولین استانی جی تم مین ایسا جی پڑا تھا
کہ ہر روز کہتی تھی آج جاؤن کل جاؤن لیکن تمھاری اس لونڈی کے بیاہ برات
کی فکر مین ایک دم کی چھٹی نہین ملتی سیلتی مین نہین بردتی مین نہین مگر کام ہے کہ سمٹنے
ہی نہین آتا آخر آج مین زبردستی نکل کھڑی ہوئی سو کام کاج کا حرج کیا اور
مین نے کہا کہ چلون ذرا کھڑے کھڑے استانی جی سے تو مل آؤن استانی جی۔ درست
ہے یہی تو کام کا وقت ہے آپنے ناحق تکلیف کی مجھی کو بلا بھیجا ہوتا مین بھی دن رات
آپ ہی کے کام مین لگی لپٹی رہتی ہون جوڑے جو مین نے سینے اور مصالحہ ٹانکنے کو آپسے

منگوائے تھے سب تیار ہین۔ پہلے تو میرا جی ڈرتا تھا کہ جوڑے ماشاءاللہ بہت بھاری ہین اور خدا کے فضل سے امیر گھر جانیوالے ہین ایسا نہو یہ لڑکیان کہین بگاڑ دین مگر نہین حسن آرا بیگم کی محبت سے لڑکیون نے خوب ہی جی لگا کر سیا اور مصالح بھی بہت ہی صفائی سے ٹانکا اس جوڑی گلبدن کے پائجامے مین جو مین نے پرسون سلوا کر بھیجا ہے ذرا کلیون کا گوکھرو کھینچ زیادہ گیا ہی ہتیر اشہر بانو کہتی ہی کہ استانی جی لاؤ اُدھیڑ کر پھر ٹانک دون مین نے کہا خیر رہنے بھی دو ادھیڑنے سے گوکھرو خراب ہو جائیگا آیندہ اسکا خیال رکھنا۔ سلطانہ بیگم۔ وہ جوڑا مین نے اپنے یہانکی مغلانیونکو دکھایا تھا پھڑک گیئن اور کہنے لگین پھر کہان مردونکی چالکی اور کہان عورتونکی۔ مین بولی اری مردون کا یہان کیا مذکور مغلانیان لے حضور یہ جوڑا میان علیجان کے کارخانے کاٹنکا ہوا معلوم ہوتا ہی اسی سے ٹانکا ایسا درست بیٹھتا چلا گیا ہی تو لونڈیونکی عرض کرنیکا یہ مطلب کہ عورتون کا کام کیسا ہی سجل کیون نہو مردون کے کام کو نہین پا سکتا مین۔ کہانکے علیجان اور کیسے مرد یہ جوڑا تو میری استانی جی کے مکتب کی لڑکیون نے سیا اور انھین نے اسمین مصالح ٹانکا ہی یہ سنکر مغلانیان بار بار جوڑیکو کھول کھولکر بغور دیکھتی تھین اور کہتی تھین حضور فرماتی ہین تو ہمکو یقین ہی لیکن عورتون کے ہاتھ مین یہ صفائی اور یہ ستھراپن ہم نے تو نہین دیکھا۔ استانی جی۔ خیر اور جوڑونکی سلائی مجھکو بھی پسند ہے۔ پھر آپنے حسن آرا بیگم کے تمام جوڑے نہین بھیجدیے ہوتے لڑکیان تو خوشی خوشی سی دیتین۔ سلطانہ بیگم۔ اور یہ سارا جہیز کسنے سیا اور کسنے ٹانکا مغلانیون سے تو مین نے صرف موٹا کام لیا چاندنیان ہوئین گھٹریان ہوئین دسترخوان ہوئے سوزنیان ہوئین موباف کسنے غلاف تکیے توشک لحاف اس طرح کی چیزین البتہ

مغلانیون نے سی ہین یا ہان شب خوابی کے کپڑے باقی پہننے کے کپڑے اکثر تو
مکتب مین اور کچھ تھوڑے باجی اما کے یہان سے پروے گئے۔ استانی جی الٰہی خیر
سے حسن آرا بیگم کو نصیب ایک یہ ہزارون اور گھس پس کر پرانے ہون سلطانہ بیگم
(ٹھنڈی سانس بھر کر) ہان استانی جی دعا کیجیے اللہ نصیب اچھے کرے بیٹیون کا بھی
کچھ عجب نازک معاملہ ہے کن کن مصیبتون سے پالو پرورش کرو اور پھر دھن پرایا
کا پرایا کیا کرون کچھ بن نہین پڑتی ورنہ مین حسنا کو اپنی نظرون سے دور ہونے دیتی
شہر مین ایک سمدھیانہ کرکے وہ وہ آفتین اٹھائین کہ مین نے آگے کو توبہ کی ورکان
اینٹھا ورنہ حکیم صاحب بیچارے کا کچھ قصور نہین کیسی کیسی باتین حسنا کیو اسطے منگوائین
ایک سے ایک بڑھی چڑھی مین نے کہا حاشا ادھر کی دنیا اُدھر ہوجاے گی مین شہر
مین اب بیٹی نہ دونگی کالا منھ ایسے شہر کا جسمین یہ کچھ رسوائی اور فضیحت ہی سو استانی جی
اب دیہات والون سے معاملہ کیا ہی خدا کے ہاتھ شرم ہی۔ استانی جی حسن آرا بیگم سے
آپ مطمئن رہیئے اول تو سمجھ والے خود بڑے رئیس ہین دوسرے خاک چاٹکر کہتی ہون
آپ انشاء اللہ دیکھ لیجئے گا کہ بیاہ کے دوسرے تیسرے ہی مہینے حسن آرا بیگم تمام
ریاست کے سیاہ و سفید کی مالک نہ بن بیٹھین تو مجھکو الٹا اُلا ہنا دیجئے گا کیا آپ کو
حسن آرا بیگم کے مزاج مین کچھ فرق نہین معلوم ہوتا۔ سلطانہ بیگم۔ فرق تو آپ کی
عنایت سے زمین آسمان کا ہی آپ کے فیضان تعلیم نے خاک کو اکسیر تانبے کو
کندن ذرے کو خورشید پوتھ کو لعل سفید حیوان کو آدم حسنا کو ماشاء اللہ حسن آرا بیگم
بنا دیا اس کی خوبی تقدیر کی یہی ایک بڑی نشانی ہی کہ وہ شاگرد اور آپ جیسی اس کی
استانی ہی یہ ایسا احسان آپنے ہم سب لگھ دالون پر کیا ہی کہ جبتک جیئین گے آپکے مرہون منت

رہین گے۔ مگر جب سے حسنا نے بیاہ کی طیاری ہوتے دیکھی ہی کچھ سہم سی گئی ہے
یونہین گھر مین اسکا جی نہین لگتا تھا اورکبھی دل اُچاٹ ہو گیا ہے نہ کھاتی ہے
نہ پیتی ہی۔ نہ کسی سے بولتی اور بات کرتی ہے ارادہ تھا کہ پورے مہینے بھر مائیون
بٹھاؤنگی اسکی حالت دیکھکر مین نے کہا کہ مائیون سی بدتر تو یہ خود ہوتی جاتی ہی رنگت زرد
ہو گئی ہی آنکھو نمین حلقے پڑ گئے ہین چہرہ دیکھو اداس صورت دیکھو غمگین مین کہتی ہون
اسکو اتنی عمر مین فکر کیون ہے اس عمر مین تو لڑکیون کو دلھن بننے کی بڑی خوشی ہوتی ہی
استانی جی۔ حسن آرا بیگم اور لڑکیون کی طرح نادان نہین ہین ماشاءاللہ بڑی فہمیدہ
اور زیرک لڑکی ہے ہی کچھ گھر کے چھوٹنے کا خیال ہوگا۔ سلطانہ بیگم گھر کی تو اُسکو
مطلق پروا نہین البتہ مکتب اسکی جان ہی دیکھئے کیونکر بچی کا دل بہلے گا استانی جی
مین سمجھا دونگی اور یون آدمی اپنے پیارونسے جدا ہوتا ہی تو رنج ہوتا ہی سلطانہ بیگم
اترسون خیر سے چھبیسوین تاریخ اور جمعے کا دن ہے اگر آپ اجازت دین تو حسنا کو مائیون
بٹھایا جائے کنبے والے پوچھوا پوچھوا بھیجتے ہین کہ ابتک لڑکی کو مائیون نہین بٹھایا۔
استانی جی۔ خدا مبارک کرے تاریخ بھی اچھی دن بھی اچھا اور حسن آرا بیگم کو مائیون
بٹھانے کی ضرورت تو کچھ نہ تھی مگر خیر دنیا کی رسم ہی۔ سلطانہ بیگم۔ پھر آپ فرمائین تو
حسنا گھر سے نہ نکلے مین تو کئی دن سے کہہ رہی ہون منھ سے تو کچھ نہین کہتی آنکھ بچی
اور مکتب مین۔ اُستانی جی۔ کل اور معاف کیجیے پرسون انشاءاللہ مین حسن آرا بیگم
کو مکتب سے رخصت کر دونگی لڑکیون کی خواہش ہے کہ کل دونون وقت مکتب کیطرف
سے حسن آرا بیگم کی دعوت ہو رت جگا کرین پرسون سویرے ذرا آپ بھی جمال آرا بیگم
کو ساتھ لے کر تشریف لائیے گا اور لڑکیون کی مان بہنین بھی آئین گی۔ اس کے بعد

سلطانہ بیگم تو رخصت ہوئین۔ اگلے دن بڑے تکلف سے بڑی دھوم کے ساتھ
حسن آرا کی دعوت ہوئی مکتب کی لڑکیون نے اپنے ہاتھون وہ وہ کھانے پکائے
کہ کیا کوئی رکابدار پکائے گا رات کو رت جگا ہوا حسن آرا کے سہاگ کے مایو نکے
گیت گائے گئے اور لڑکیون نے یہ بھی صلاح کی کہ مکتب کی طرف سے چڑھاوے کا جوڑا تو
بہر دیا ہی جاویگا مانجھے کا جوڑا بھی مکتب ہی کا ہو اور حسن آرا بیگم وہی جوڑا پہنکر مکتب سے
رخصت ہون۔ صبح سویرے اٹھ نماز اور تلاوت سے فارغ ہو مکتب مین جھاڑو دلوا
سلیقے کے ساتھ دالانون مین صاف اور ستھرا فرش بچھوا دیا اتنے مین مہمانون کی
ڈولیان آنی شروع ہوئین کوئی چار گھڑی دن چڑھتے چڑھتے سارا گھر مہمانون سے
بھر گیا لڑکیون کی ماہنون مین تو کوئی ایسی نہ تھی کہ نہ آئی ہو محلے کی ساری بیویان
بے بلائے سیر دیکھنے کو موجود ہوئین اور اچھی خاصی شادی پڑ گئی بیچ دالان مین
جہان سوزنی گاؤ تکیہ بچھا تھا استانی جی بیٹھین اور سارے مہمان اسی دالان مین
آکر بھر گئے جب سب لوگ بیٹھ بٹھا چکے تو اندر کوٹھری سے لڑکیان حسن آرا
کو مانجھے کا جوڑا پہنا کر باہر لائین اور استانی جی کے عین سامنے لا بٹھایا تب
استانی جی نے حسن آرا کی طرف مخاطب ہو کر یہ تقریر کی کہ بوا حسن آرا بیگم آج مین
تمکو اپنی اور اپنے مکتب کی لڑکیون کی طرف سے رخصت کرتی ہون آج استادی
شاگردی اور ہم مکتبی کا سب کا خاتمہ ہو گیا (یہ سنکر سارے مہمانون کی آنکھون سے
بے اختیار آنسو ٹپک پڑے اور استانی جی کا دل بھی اسقدر بھر آیا کہ گو ضبط کرتی تھین
مگر آواز سے رقت ظاہر تھی) مگر محبت اخلاص انشاءاللہ جب تک دم مین دم
ہے باقی رہیگا۔ حسن آرا بیگم مین تم کو مثل اپنی بتول اور محمودہ کے چاہتی اور پیار کرتی

تھی اور کرتی ہون اور جب تک دنیا مین ہون خدا نے چاہا کرون گی مگر استادی شاگردی کا ایسا ناتا ہے کہ مجھکو اس محبت کا برتاؤ رکاوٹ کے ساتھ کرنا پڑتا تھا کبھی کبھی مین نے تمکو تمھاری غلطیون پر متنبہ کیا ہوگا بلکہ شاید کسی بیجا بات پر ملامت بھی کی ہو سو وہ تنبیہ اور ملامت تمھارے فائدے تمھاری اصلاح اور تمھاری بہتری کے واسطے تھی جب دو آدمی دنیا مین کسی طرح کا تعلق رکھتے ہین چاہے وہ تعلق ہمسائگی اور ہموطنی اور انسانیت ہی کا کیون نہ ہو مگر بہت سی حقوق ایک کے دوسرے پر ہوتے ہین وہ تعلق جو مجھکو تمھارے ساتھ تھا مین کہہ چکی ہون کہ تعلق مادری و فرزندی کے قریب قریب تھا ہرچند مین تمھارے حقوق کے ادا کرنے مین اپنے مقدور بھر کوشش کرتی رہی ہون لیکن ممکن ہے کہ مجھ سے تمھارے کسی حق کے ادا کرنے مین کچھ فروگذاشت ہوئی ہو سو آج مین اس بھرے مجمع مین تم سے بمنت اُسکی معافی چاہتی ہون اسواسطے کہ مین بھی آدمی ہون اور آدمی کو کبھی یہ غرور نہین کرنا چاہیئے کہ اُسنے اپنے فرائض انسانیت کو پورا پورا ادا کیا ہے (ہر طرف سے واہ واہ سبحان اللہ کا شور ہوا مگر اُس کے ساتھ رقت بھی تھی) بواحسن آرا بیگم انسان کا خمیر اُس سے ہے دو چار دفعہ کی صاحب سلامت سے آدمی کو آدمی کی محبت پڑ جاتی ہے اور تم سے تو تین برس کامل اس درجہ کا اختلاط رہا کہ رات دن پاس رہنے کا اتفاق ہوا بس آج مین تمکو اسی صدمے اسی درد اور اسی رنج کے ساتھ رخصت کرتی ہون جس طرح بتول اور محمودہ کو کرونگی اگر خدا کو منظور ہی (سب لوگ جتنے اُسوقت موجود تھے پکار کر روئے) اُستانی جی تھوڑی دیر ضبط کرنے کے بعد بواحسن آرا بیگم مین جدائی اور رخصت کے مضمون کو بار بار کہنا نہین چاہتی اسواسطے کہ

اس سے تمکو اور مجھکو اور سب سننے والون کو تکلیف ہوتی ہی مگر غور کرو تو تمھارا رخصت
ہونا کوئی انوکھی بات نہین ہی دنیا جہان کی بیٹیونکا دستور ہے کہ بیاہ ہوا اور مان
باپ سے جدا ہوئین مجھکو بھی اپنی مان سے کبھی ایسا ہی تعلق تھا جیسا تم کو اب
بیگم صاحب سے یا مجھ سے ہے تمھاری طرح مین بھی ایک آپا رکھتی تھی تمھاری
جیسی سہیلیان میری بھی تھین مگر آخر سسرال کی نئی دنیا مین آکر بسی اور کیا مین
اکیلی بسی مجھ ایسی ہزارون لاکھون۔ تم کو شاید شہر کے باہر بیاہے جانے کا
خیال ہوتا ہوگا سو سمجھو کچھ دور نہین ہے باہر شہر ہے مگر تمھارے واسطے نہین
جنکے لیے ماشاء اللہ ہر طرح کی سواری موجود ہے اگر آنا چاہو تو پہر نہین سوا پہر
ہو حسن آرا بیگم میکے کے تعلقات یاد رکھو کہ رفتہ رفتہ خود بخود ضعیف ہو جاتے ہین
بس کیا دل کو اتنا سمجھا لینا کچھ بڑا کام ہے کہ پہلے ہی سے ادھر کے تعلقات کو
ضعیف فرض کر لیا جاوے۔ حسن آرا بیگم تمھاری حالت مین جو انقلاب عظیم
ہونے والا ہے مجھکو امید ہے کہ تم اس سے بے خبر نہین ہو اور تمکو شکر کرنا چاہیئے
کہ جس امتحان کیلئے تم بلائی جاتی ہو تم کو اس کے واسطے تیاری کرنے کی بہت
خاصی فرصت اور فراغت حاصل تھی۔ جو کچھ تم نے پڑھا اور سیکھا اور سنا اب
اس امتحان مین تمھارا اصلاح کار اور مددگار ہوگا جو شخص تمھاری طرح کتابون کا
ذخیرہ پاس رکھتا ہے اگر وہ اپنے تئین تنہا سمجھے یا وہ اپنے تئین اپنے پیارون
سے بچھڑا ہوا خیال کرے تو یہ اسکی غلطی ہے یہی کتابین تمھاری تنہائی کی سہیلیان
ہین اور سہیلی بھی کیسی مان کی طرح مہربان۔ استانی کی طرح شفیق مونس غمخوار
رفیق غمگسار ناصح دوستدار خیرخواہ وفا شعار۔ ہو حسن آرا بیگم اب تک تو جو بچھ

تم پڑھتی رہین تم کو قصہ اور کہانی معلوم ہوا ہوگا لیکن وہ کہانی اب تک جگ بیتی تھی اور اب اپنی بیتی ہوگی۔ جتنی کتابین تمھارے پاس ہین اگرچہ تھوڑی ہین مگر غور کرنے اور عمل کرنے کو بہت ہین اور ہین تمھارے ہی فائدے کی نظر سے یہ آخری نصیحت تمکو کرتی ہون کہ تم اسی طرح التزام کے ساتھ انکو پڑھتی اور دیکھتی رہنا جیسے مکتب کے پڑھنے کی حالت مین پڑھا اور دیکھا کرتی تھین۔ جس روز سے تم مکتب مین داخل ہوئین مین نے تمھارے حالات قلمبند کرنے شروع کر دیے تھے اور اب تک جو جو مباحثے اور مطارحے تم مین اور لڑکیون مین واقع ہوئے ہین سب کو سلسلہ وار لکھتی چلی گئی اب مین دیکھتی ہون تو ان سے ایک اچھی خاصی کتاب بن گئی ہے **بنات النعش** مین نے اسکا نام رکھدیا ہے یہ وہی کتاب ہے جو مین تمکو بطور اپنی یادگار کے دیتی ہون۔ یہ کہکر استانی اصغری خانم نے سرخ اطلس کے کامدار جزدان سے کتاب نکالی کلابتون کا شیرازہ جلد جیسے سونے کا ڈلا خود استانی جی کے دست خاص کی نہایت پاکیزہ خط نستعلیق مین لکھی ہوئی کہ دیکھکر آنکھین روشن ہو جائین لوح بین السطور جدول سرآغاز ہر جگہ لاجوردی اور طلائی کام۔ پہلے تو حاضرین مجلس مین دست بدست وہ کتاب پھری پھر استانی جی نے بدستور جزدان مین رکھ حسن آرا بیگم کو دی حسن آرا گھونگھٹ نکالے نکالے سروقد کھڑی ہو کر استانی جی کو بہت ادب سے سلام کر بیٹھ گئی۔ کتاب کی دیکھا بھالی مین کوئی دو چار لمحہ سلسلہ سخن منقطع رہا اور پھر استانی جی نے اپنی تقریر شروع کی۔ بوا حسن آرا بیگم اس کتاب مین تم اپنی بلکہ مکتب کی سب لڑکیون کی ہو بہو تصویرین پاؤگی۔ یہ سنکر کل حاضرین جنھون نے

کتاب کو اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھا تھا متعجب ہوے۔ استانی جی۔ تصویر سے میری یہ مراد ہے کہ تمھارے مزاج تمھاری عادت تمھاری خو بو کا اس مین ایسا بیان کامل ہے کہ جو تمھارے حالات سے واقف ہے کتاب کے پڑھتے کے ساتھ سمجھ جائیگا کہ تمھارا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب تم کو وہ عادتین یاد دلائیگی جنکی اصلاح مین مجھکو بڑے بڑے اہتمام کرنے پڑے ہین تمکو اس کتاب کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ گویا پھر وہی تم ہو اور وہی مکتب ہے وہی بات بات پر ضد ہے اور وہی بات بات پر تعجب ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے تمکو معلوم ہوگا کہ مکتب کی تعلیم نے تم پر کہان تک اثر کیا کون کون بری عادتین تھین کہ چھڑا دین کون کون سی غلط فہمی تھی کہ اسکی اصلاح کی اور کون کون سی نیک باتین ہین کہ اول انکی بہتری تم سے تسلیم کرا کے پھر تمکو ان کے اختیار کرنے پر مجبور کیا اگرچہ ظاہر ہین تم آج سے اس مکتب سے جدا ہوئین مگر میرے اور سب کی لڑکیون کے دلون سے ہمیشہ ہمیشہ تم نزدیک رہوگی اور وقتاً فوقتاً جو فائدہ تم کو اس مکتب سے پہونچنا ممکن ہے پہونچتا رہے گا۔ جو نئی کتاب ہم لوگ پائین گے یا جو عمدہ مضمون سنین اور دیکھین گے ضرور تمکو اُس کے پڑھنے مین شریک کر لیا کرین گے۔ بوا حسن آرا بیگم تم جانتی ہو کہ مین ایک غریب آدمی ہون لیکن خدا کا شکر کرتی ہون کہ مین اپنی حالت سے رضامند اور اپنی حیثیت مین خوش ہون کیونکہ مین بقول ایک بزرگ کے آسمان کو دیکھتی ہون اور سمجھتی ہون کہ ضرور کسی نہ کسی دن طائر روح کو قفس عنصری سے نکلکر اوج فلک پر پرواز کرنا ہے پھر زمین کو دیکھتی ہون اور پاتی ہون کہ جب مرونگی تو صرف چند بالشت زمین میری ہڈیون کے لیے

درکار ہوگی پھر غور کرتی ہون تو دنیا مین نہ کچھ ساتھ لائی اور نہ کچھ ساتھ لے کر جاؤن گی اور ہزارون لاکھون خدا کے بندے ایسے ہین کہ انکے مقابلے مین ہر طرح اور ہر اعتبار سے میری حالت بہ مدارج بہتر ہے ان خیالات نے میرے دل پر یہ اثر کیا ہے کہ دو نخ شکم بھر لینے کو کچھ دال دلیا اور تن بدن ڈھانک لینے کو کچھ موٹا جھوٹا کپڑا اس کے سوائے دنیا کی کوئی چیز ایسی نہین جس کا ہونا مین اپنے واسطے ضرور سمجھون اور اُس کے حاصل کرنے کی فکر کرون پھر بھی خدا نے اپنے فضل و کرم سے مجھکو ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے بڑھکر بہت کچھ دے رکھا ہی کچھ تھوڑا سا باقتضاے محبت اُس مین سے اور کچھ رقم مکتب سے لیکر مین نے دو سو روپیہ کا ایک جوڑا تمھارے لیے بنایا ہی مکتب کی رقم تم جانتی ہو کہ مین اسکی مالک نہین ہون لڑکیون کی چیز ہے جن کے کامون کے دام سے یہ رقم فراہم کی جاتی ہے پس یہ جوڑا خلعت مکتبی ہے جو مین تمکو نہایت خوشی سے دیتی ہون خدا تم کو اس کا پہننا مبارک کرے. تمھارے جہیز مین اس سے کہین زیادہ قیمت کے جوڑے ہون گے مگر جب دیکھو گی کہ کس چاؤ اور کس شوق سے کس محبت سے ہم چند غریب آدمیون نے ملکر یہ جوڑا بنایا ہی تو ہم سب کو امید ہی کہ تمھارے قیمتی اور عمدہ اور نفیس جہیز مین اس کا شامل کیا جانا کچھ بدنما نہ ہوگا. یہ سُن کر حسن آرا نے پھر اسی حالت سے اُٹھکر سلام کیا. استانی جی. بوا حسن آرا بیگم اب دن زیادہ چڑھ گیا ہے اور لوگون کے کھانے پکانے کا وقت ہے مین نہین چاہتی کہ زیادہ دیر تک تم سب کو باتون مین لگائے رکھون مگر صرف ایک بات مجھکو اور کہہ لینے دو کہ اگر اسکو نہ کہونگی تو گویا تمھارا فرخصت میرے

ذمے رہ جائے گا لڑکیان جو بیاہ ہوے پیچھے مان باپ بھائی بہنون اور عزیزو اقارب سے جدا ہوکر سسرال جاتی ہین اس انقلاب حالت مین خدا ے تعالیٰ ہم عورتون کو اپنے فضل سے اُس انقلاب کا نمونہ دکھاتا ہے جو ہر بشر کیواسطے مقدر ہے دنیا ہمارا میکا ہے اور عاقبت بجاے سسرال کے ہی کوئی لڑکی سدا میکے مین نہین رہتی اور سویرا یک نہ ایک دن اسکو سسرال جانا ہوگا اسی طرح کوئی شخص ہمیشہ دنیا مین نہین رہے گا سدا رہے گا نام اللہ کا جس لڑکی نے میکے مین رہ کر ہنر سیکھا عقل و تمیز حاصل کی سسرال مین بھی ساس سسرے کی لاڈو نند بھاوجون کی چہیتی اور اپنے میان کی پیاری ہوگی اسی طرح جس نے دنیا مین رہ کر اچھے عمل اور نیک کردار کیے عاقبت مین اسکی عزت اور اسکی توقیر ہے اور ایسے ہی لوگ بہشت کے مالک ہونگے مگر جس لڑکی نے مان باپ کی نازبرداریون مین وقت کو ضایع کیا اور اپنے مزاج کی اصلاح اور عادات کی درستی اور تحصیل ہنر کی کچھ فکر نہ کی سسرال مین جائیگی تو میان کی نظرون مین ذلیل ساس نندون کے نزدیک بے وقر یعنیہ یہی حال ہوگا انکا جو زندگی کے دن غفلت و بے پروائی مین اکارت کرتے ہین قیامت مین رسوا اور فضیحت ہونگے جس طرح لڑکیان میکے سے جہیز لیکر جاتی ہین دنیا کے میکے کا جہیز اپنے اپنے عمل ہین جو آدمی کے ساتھ جاتے ہین حسن آرا بیگم مین جانتی ہون کہ اندنون تمھارے دل مین عجب عجب طرح کے خیالات گذرتے ہون گے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہوگا مگر اپنے خیالات کو ذرا اونچا کرو اور اپنی نظر کو تھوڑا اور آگے بڑھاؤ سوچنے اور سمجھنے کی بات تو یہ ہے کہ دنیا کیا چیز ہے کس لیے ہم یہان آئے ہین کیا ہم کر رہی ہین

اورانجام کار کیا ہونا ہے جس طرح تمھارے میکے رہنے کے دن پورے ہو چکے ہر شخص کے واسطے ایک دن وہ بھی ہوگا کہ اُس کی مدت حیات تمام ہو جاے گی۔ آؤ سب ملکر اس وقت خدا کی درگاہ مین دعا کرین کہ ہم سبکو نیک عمل کی توفیق دے (ہر طرف سے آمین آمین کا شور ہوا)۔ دنیا کے میکے اور سُسرالین تو چند روزہ باتین ہین آلٰہی اُس جہان مین جہان سدا سب کو رہنا ہی پردہ رکھ لیجیو اور فضیحت نت کیجیو (سب نے پکار کر کہا آمین آمین) آلٰہی یہ تیری کنیز جس کو ہم لوگ حسن آرا بیگم کہہ کر پکارتے ہین منزل دنیا جسکو تیرے حکم سے ہم سب طے کر رہے ہین شروع کرنے والی ہے تیرا فضل و کرم اس کا حافظ تیری توفیق اس کا بدرقہ تیری عنایت و مہربانی اسکی زاد راہ ہو (سب کو رقت ہوئی اور سب نے کہا آمین) اسکے بعد استانی جی نے اُٹھکر حسن آرا کو دیر تک گلے لگا کر پیار کیا اور آہستہ آہستہ کوئی دعا پڑھکر حسن آرا پر دم کی اور دروازے تک ساتھ لیجا کر پالکی مین سوار کرا دیا اور مجلس تمام ہوئی۔

باب خاتمہ تیر

خاتمہ

داستانون مین وہی داستان فائق ہے جو مشحون بحمد حضرت خالق ہے اور فسانون مین وہی فسانہ لائق ہے جو مقرون بہ ثنای جناب رسول سرور خلائق ہے مگر لسان انسان ضعیف البنیان کو کہان یارا کہ شمہ بھی اُسکا بیان کرے انتہا اسکی یہی ہے کہ عجز و قصور کا ہر دم دم بھرے بعد اسکے واضح ہو کہ انجمن سخنوران پُر آز لالہ و ریحان مجموعہ نکتہاے لطیف متضمن نصائح و حکایات شریف یعنے نسخہ **بنات النعش** نے کہ جسکا ہر فقرہ انتخاب ہی جو جملہ ہے لاجواب ہے اور کیون نہو نازک خیال شیرین مقال جناب مولوی **نذیر احمد صاحب** نے یہ قصہ ہی عجیب عجیب تالیف فرمایا ہے کمال فصاحت و بلاغت سے ہر شخص کے دل کو لبھایا ہے حسن تقریر نے عجب جلوہ دکھایا ہے اور لطف یہ کہ پند و مواعظ کے ضمن مین مخصوصات محاورات نسا کو اس خوبی سی حلئہ بیان پہنایا ہے کہ ہر کس و ناکس کلمہ تحسین زبان پر لاتا ہے غرض ایک قصہ و نصائح حسن انتظام معاش و معاد کو از رکیہ افسانہ پر لا بٹھایا ہے ان ایام شگفتہ انجام مین بحسن اہتمام کیسری داس سیٹھ مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین ماہ جون سنہ ۱۹۳۲ع چوتھی بار آب و رنگ طبع پاکر نضارت بخش چشم انتظار شائقین ہوا